ماہ نامہ

ہمدرد نونہال

اگست ۲۰۱۰ء

Young's®
فری
مایونیز ریسیپی بک
Recipe Book
پاکستان میں سب سے زیادہ فروخت ہونے والا مایونیز
Young's
مایونیز سے بنائیں
مزے مزے کے کھانے!
Young's
MAYONNAISE
مایونیز
Brands of the year Award 2009
SMART PACK
YOUNG'S (PRIVATE) LIMITED
ینگز مایونیز لیٹر پیک کے ساتھ حاصل کریں...
فری ریسیپی بُک
ینگز کی جانب سے پیش ہیں اب کھانے بنانے کے ایسے طریقے جو آپ کے پکوان کو دیں ایک خاص مزہ۔
ینگز مایونیز کے 1 لیٹر پیک کے ساتھ آپ کو ملے گی ریسیپی بک جس میں 15 مایو ڈشز کی تراکیب درج ہیں جو آپ کے پکوان کو دیں گی ایک نیا ذائقہ... ایک نیا مزہ....
ینگز مایو ریسیپی مقابلے میں حصہ لیں اور تین بہترین ریسیپیز کے نام اور اپنے کوائف ریسیپی بک سے منسلک فارم پر P.O.Box 3194 کراچی پر ارسال کریں یا ہماری ویب سائٹ www.youngsfood.com پر موجود "ریسیپی کارنر" میں جا کر ریسیپیز کے نام منتخب کریں۔
مقابلے کی آخری تاریخ 31 اگست 2010 ہے۔
مزید تفصیلات "ریسیپی بک" یا ہماری ویب سائٹ پر موجود ہیں۔
Young's
FRENCH
MAYONNAISE
یونگز
مایونیز
1 Litre
ECONOMY PACK
Young's®
Young's (Private) Limited
SPREAD HEALTH. SPREAD LIFE.

یادگار: شہید پاکستان حکیم محمد سعید

اشاعت کا ۵۸ واں سال

ماہ نامہ

ہمدرد نونہال

شمارہ ۸

جلد ۵۸

اگست ۲۰۱۰ عیسوی

شعبان المعظم۔ رمضان المبارک ۱۴۳۱ ہجری

رکن آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی

سعدیہ راشد پبلشر نے ماس پرنٹرز کراچی سے چھپوا کر
ادارۂ مطبوعات ہمدرد ناظم آباد کراچی سے شائع کیا

ٹیلے فون ———— 36620949 تا 36620945
ایکسٹینشن ———— (054 یا 052 یا 066)
ٹیلے فیکس نمبر ———— 92-021) 36611755
ای میل ———— hfp@hamdardfoundation.org
ویب سائٹ ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان ———— www.hamdardfoundation.org
ویب سائٹ ہمدرد لیبارٹریز (وقف) ———— www.hamdardlabswaqf.org
ویب سائٹ ادارۂ سعید ———— www.hakimsaid.info

پتا: دفتر ہمدرد نونہال، ہمدرد ڈاک خانہ، ناظم آباد، کراچی ۷۴۶۰۰

صدرِ مجلس
سعدیہ راشد

مدیرِ اعلا
مسعود احمد برکاتی

ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی اور ہمدرد فاؤنڈیشن نے عظیم نونہالانِ پاکستان کی تعلیم و تربیت اور صحت و مسرت کے لیے شائع کیا

ڈاک خانے کے نئے قاعدوں کی وجہ سے آیندہ ہمدرد نونہال کی قیمت صرف
بنک ڈرافٹ یا منی آرڈر کی صورت میں قابلِ قبول ہوگی، VPP بھیجنا ممکن نہیں ہے۔

قرآنی آیات اور احادیثِ نبویؐ کا احترام ہم سب پر فرض ہے

سرورق کی تصویر	ثمرانہ اور شفاعت علی جعفری، کراچی

ISSN 02 59-3734

قیمت فی شمارہ	سالانہ (رجسٹری سے)	سالانہ (عام ڈاک سے)	سالانہ (دفتر سے حاصل کرنے پر)	سالانہ (غیر ممالک سے)
۲۵ رُپے	۳۸۰ رُپے	۲۶۰ رُپے	۲۴۰ رُپے	۴۰ امریکی ڈالر

اس شمارے میں کیا کیا ہے؟

۴۱
میں تمھاری ناک ہوں
شہید حکیم محمد سعید
ناک آپ کے لیے کتنی اہم ہے، ناک کے بارے میں حیرت انگیز معلومات۔

جاگو جگاؤ	۴	شہید حکیم محمد سعید
پہلی بات	۵	مسعود احمد برکاتی
نعت شریف ﷺ	۶	شہاب اقتدار قدر
روزے کا مقصد	۷	عتیق الرحمٰن صدیقی
قومی پھول (نظم)	۱۰	سرشار صدیقی

۱۳
ایک وزیر اعظم کی سبق آموز کہانی
مسعود احمد برکاتی
پاکستان کے ایک اصول پرست سچے وزیر اعظم کی سبق آموز باتیں۔

ہارون رشید اور امام مالکؒ	۱۱	شہید حکیم محمد سعید
ہیرو	۱۶	وقار محسن
گیت پاکستان کا (نظم)	۲۸	منظر ایوبی
پاکستان کا راستہ	۲۹	افضال احمد خان
چودہ اگست (نظم)	۳۰	محمد اعظم عظیم اعظم

۷۵
منصوبہ ساز (۱)
اشتیاق احمد
برسوں کے بعد کھویا ہوا بھائی مل گیا، لیکن کیا وہ اصلی بھائی تھا؟

علم دریچے	۳۱	نکتہ داں نونہال
آرائشِ محفل - مزے دار اخلاقی کہانیاں	۳۵	مسعود احمد برکاتی
روشن خیالات	۳۹	ننھے منے
بولنے والا دستانہ	۴۰	حسن ذکی کاظمی
آیئے مصوری سیکھیں	۴۳	غزالہ امام

۲۱
بادشاہ چھٹی پر ہے
فرزانہ روحی اسلم
کیا واقعی جنگل کا بادشاہ چھٹی پر چلا گیا؟
مزے دار جنگل کہانی۔

ہنسی گھر	۵۶	ننھے مزاح نگار
آدھی ملاقات	۵۹	نونہال پڑھنے والے
ماں کی تصویر	۶۴	تارا مقدم
ننھا مقرر	۶۹	محمد عمران اسحاق
سید قاسم محمود	۷۱	غلام حسین میمن

۴۵
بلاعنوان انعامی کہانی
معراج
اس کہانی کا خوب صورت سا عنوان لکھیے
اور انعام میں کتاب لیجیے۔

معلومات افزا-۱۷۶	۸۴	سلیم فرخی
بیت بازی	۸۷	خوش ذوق نونہال
ہمدرد نونہال اسمبلی	۸۸	کراچی-لاہور-راولپنڈی
تصویر خانہ	۹۳	ادارہ
نونہال مصور	۹۴	ننھے آرٹسٹ

۹۵
بُرج خلیفہ
ڈاکٹر ناہید الٰہی اقبال
دبئی میں دنیا کی سب سے بلند عمارت
کی تعمیر کی حیران کرنے والی روداد

عظیم فن کار	۹۹	رخسانہ جنید
نونہال ادیب	۱۰۱	ننھے لکھنے والے
۳۴ خاص ہمدرد نونہال	۱۱۱	ادارہ
انعامات بلاعنوان کہانی	۱۱۲	ادارہ
جوابات معلومات افزا-۱۷۴	۱۱۶	ادارہ
نونہال لغت	۱۲۰	ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاگو جگاؤ

نونہالوں کے دوست اور ہمدرد

شہید حکیم محمد سعید

کی یاد رہنے والی باتیں

آزادی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ انسان تو انسان، جانور بھی آزادی چاہتا ہے۔ کسی جانور کو قید کرلیا جائے اور چاہے کتنا ہی آرام پہنچایا جائے، لیکن اس کی روح بے چین رہتی ہے اور وہ اپنی آزادی چھن جانے کے غم میں پریشان رہتا ہے۔ ہم دو سو سال تک غیر قوم کی غلامی بھگتنے کے بعد ۱۳۶۶ ہجری (۱۹۴۷عیسوی) میں آزاد ہوئے۔ یہ آزادی ہمیں ایک دن میں حاصل نہیں ہوئی۔ یہ کم و بیش سو سال کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ ہمارے رہنماؤں نے اپنی عقل، علم اور قربانی سے انگریزوں کو اپنے ملک سے چلتا کیا تھا۔ لاکھوں عوام نے جان و مال کی بے مثال قربانی دی اور پاکستان بنایا۔ پاکستان کیوں بنایا تھا؟ اس لیے کہ ہم یہاں اپنے عقیدے اور اپنی تہذیب کے مطابق ترقی کرنے میں بالکل آزاد ہوں اور ملک کی ترقی اور خوش حالی کا فائدہ سب کو حاصل ہو۔ اسلام کے اخوت، مساوات، انصاف اور جمہوریت جیسے زریں اصولوں کے مطابق زندگی کا کاربار چلائیں۔ سب کو انصاف ملے۔ ہر ایک کو اس کا جائز حق اور خوش حالی میں اس کا پورا حصہ ملے۔ پاکستان کو بنے ۴۲ سال ہوگئے۔ اس آزاد زندگی میں ہم نے بہت اچھے اچھے کام کیے۔ ملک نے ترقی کی۔ تعلیم عام ہوئی، صنعت پھلی پھولی، لیکن اس کے باوجود ہم آزادی کی بہت سی نعمتوں سے اب بھی محروم ہیں۔ وہ نعمتیں ہیں محبت، تعاون، بھائی چارہ، انصاف، ہمدردی اور خوشی۔

سوچو کہ ایسا کیوں ہے؟ اپنے بڑوں سے پوچھو اور جب تمھیں اصل وجہ معلوم ہو جائے تو اس کو دور کرو اور آزادی کی ان نعمتوں کو حاصل کر کے چھوڑو۔ اب پاکستان تمھارا ہی ہے۔ تمھیں ہی اس میں رہنا ہے، اس کو بنانا ہے اور اس کی ترقی کے پھل کھانے ہیں۔

(ہمدرد نونہال اگست ۱۹۸۹ء سے لیا گیا)

پہلی بات

مسعود احمد برکاتی

اس مہینے کا خیال

خوش رہو، دوسروں کو بھی خوشیاں دو۔
اچھی زندگی اسی کو کہتے ہیں۔

ایک نونہال بیٹی نے جولائی کا ہمدرد نونہال پڑھ کر کیا اچھا لکھا ہے کہ ابھی آپ کی خاص نمبر کی تھکن بھی نہیں اُتری ہوگی کہ آپ کو جولائی کا رسالہ مرتب کرنا پڑا۔ واقعی تھکن تو تھی، مگر وہ اپنی جگہ تھی، لیکن خاص نمبر نونہالوں نے جس طرح اور جس قدر پسند کیا اور ہم پر محبت کے اتنے پھول برسائے کہ اطمینان اور خوشی اور شکر نے ہمیں طاقت بخشی اور ہم کام میں لگ گئے اور اب تو اگست کا رسالہ بھی پیش کر رہے ہیں۔ کام کے لیے ارادے کے علاوہ عادت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ عادت انسان کی بڑی مدد کرتی ہے۔ کام کی عادت پڑ جائے تو کام میں مزہ آنے لگتا ہے اور کام میں جو محنت ہوتی ہے وہ بُری نہیں لگتی، بلکہ اچھی لگتی ہے۔

رمضان کا مبارک مہینہ آ رہا ہے۔ یہ مہینہ ہمیں اچھی زندگی کا سبق دیتا ہے۔ ہمیں اس سے فائدہ اُٹھانا چاہیے اور اچھی عادتوں کو اپنانا چاہیے۔ اگست کا مہینہ ہمیں آزادی جیسا انعام دے گیا۔ اگر ہم آزادی کی قدر نہیں کریں گے تو ڈر ہے کہ آزادی ہم سے روٹھ جائے گی، اس لیے ہر اس کام سے بچنا چاہیے جو آزادی کو نقصان پہنچا سکتا ہو، آزادی کو سچائی، محبت اور محنت اچھی لگتی ہے۔

اچھا پیارے نونہالو! ''نونہال ادیب'' کے لیے اپنی تحریر کے ساتھ اپنی تصویر بھیج دیا کرو۔ ہم کوشش کریں گے کہ تحریر کے ساتھ تصویر بھی شائع کریں، لیکن ضروری نہیں ہے، اس لیے اگر کسی کی تصویر شائع نہ ہو تو ناراض نہ ہو۔

تحریر صفحے کے صرف ایک طرف لکھیں اور سطر کی جگہ چھوڑ کر لکھیں تو اس کو پڑھنے اور بہتر بنانے میں ہمیں مدد ملتی ہے۔

ارے ہاں۔ آپ کے اسکول بھی تو کھل رہے ہیں۔ امتحان کی تیاری شروع ہی سے کریں تاکہ آخر میں پریشانی نہ ہو۔ میں نے صحیح مشورہ دیا نا؟ خدا حافظ ☆

نعت رسول ﷺ

شہاب اقتدار قدر

دورِ سرکارؐ میں ہوا ہوتا
میں بھی نعلین چومتا ہوتا

رب کے محبوبؐ چل رہے ہوتے
ذرّے پلکوں سے چن رہا ہوتا

جب پڑھاتے نماز میرے حضورؐ
مقتدی ہوتا میں سدا ہوتا

نعت پڑھتا میں اور سنتے حضورؐ
کاش! حسانؓ کی طرح ہوتا

جاتے سرکارؐ جب شبِ معراج
اُمِ ہانیؓ سے سن رہا ہوتا

میری آنکھوں کے سامنے آقاؐ!
چاند دو ٹکڑے ہو رہا ہوتا

یہ شہاب اقتدار غلام و گدا
ساتھ گلیوں میں چل رہا ہوتا

روزے کا مقصد

عتیق الرحمان صدیقی

رمضان کا مہینہ کیا ہی نرالی شان رکھتا ہے۔ بڑی سج دھج سے نمودار ہوتا ہے اور بڑی شان شوکت سے خوشیوں کا پیغام دے کر ہم سے رخصت ہو جاتا ہے۔ ہر سُو نیکیوں کے پھول کھلتے ہیں اور فضا میں ایک روشنی سی پھیل جاتی ہے۔ جسے دیکھو، اللہ کی بندگی میں مصروف ہے اور اس سے گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہا ہے۔ دن میں روزے سے ہے اور رات کو مسجد میں کھڑا قرآن پاک سُن رہا ہے۔ ابھی اس کی آنکھ لگی اور پھر سحری کھانے کے لیے اُٹھ بیٹھا۔ وضو کیا اور اللہ کی بڑائی بیان کرنے لگا۔ دن بھر بھوکا پیاسا رہا۔ اِدھر سورج ڈوبا، اُدھر اس نے اللہ کے حضور ہاتھ اُٹھائے اور یوں کہنے لگا: ''اے میرے بڑائی والے اللہ! اے میرے بادشاہ! تُو میرا مالک ہے۔ تیرے سوا اور کوئی میرا معبود نہیں۔ میرے گناہوں کو تُو معاف کردے، اس لیے کہ بڑی شان والا ہی گناہوں کو معاف کرسکتا ہے۔''

یہ عظمت اور بڑائی رمضان کے مہینے کو اس لیے ملی کہ اس میں اللہ نے قرآن نازل کیا، مسلمانوں پر روزے فرض کیے اور اپنے بندوں کے لیے ایک ایسی رات مقرر فرمائی جو خیر و برکت میں ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے اور اس مبارک مہینے کو ''شہر اللہ'' یعنی اللہ کا مہینہ کہا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

''رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور اس میں ایسی واضح تعلیمات ہیں جو سیدھی راہ دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں، لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے، اس پر لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری

کرے۔ اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی نہیں کرنا چاہتا، اس لیے یہ طریقہ تمھیں بتایا جا رہا ہے، تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور جو ہدایت اللہ نے تمھیں بخشی ہے، اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔'' (البقرہ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان تمام مہینوں کا سردار ہے۔ اس مہینے کا پہلا حصہ رحمت ہے۔ دوسرے میں مغفرت اور بخشش ہے اور تیسرا حصہ دوزخ سے رہائی اور نجات کا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں حضورؐ نے فرمایا کہ اس مہینے میں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی خوشی سے کوئی نفلی نیکی کرے، وہ دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر اجر و ثواب پائے گا اور جو کوئی ایک فرض ادا کرے تو دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر اجر پائے گا۔

ہر سال مہینے بھر کے روزے اللہ نے اس لیے فرض کیے کہ بندہ صحیح معنوں میں اس کا فرماں بردار بن جائے وہی کچھ کرنے کے لیے، جس کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے اور ہر اُس کام سے بچنے لگے، جس سے باز رہنے کی اس نے ہدایت فرمائی ہے۔

حضورؐ نے فرمایا: ''جب تُو روزے رکھے تو لازم ہے کہ تُو اپنے کانوں، اپنی آنکھوں، اپنی زبان اور اپنے جسم کے سارے اعضا کو اللہ کی ناپسندیدہ باتوں سے روک رکھے۔''

حضورؐ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق روزے رکھنے سے بندے میں ایک ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے، جس سے وہ شیطان کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکتا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا کہ جس طرح لڑائی میں تمھارے پاس ڈھال ہوتی ہے جو دشمن کے حملوں سے تمھیں بچاتی ہے، اسی طرح یہ روزہ تمھارے لیے ڈھال ہے جو جہنم سے بچانے والی ڈھال ہے۔

پیارے نبیؐ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر گندگی کو دور کرنے والی کوئی نہ کوئی چیز اللہ نے بنائی ہے اور جسم کو پاک کرنے والی چیز روزہ ہے اور روزہ آدھا صبر ہے۔ معلوم ہوا کہ روزہ نہ صرف

بندے کو برائیوں سے بچاتا ہے، بلکہ اس کے جسم کو بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔

روزے کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ اللہ کے بندے اس عظیم نعمت کا شکریہ ادا کریں جو قرآن کی صورت میں انھیں ملی ہے اور اس شکر گزاری کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس مقصد کے حاصل کرنے کے لیے تیار کریں، جس کے لیے اللہ نے انھیں پیدا کیا ہے اور روزہ اس کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس سے نہ صرف اللہ کے حقیقی حاکم ہونے کا یقین پیدا ہوتا ہے، بلکہ بھوکا پیاسا رہ کر ایک دوسرے کے لیے ہمدردی اور غم خواری کے جذبات بھی اُبھرتے ہیں اور یہ احساس مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جاتا ہے کہ اللہ کی نگاہ میں امیر و غریب اور خاص و عام سب ایک جیسے ہیں۔ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ان کا فرض یہ ہے کہ وہ ایک اور نیک بن کر رہیں۔ دوسروں کو بھلائی کی دعوت دیں اور بُرائی سے روکیں۔ ☆

اللہ کے نیک بندے

ایک چور کسی فقیر کے گھر چوری کی نیت سے داخل ہوا۔ کافی تلاش کے باوجود چور کو کچھ نہیں ملا تو وہ اداس ہو گیا۔ فقیر ایک کمبل پر لیٹا ہوا تھا۔ اس نے وہ کمبل چور کے راستے میں ڈال دیا تاکہ وہ رنجیدہ نہ ہو اور خالی ہاتھ نہ جائے۔

کہتے ہیں اللہ کے نیک بندے دشمن کا بھی دل نہیں دُکھاتے۔ اچھے لوگوں کی دوستی سامنے اور پیٹھ پیچھے ایک جیسی رہتی ہے۔ یہ لوگ ریاکاری نہیں کرتے کہ منھ پر تو جان دینے کی باتیں کریں اور پیٹھ پیچھے برائیاں کریں، یعنی تمھارے سامنے تو بھیڑ کی طرح معصوم بن جائیں، لیکن تمھاری غیر موجودگی میں بھیڑیے کی طرح خونخوار ہو جائیں۔ یاد رکھو جو شخص تمھارے سامنے دوسروں کی برائی کرے، یقیناً تمھارے پیچھے وہ دوسروں سے تمھاری برائی کرے گا۔ ☆

قومی پھول

سرشار صدیقی

اپنا پھول چنبیلی ہے
اس کی خوشبو بھی ہے انوکھی
رنگت بھی البیلی ہے
اپنا پھول چنبیلی ہے

نازک سا ننھا سا پھول
ہنستے رہنا اس کا اصول
دنیا کو مہکانے والی
خوشبو اس کی سہیلی ہے
اپنا پھول چنبیلی ہے

کتنی کومل اس کی کلی
ہرے ہرے پتوں میں ہے پلی
کیسے کھل کر پھول بنی
یہ تو ایک پہیلی ہے
اپنا پھول چنبیلی ہے

ہارون رشید اور امام مالکؒ

شہید حکیم محمد سعید

نونہالو! اُستاد کا مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے۔ اب میں تم کو ایک واقعہ سناتا ہوں، ذرا غور سے سنو۔

ہارون الرشید عباسی خاندان کا ایک جلیل القدر (بہت بڑا) حکمراں تھا۔ اس نے عراق میں بہت بڑے بڑے علمی کام کیے ہیں۔ ایک بار وہ حج بیت اللہ کے لیے گیا۔ اس کے ساتھ اس کے دونوں بیٹے امین اور مامون الرشید بھی تھے۔ حج سے فراغت پائی۔

انھی دنوں اسلام کے ایک بہت بڑے عالم تھے، حضرت محترم امام مالک رحمتہ اللہ علیہ۔ خلیفہ ہارون الرشید حج کے بعد اللہ تعالیٰ سے قربت محسوس کرتا تھا۔ دل میں خواہش ہوئی کہ امام مالکؒ کے علم سے فائدہ اُٹھاؤں۔ اس نے امام مالکؒ سے درخواست کی کہ وہ تشریف لا کر مجھے حدیث شریف کا درس دیں۔

نونہالو! امام مالکؒ نے فرمایا: ''ہارون الرشید! یہ علم تیرے ہی خاندان سے نکلا ہے۔ اب تجھے اختیار ہے کہ اسے عزت دے یا اس کی تذلیل اور اہانت کرے۔''

یہ جواب سن کر ہارون الرشید نے معذرت چاہی اور کہا کہ میں خود حاضر ہو کر آپ کے درس میں شریک ہوں گا۔ دوسرے دن اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ امام مالکؒ کے مدرسے پہنچ گیا۔ وہاں جا کر دیکھا تو حضرت امام مالکؒ مسندِ درس پر تشریف فرما ہیں۔ درس حدیث دے رہے ہیں اور ان کے اِردگرد شاگردوں کا ایک ہجوم ہے۔ عام لوگ بھی ہیں اور درس سن رہے ہیں۔

یہ دیکھ کر خلیفہ ہارون الرشید گھبرایا۔ درخواست گزار ہوا: ''حضرت محترم، اُستادِ معظم! آپ ان سب لوگوں کو یہاں سے رخصت دے دیں تاکہ میں نہایت اطمینان سے آپ کی تقریر سن سکوں اور فائدہ اُٹھا سکوں۔''

حضرت امام مالکؒ نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب انسان برابر ہیں۔

سب انسان واجب الاحترام ہیں۔ میں یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ کسی کو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درس سے محروم کروں۔''

یہ جواب سن کر خلیفہ ہارون الرشید خاموش ہوگیا۔ مشکل سے اس ہجوم میں جگہ بناتا اور گزرتا مسندِ درس پر جا کر بیٹھ گیا تاکہ اسے امتیازی شان حاصل ہو۔

حضرت امام مالکؒ نے فرمایا: ''ہارون الرشید! یہ تختِ شاہی نہیں ہے۔ یہ مسندِ درس ہے۔ اس مسندِ درس پر تیرا بیٹھنا زیب نہیں دیتا۔''

نونہالو! یہ سن کر خلیفہ ہارون الرشید، شاہِ عراق خاموشی سے نیچے اُتر آیا اور عام آدمیوں میں آ کر بیٹھ گیا۔ امام مالکؒ کے درس سے فیض یاب ہوا۔

جب خلیفہ ہارون الرشید بغداد واپس جانے لگا تو اس نے حضرت امام مالکؒ سے ادب کے ساتھ درخواست کی کہ آپ میرے ساتھ بغداد تشریف لے چلیں تاکہ میں اور میرے بیٹے آپ کے علم و حکمت سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

نونہالو! یہ سن کر حضرت امام مالکؒ نے جواب دیا: ''اے ہارون الرشید! اگر میں تجھے راضی کرنے کی کوشش کروں گا تو اپنے اس طرزِ عمل سے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کروں گا۔ اگر میں تجھے تعلیم دینے کے لیے تیرے ساتھ چلوں گا تو ہزاروں لوگ تعلیم سے محروم ہو جائیں گے۔ اگر تُو علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو میرے حلقۂ درس میں شریک ہو جا۔''

نونہالو! تم نے دیکھا عالم کا مقام۔ تم نے دیکھا اُستاد کا رُتبہ۔ اُستاد (حضرت امام مالکؒ) نے اُستاد کا مرتبہ گرنے نہیں دیا۔ اُستاد نے خلیفۂ وقت کی کوئی پروا نہیں کی۔ ☆

ایک شعر

جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں، مگر ایسے بھی ہیں

شاعر: سُرور بارہ بنکوی

ایک وزیراعظم کی سبق آموز کہانی

مسعود احمد برکاتی

محنت انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے اور کوشش کے ذریعے سے انسان معمولی درجے سے ترقی کر کے کیسے اعلا مقام پر پہنچ سکتا ہے۔ اس کا بہترین نمونہ پاکستان کے سابق وزیراعظم چودھری محمد علی تھے۔ انھوں نے اپنی کوشش اور جدوجہد سے اپنے کو بڑا بنایا۔ ان کی زندگی کی کہانی سننے اور سبق لینے کے لائق ہے۔

چودھری محمد علی ضلع جالندھر (مشرقی پنجاب، انڈیا) کی تحصیل نکودر میں ایک جفاکش، مگر خود دار کسان چودھری خیرالدین کے گھر ۱۵- جولائی ۱۹۰۵ء کو پیدا ہوئے۔ ہوش سنبھال کر انھوں نے عیش و عشرت کے سامان اور زر و جواہر کے انبار نہیں دیکھے، بلکہ انھوں نے اپنے گھر، اپنی برادری اور اپنے ماحول سے جو سبق سیکھا، وہ یہ تھا کہ ایمان داری، شرافت اور اخلاق انسان کے اصلی زیور ہیں۔ ان کے بغیر بڑائی انسان سے دور ہی رہتی ہے۔ کام یابی، ترقی اور خوش حالی کی کنجی محنت اور صرف محنت ہے۔ چناں چہ انھوں نے بچپن ہی سے محنت شعاری اختیار کی۔ وہ اسکول میں نہایت توجہ سے سبق پڑھتے اور گھر پر بھی پورے انہاک سے مطالعہ کرتے اور ہر امتحان میں اوّل آتے۔ کتابوں سے انھیں کس قدر لگاؤ تھا، اس کا ایک واقعے سے اندازہ کیجیے۔

شاعرِ مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال کی مشہور فارسی مثنوی ''اسرارِ خودی'' جب پہلی بار چھپ کر بازار میں آئی تو چودھری محمد علی کی جیب خالی تھی، لیکن اس غیر معمولی کتاب کا پڑھنا اور اس سے فائدہ اُٹھانا بھی چاہتے تھے۔ اس مسئلے کا حل انھوں نے اپنی محنت کی عادت سے ڈھونڈ نکالا اور ایک دوست سے کتاب مانگ کر راتوں رات اس کو پورا نقل کر ڈالا۔ صبح کتاب دوست کو واپس کر دی۔ ہر موقع پر اسی طرح انھوں نے مصیبت اور مشکل حالات کا مقابلہ کیا اور مشکلات کا مقابلہ کر کے اپنی شخصیت کو

نکھار لیا۔ ۱۹۲۷ء میں پنجاب یونی ورسٹی سے ایم۔ ایس۔سی کی ڈگری حاصل کی اور اسلامیہ کالج لاہور میں کیمیا (کیمسٹری) کے لیکچرار ہو گئے۔ ان کا ارادہ تھا کہ علمِ کیمیا کی تحقیق و ترقی کے لیے اپنی زندگی وقف کر دیں اور سائنس کے ذریعے سے انسانیت کی خدمت کریں، لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کی رہنمائی و نگرانی انھیں سونپی جانے والی تھی۔ ۱۹۲۸ء میں انڈین آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس کے محکمے میں ملازم ہوئے اور ۱۹۳۲ء میں بہاول پور کے محاسب اعلا مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں مالیاتِ دفاع کے ڈپٹی فنانشل ایڈوائزر چنے گئے۔ ۱۹۴۳ء میں محکمۂ جنگ اور رسد کے معاون مشیرِ خزانہ مقرر ہوئے۔ دو سال بعد اسی محکمے کے فنانشل ایڈوائزر ہو گئے۔

چودھری محمد علی ہندستان میں (پاکستان بننے سے پہلے) وہ دوسرے شخص تھے، جو اس عہدے پر مامور ہوئے۔ پہلے ہندستانی سر بھوپندر ناتھ مترا تھے۔ ۱۹۴۲ء کے خراب دنوں میں حکومتِ ہند نے چودھری محمد علی کو مشرقِ وسطیٰ کے محاذِ جنگ کے معائنے کے لیے بھیجا تھا، جہاں انھوں نے العالمین، طبروق اور ایران کے کچھ حصوں کا دورہ کیا۔ ۱۹۴۵ء میں ''حیدری مشن'' کے رکن کی حیثیت سے انگلستان گئے۔ ۱۹۴۶ء میں ''ادھار پٹہ مشن'' کے رکن ہو کر ریاست ہائے متحدہ امریکا گئے۔

جون ۱۹۴۷ء میں چودھری صاحب کو ہندوستان، پاکستان کی تقسیم کونسل کی رہبر کمیٹی کا رکن مقرر کیا گیا اور چودھری صاحب کی موجودگی سے پاکستان کو بہت فائدہ پہنچا۔ قائداعظم محمد علی جناح اور قائدِ ملّت لیاقت علی خاں، چودھری صاحب کی صلاحیتوں سے باخبر تھے۔ چناں چہ انھوں نے چودھری صاحب کو پاکستان کا پہلا سیکرٹری جنرل مقرر کیا۔ ۱۹۵۱ء تک چودھری صاحب اسی عہدے پر رہ کر پاکستان کے دفتری نظام کو مضبوط کرتے رہے۔ قائدِ ملّت کی شہادت کے بعد خواجہ ناظم الدین نے اپنی وزارت میں وزیرِ خزانہ کی حیثیت سے شامل کر لیا۔ ۱۱- اگست ۱۹۵۵ء چودھری صاحب پاکستان کے وزیرِ اعظم بنے اور ۱۳- ستمبر ۱۹۵۶ تک عہدے پر فائز رہے۔

یہاں تک یہ مضمون میں نے ہمدرد نونہال اکتوبر ۱۹۵۵ء میں لکھا تھا۔ اس وقت

چودھری صاحب وزیرِ اعظم تھے۔ ان سے پہلے پاکستان کے تین لیڈر وزیرِ اعظم ہو چکے تھے۔ چودھری صاحب نے ایک اہم کام یہ کیا کہ ۱۹۵۶ء میں پاکستان کا پہلا دستور بنوایا۔ اب تک پاکستان بے دستور ہی تھا، لیکن آپس کے اختلافات کی وجہ سے چودھری صاحب نے وزیرِ اعظم کے عہدے سے استعفا دے دیا۔ ۱۹۵۸ء میں چودھری غلام محمد اور جنرل ایوب خاں نے دستور منسوخ کر کے فوجی حکومت قائم کر لی۔ چودھری صاحب سیاست دانوں کے اعمال سے خوش نہیں تھے۔ ۱۹۶۹ء میں وہ سیاست سے الگ ہو کر گوشہ نشین ہو گئے۔ اس کے بعد انھوں نے انگریزی میں ایک کتاب لکھی۔ اس کا اردو میں ترجمہ ہوا، جس کا نام ''ظہورِ پاکستان'' تھا۔

یکم دسمبر ۱۹۸۰ء کو کراچی میں انتقال ہوا۔ ☆

گھر کے ہر فرد کے لیے مفید

ماہنامہ

ہمدرد صحت

صحت کے طریقے اور جینے کے قرینے سکھانے والا رسالہ

✠ صحت کے آسان اور سادہ اصول ✠ نفسیاتی اور ذہنی الجھنیں

✠ خواتین کے صحی مسائل ✠ بڑھاپے کے امراض ✠ بچوں کی تکالیف

✠ جڑی بوٹیوں سے آسان فطری علاج ✠ غذا اور غذائیت کے بارے میں تازہ معلومات

ہمدرد صحت آپ کی صحت و مسرت کے لیے ہر مہینے قدیم اور جدید

تحقیقات کی روشنی میں مفید اور دل چسپ مضامین پیش کرتا ہے

رنگین ٹائٹل --- خوب صورت گٹ اپ --- قیمت: صرف ۳۵ روپے

اچھے بک اسٹالز پر دستیاب ہے

ہمدرد صحت، ہمدرد سینٹر، ہمدرد ڈاک خانہ، ناظم آباد، کراچی

ہیرو

وقار محسن

یوں تو چندا میاں ہیرو تھے، لیکن ان میں کوئی بات روایتی ہیرو جیسی نہ تھی۔ سوکھا ہوا جسم، چہرے پر کچے پکے مہاسوں کا جال، پتلا لمبوترا چہرہ، پان کی وجہ سے پیک زدہ دانت اور سر کی لمبائی پیچھے کو نکلی ہوئی تھی۔ اکثر شوخ پھولوں والی شرٹ پہنتے اور بانس جیسی ٹانگوں پر پتلون لٹکی ہوتی۔ گلے میں شوخ رنگ کا رومال، تیل میں ڈوبی بالوں کی لٹ کا چھلا پیشانی پر جھولتا رہتا۔ چوک عنایت علی خاں میں ہیرو کے نام سے جانے اور پکارے جاتے تھے۔ جب بھی کوئی نئی فلم یا ڈراما دیکھ کر آتے تو اس کے ہیرو کی مناسبت سے اپنا حلیہ، چال اور آواز تبدیل کر لیتے۔

ہیرو، سیٹھ بوٹی والا کی وین کے ڈرائیور تھے۔ دوست پبلک اسکول اور گرین ووڈ اسکول کے بچوں کو لے جانے اور لانے کی ڈیوٹی پر مامور تھے۔ چوں کہ سیٹھ بوٹی والا نہایت کنجوس تھے، اس لیے وین کی حالت خستہ رہتی اور ہیرو کی اکثر سہانی شامیں گیراج میں گزرتیں۔ بچوں کی آخری کھیپ اسکول سے لانے کے بعد جب ہیرو فارغ ہو جاتے تو ان کا بیشتر وقت سلیم نائی کی دکان پر اپنے بال سنوارنے اور محلے کی سیاست پر باتیں کرتے ہوئے گزرتا۔ وین کے بچے ہیرو سے بہت مانوس تھے، کیوں کہ دورانِ سفر وہ ان کو مزے مزے کے لطیفوں، اپنے فرضی کارناموں اور بے سرے گانوں سے لطف اندوز کرتے رہتے۔

ایک شام جب ہیرو میاں بچوں کو اسکول سے لے کر آ رہے تھے تو چوراہے کے قریب سب سے پیچھے والی سیٹ پر بیٹھے ننھے امان کی آواز آئی: ''ہیرو بھائی جان! یہ سیٹ کے نیچے سے گھڑی کی ٹک ٹک کی کیسی آواز آ رہی ہے؟''

''ک...... کک کیا؟'' ہیرو نے گھبرا کر وین فٹ پاتھ کے نزدیک روکی اور اپنی سیٹ سے کود کر پچھلے دروازے سے وین میں داخل ہوئے اور جھک کر سیٹ کے نیچے جھانک کر

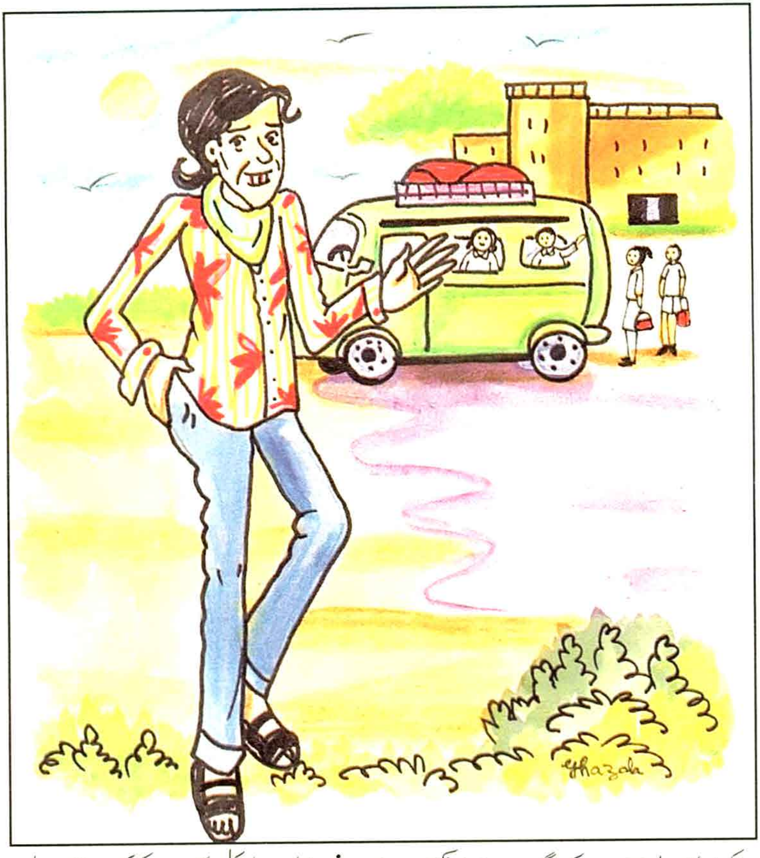

دیکھا۔ کالے چمڑے کے بیگ سے جھانکتے ہوئے سرخ، نیلے، پیلے بجلی کے تار دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لیے سکتے میں آ گئے۔ اپنے حواس درست کرتے ہوئے وہ بچوں سے بولے: ''جلدی جلدی اُترو، آج تم سب کو میں پہلوان کی دکان سے قلفی کھلاتا ہوں۔''

بچے تالیاں بجاتے ہوئے وین سے کود کود کر اُترنے لگے۔ چھوٹے بچوں کو ہیرو نے گود

میں لے کر اُتارا اور سب فٹ پاتھ کے دوسری طرف پہلوان کی دکان کی طرف بھاگے۔ چند قدم جا کر ہیرو کو خیال آیا کہ وین بیچ بازار میں کھڑی ہے۔ انھوں نے پہلوان سے کہا: ''پہلوان! بچوں کو قلفی کھلاؤ، میں ابھی آیا۔''

اپنی سیٹ پر بیٹھ کر ہیرو نے تیر کی طرح وین نالے کے پار والی مسجد کے میدان کی طرف دوڑائی۔ وین کو میدان کے بیچ کھڑی کر کے وہ وین کا دروازہ کھول کر باہر کود پڑے۔ اسی لمحے ایک زوردار دھماکا ہوا اور چاروں طرف دھوئیں کے بادل چھا گئے۔ وہ بم جو کسی نے موقع پا کر وین میں رکھ دیا تھا، پوری قوت کے ساتھ پھٹ گیا تھا۔

آج اس واقعے کو پندرہ دن گزر چکے تھے۔ جان توڑ کوشش کے باوجود ڈاکٹر، ہیرو کے بائیں بازو کو نہ بچا سکے اور ان کا بازو کاٹنا پڑا۔ آج ہیرو کی اسپتال سے چھٹی ہو رہی تھی۔ اسکول کے بچے، اساتذہ، پرنسپل اور سیٹھ بوٹی والا پھول لے کر آئے ہوئے تھے۔ بچوں نے ہیرو کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔ آج ان کا چہرہ ایک سچے ہیرو کی طرح روشن تھا۔ ننھے امان نے ان کی قمیص کی لٹکی ہوئی بائیں آستین کی طرف اشارہ کر کے کہا: ''ہیرو بھائی جان! آپ کے ہاتھ کو کیا ہوا؟ اور آپ کے ماتھے پر زخم کے نشان کیسے ہیں؟''

''ارے امان میاں! کچھ نہیں، مجھے ٹی وی کے ایک ڈرامے میں ہیرو کا ایسا ہی رول ملا ہے، اس کی تیاری ہے۔''

بہت چھوٹے بچوں کے علاوہ سب کو معلوم تھا کہ ہیرو ہمیشہ کے لیے ایک ہاتھ سے محروم ہو گئے ہیں۔ احسان نے پوچھا: ''ہیرو بھائی جان! اب آپ وین کیسے چلائیں گے؟''

ہیرو جواب دینے ہی والے تھے کہ سیٹھ بوٹی والا بول پڑے: ''آپ سب لوگ میرے ساتھ باہر آئیں۔''

اور جب سب لوگ باہر پورچ میں آئے تو پھولوں سے سجی ایک نئی وین کو دیکھ کر حیران

رہ گئے۔ وین کے بونٹ پر گلاب کے پھولوں سے لکھا تھا: ''ہیرو زندہ باد۔''

سیٹھ بوٹی والا نے وین کی چابیاں ہیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: ''ہیرو! آج سے تم اس آٹومیٹک وین کے مالک ہو۔ بچے تم کو نہیں چھوڑ سکتے۔''

☆

گھر کا پتا

بعض نونہال اپنے خط میں اپنے اسکول یا اپنے والد کی دکان یا دفتر کا پتا لکھتے ہیں۔ اگر گھر کا پتا صحیح نہ ہو تو مجبوری ہے۔ ورنہ گھر کا پتا لکھنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ اسکول اور دکان کا پتا تو بدل بھی جاتا ہے۔

Adarts-NGW-2010

بادشاہ چھٹی پر ہے

فرزانہ روحی اسلم

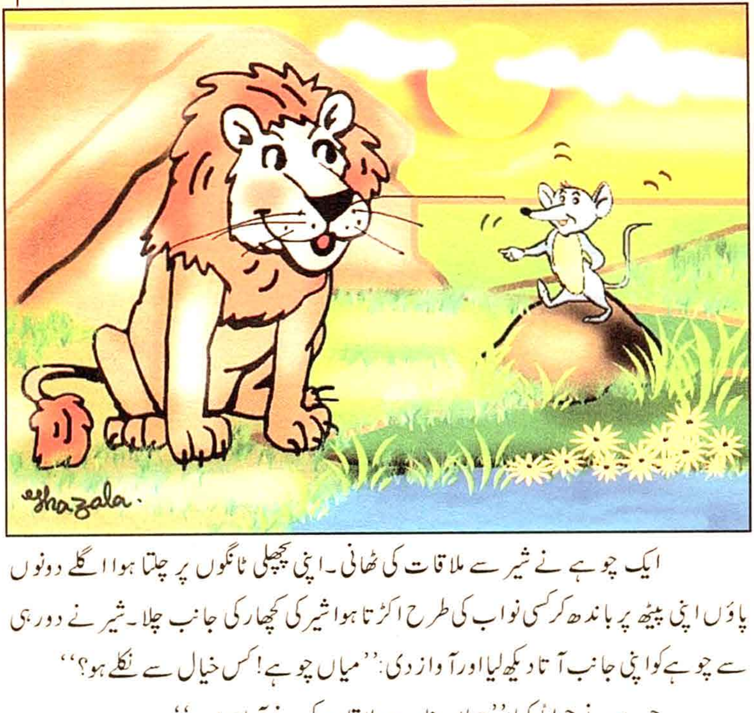

ایک چوہے نے شیر سے ملاقات کی ٹھانی۔ اپنی پچھلی ٹانگوں پر چلتا ہوا اگلے دونوں پاؤں اپنی پیٹھ پر باندھ کر کسی نواب کی طرح اکڑتا ہوا شیر کی کچھار کی جانب چلا۔ شیر نے دور ہی سے چوہے کو اپنی جانب آتا دیکھ لیا اور آواز دی: ''میاں چوہے! کس خیال سے نکلے ہو؟''

چوہے نے جواباً کہا: ''جہاں پناہ سے ملاقات کرنے آیا ہوں۔''

شیر نے دل میں سوچا: چوہے کی اتنی جرات کہ شیر یعنی جنگل کے بادشاہ سے ملاقات کرنے آئے۔ چوہے کی میل ملاقات تو چوہے سے ہی ہونی چاہیے۔ آخر یہ اپنی اوقات کیوں بھول گیا کہ جنگل کے بادشاہ سے ملنے آیا ہے۔ شاید میرے لیے کوئی خبر لایا ہو، یا ضرور میرے فائدے کی کوئی بات ہوگی، جبھی تو یوں اکڑتا ہوا چل رہا ہے۔

شیر نے چوہے سے پوچھا: ''ہاں میاں چوہے! کیا خبر ہے؟''

''خبر تو کوئی نہیں شہنشاہ! بس ذرا پرنانی کی یاد ستا رہی تھی۔''

شیر غصے سے بولا: ''اپنی پرنانی کی یاد تازہ کرنے کے لیے اپنی ماں کے پاس جاؤ یا نانی کی قبر پر جاؤ۔ میرے پاس کیا لینے آئے ہو۔''

چوہے نے چالاکی دکھائی اور فوراً چاروں شانے چت لیٹ گیا اور مری ہوئی آواز میں بولا: ''اے جنگل کے بادشاہ! اپنے پیاروں کا تذکرہ ان سے کرنا اچھا لگتا ہے، جو ان کی قدر و قیمت جانتے ہیں اور آپ سے بڑھ کر میری پرنانی کا قدرداں کوئی اور نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ میری پرنانی نے آپ کی پرنانی کی جان بچائی تھی۔ شکاری کے جال کو کتر کر ان کو آزادی دلائی تھی۔ یہ قصہ سارا زمانہ جانتا ہے۔ اس کا ذکر تو کتابوں میں بھی محفوظ ہے۔''

''ہاں، بات تو تمھاری ٹھیک ہے، لیکن میں کیا کروں؟''

''جہاں پناہ! آپ کے دربار تک سب ہی جانوروں کی رسائی ہے، سوائے ہم چوہوں کے۔''

چوہا مزید کچھ کہتا کہ شیر نے پوچھا: ''بولو کیا چاہتے ہو؟''

شیر کے سوال پر چوہا گڑبڑا گیا۔ اس نے یہ تو سوچا تھا کہ شیر کے پاس جا کر پرنانی کے تذکرے سے بات شروع کرے گا، مگر بات کا اختتام اس کے ذہن میں نہیں تھا، لہٰذا بنا سوچے بول پڑا: ''ایک ماہ کی بادشاہت ہی دے دیں۔''

شیر چوہے کی بات سن کر ہنس پڑا۔ ''ایک مہینے کی بادشاہت سے کیا ہوتا ہے؟ تمھارا کام بھی تو دیکھنا پڑے گا کہ تمھاری پرنانی جیسی ہمت تم میں ہے یا نہیں۔ چلو ایک دن کی بادشاہت دے دیتا ہوں۔ تمھاری آئندہ نسل یہ بھی یاد رکھے گی۔'' چوہا خوشی سے اچھل پڑا۔ اسے اپنی حیثیت سے زیادہ مل گیا تھا۔ وہ الٹے قدموں دوڑا۔ سارے راستے شور مچاتا آیا۔ بادشاہت مل گئی، بادشاہت مل گئی۔ جنگل میں سارے چوہوں نے ناچنا گانا شروع کر دیا۔ اب ایک ماہ تک

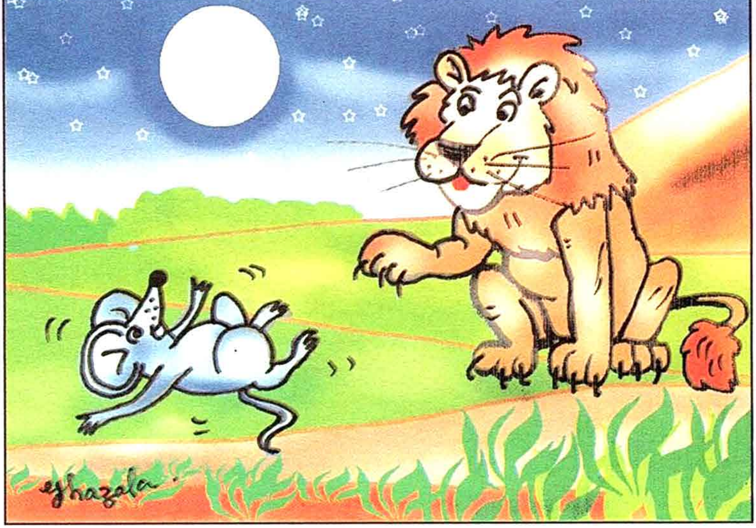

وہ جنگل کے سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ وہ بلوں سے نکل کر ناچ رہے تھے۔ کچھ ہی دن میں انھوں نے جنگل کا نظام الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ جگہ جگہ بل کھود دیے۔ بات بات پر شور مچاتے، مٹی اڑاتے، درختوں کی جڑوں کو کھود کھود کر خرگوشوں کے بلوں تک جا پہنچے۔ دوسرے جانوروں کی زندگی جس قدر عذاب بنا سکتے تھے، بنا دی۔ تب مجبوراً سارے جانوروں نے سر جوڑا اور شیر کے پاس گئے۔ چوہوں کی شکایت کی۔ شیر نے کہا: ''میں تو فیصلہ کر چکا ہوں۔ اب کسی طرح ایک ماہ تک چوہوں کی بادشاہت چلنے دو، ورنہ تم سب خود سوچو کہ کیا کرنا چاہیے۔ میں تو چھٹی پر ہوں۔''

اب تمام جانور اکھٹے بیٹھے اور طے پایا کہ بلیوں سے رابطہ کیا جائے، کیوں کہ چوہے ان ہی سے ڈرتے ہیں، ان کی آواز سنتے ہی اِدھر اُدھر دُبک جاتے ہیں۔ بلیوں کے سامنے بادشاہت سنبھالنے کی درخواست پیش کی گئی۔ انھوں نے اسے فوراً قبول کر لیا، جیسے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ بلیاں خوش تھیں کہ جنگل کی تاریخ میں بلیوں کی بادشاہت کا نام بھی آئے گا۔ اب ہر طرف

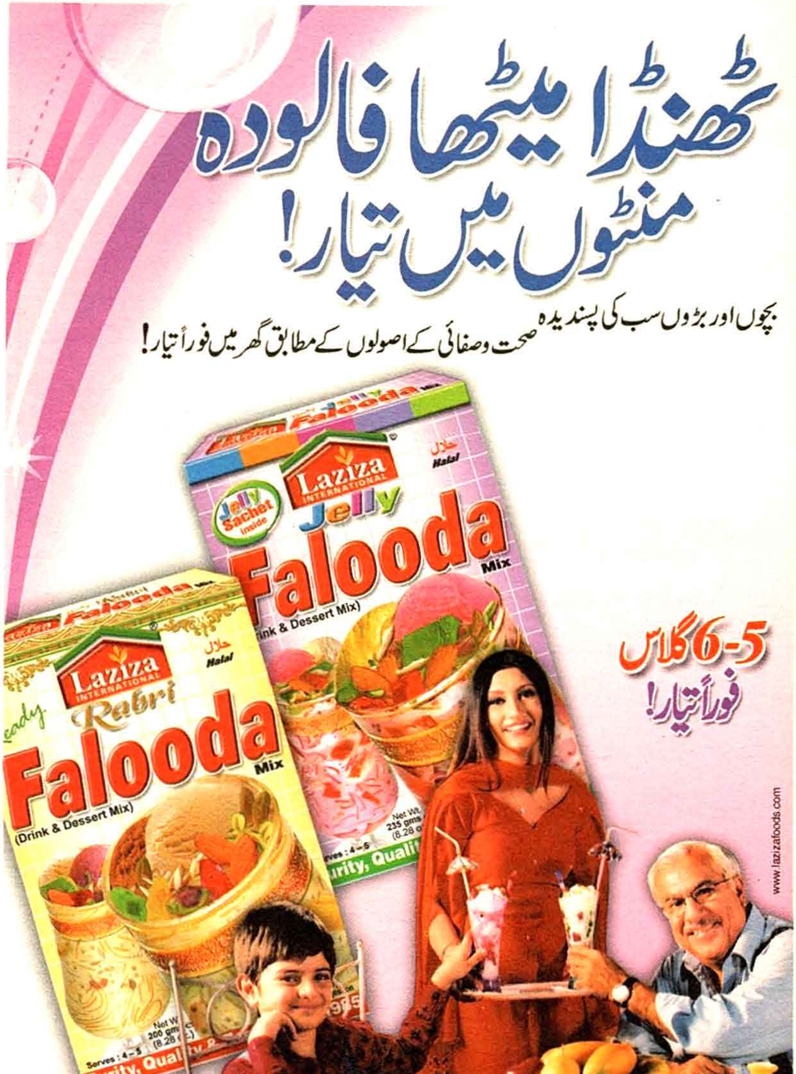
ٹھنڈا میٹھا فالودہ
منٹوں میں تیار!
بچوں اور بڑوں سب کی پسندیدہ
صحت و صفائی کے اصولوں کے مطابق گھر میں فوراً تیار!
Laziza International
Jelly Sachet inside
Jelly Falooda Mix
(Drink & Dessert Mix)
حلال
Halal
Laziza International
Ready Rabri Falooda Mix
(Drink & Dessert Mix)
Serves: 4 – 5
Purity, Quality
6-5 گلاس
فوراً تیار!
www.lazizafoods.com
Purity, Quality & Taste since 1985

میاؤں میاؤں شروع ہوگئی، یعنی مبارک ہو، مبارک ہو۔

کالی، سفید، بھوری، چتکبری، چھوٹی، موٹی بلیاں جنگل میں چاروں طرف دندناتی پھرنے لگیں۔ اپنے سے کم زور جانور اور پرندوں پر غرانے لگیں۔ کبھی رات گئے تک آپس میں لڑتیں، جس سے دوسرے جانوروں کی نیند خراب ہوتی۔ ابھی تین دن ہی گزرے تھے کہ جانوروں کو بلّی راج سے شکایت ہوگئی، لہٰذا وہ پھر سر جوڑ کر بادشاہ (شیر) کے پاس گئے اور بلّیوں کی شکایت کی۔ شیر نے کہا: ''بادشاہ چھٹی پر ہے، لہٰذا آپ اپنے مسئلے کا حل خود ہی تلاش کریں۔'' دوبارہ میٹنگ بلائی گئی، جس میں طے پایا کہ بلیاں چونکہ کتوں سے ڈرتی ہیں، لہٰذا اب جنگل کا نظام کتوں کے سپرد کر دیا جائے۔ اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔

اِدھر کتوں کو اختیارات ملے اور انھوں نے خوشی کا اظہار بھونک بھونک کر کیا۔ آس پاس کے جنگلوں سے اپنے تمام رشتے دار کتوں کو بھی بلوالیا۔ بلیوں نے تو کتوں کو دیکھتے ہی راہِ فرار اختیار کر لی۔ یوں جانوروں کو بلیوں سے نجات مل گئی، مگر چوبیس گھنٹے کتوں کی بھوں بھوں نے ان کا سکون غارت کر دیا۔ کُتے بلّیوں سے زیادہ بڑی مصیبت ثابت ہوئے۔ وہ خوش ہوتے، تب بھی آپس میں لڑتے، میٹنگ کرتے تب بھی لڑتے، یہاں تک کہ کھاتے پیتے، کھیلتے، کودتے وقت بھی لڑتے۔ گویا جانوروں کے لیے نیا عذاب تھا۔ ان کے بچے کتوں سے لڑنا سیکھ رہے تھے، لہٰذا وہ ایک بار پھر شیر کے پاس گئے۔ اس نے وہی پرانا جواب دہرایا کہ بادشاہ چھٹی پر ہے، اپنے حالات خود سنوارو۔

ایک بار پھر اجلاس بلایا گیا اور کُتوں کے عذاب سے چھٹکارے کے لیے غور شروع ہوا۔ بندروں نے سوچا ابھی تک قصے کہانیوں اور شرارتوں میں ہی ہمارا ذکر رہا ہے۔ موقع اچھا ہے۔ جنگل کی شاہی تاریخ میں اپنی قوم کا نام بھی لکھوایا جائے۔ انھوں نے خود ہی بادشاہت کی پیش کش کر دی۔ چوں کہ بندر دوستانہ مزاج رکھتے ہیں، اس لیے جانوروں کو بندروں کی پیش کش

مناسب لگی، اور پھر جنگل میں بندر راج نافذ ہو گیا۔ پھر تو کچھ نہ پوچھیے ۔ بندروں نے اپنی شرارتوں کے ریکارڈ توڑ ڈالے۔ چند دن شرارتوں میں کٹ گئے ۔ اس کے بعد بندروں کی زورزبردستی شروع ہوگئی۔ انھوں نے چھین جھپٹ شروع کر دی، جس کو کوئی کام نہ ہوتا وہ پھول ، پھل، پودوں کو نوچ نوچ کر جنگل کا حسن بگاڑتا رہتا، پرندے ان کے بھی خلاف ہو گئے ۔ پھر ایک ایک کر کے سبھی کو شکایت ہوگئی۔ یوں پھر سے سوچنا پڑا کہ اب کسی بڑے جانور کو اقتدار سونپا جائے۔ اب ہاتھی کی باری آئی۔ ہاتھی چوں کہ دیکھنے میں ہی بھاری بھرکم اور طاقت ور لگتا ہے، لہٰذا اسے حکمراں بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس طرح اب بادشاہت ہاتھیوں کے پاس آ گئی ۔ چند دن تک تمام معاملات ٹھیک ٹھاک چلتے رہے۔ جانوروں کو سیدھا رکھنے کے لیے ہاتھیوں کی چنگھاڑ اور جسامت ہی کافی تھی۔ اسے دور سے آتا دیکھ کر ہی جانور سہم جاتے۔ چنگھاڑ سن کو کانپنے لگتے۔ چند دنوں بعد محسوس کیا گیا کہ ہاتھی کچھ زیادہ ہی چنگھاڑتے رہتے ہیں۔ بلا ضرورت اور بلا وقت کے چنگھاڑتے اور آپس میں لڑتے۔ تمام جانور ایک بار پھر سر جوڑ کر بیٹھے۔ پھر سے شیر کے پاس گئے۔ لومڑی کو قریب دیکھ کر شیر نے پوچھا، کیا لینے آئی ہو؟

لومڑی بولی: ''حضور! ہمیں آپ کی شدید ضرورت ہے۔''

شیر اُٹھ کر بیٹھ گیا: ''کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بادشاہت تمھارے حوالے کر دی، تب بھی مجھے چین سے سونے نہیں دیتے۔ چلو جاؤ یہاں سے، میں چھٹی پر ہوں۔''

شیر نے لیٹنے کے لیے پاؤں پھیلائے تو ایک جانب سے آواز آئی: ''حضور! ہمیں معاف کر دیں۔''

''کس بات پر معاف کر دوں؟ تمھاری ناسمجھی پر؟ وہ تمھارے بزرگ تھے جو سمجھ داری کا کام کر گئے، مگر اپنی اگلی نسل کو بے وقوف چھوڑ گئے۔ جنگل کے تمام باسیوں سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپنے بزرگوں کے کارناموں پر اکڑنا چھوڑ دیں۔ خود کو کسی قابل بنائیں، تاکہ جنگل کا ماحول مثالی بن جائے اور انسان جو برسوں سے ''جنگل کا قانون'' جیسے جملے اور طعنے دیتا رہا ہے، اسے

بدل دے۔ اس دور کو واپس لے آؤ جب شیر اور بکری ایک ہی گھاٹ پر پانی پیتے ۔ ہرن چوکڑیاں بھرتے تھے ۔ پرندے گیت گاتے تھے ۔ یہ بہت ضروری ہے، اس لیے کہ اب انسانوں کی بستی میں حالات بہت خراب ہیں۔ انسان اپنے ہی پیدا کردہ مسائل کے ہاتھوں پریشان اور بے سکون ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ چین وسکون کی تلاش میں بھٹکتا ہوا اپنے پہلے بسیرے یعنی جنگل کی طرف آ نکلے، اس لیے میں پھر کہتا ہوں کہ جنگل کا ماحول مثالی ہونا چاہیے۔ دنیا کی بربادی کی جب تاریخ لکھی جائے تو اس میں صرف انسانوں کا نام آنا چاہیے، جانوروں کا نہیں۔'' کچھ دیر رک کر شیر دوبارہ بولا: ''چند دنوں تک بادشاہت تم سب کے حوالے کر کے خود تماشا دیکھتا رہا۔''

گیدڑ کی آواز آئی: ''حضور! آپ تو چھٹی پر تھے۔''

شیر دہاڑا: ''بے وقوف! کام کرنے والے کبھی چھٹی پر نہیں جاتے، وہ تو ہر وقت کام کام اور بس کام کیے جاتے ہیں اور کام کرنے کے لیے بادشاہت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ میں بھی ذہنی طور پر بڑا مصروف رہا ہوں۔ حالات و واقعات کو دیکھتے ہوئے جنگل کا ماحول بہتر اور خوب صورت بنانے پر غور کرتا رہا۔ اب اگر کسی کے دل میں بادشاہ بننے کی خواہش رہ گئی ہے تو وہ سامنے آ جائے، تا کہ اس کی آرزو بھی پوری کر دی جائے۔''

تمام جانور اپنی جگہ خاموش بیٹھے رہے۔ فاختہ بولی: ''جو اپنے علاوہ دوسروں کے بارے میں بھی اچھا سوچتا ہے، بہادر بھی ہے اور عقل مند بھی اور سارے فیصلے کرنے سے پہلے اس پر غور کرتا ہے، وہی بادشاہ بننے کے قابل ہوتا ہے، اور وہ صرف آپ ہیں۔''

فاختہ نے شیر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے دوسرے جانوروں سے پوچھا: ''کیوں ساتھیو! کیا میں نے غلط کہا؟''

تمام جانور ایک زبان ہو کر بولے: ''ہرگز نہیں، بالکل صحیح کہا ہے۔''

جانوروں کی تالیوں کے شور سے سارا جنگل گونجنے لگا۔

☆☆☆

گیت پاکستان کا

منظر ایوبی

آؤ، بچو! گاؤ بچو! گیت پاکستان کا
ہم بھی گائیں ، تم بھی گاؤ گیت پاکستان کا

بچو! پاک وطن نے ہم کو کیا کیا نعمت بخشی ہے
جینے کو سامان دیا ہے ، پیار کی دولت بخشی ہے
ہم کو قرض چکانا ہوگا ، اس کے ہر احسان کا
گیت پاکستان کا

ہم کو خالد اور طارق کے نقشِ قدم پر چلنا ہے
یعنی ہر میدانِ عمل میں سب سے آگے نکلنا ہے
ہم کو بڑھانا ہے دنیا میں رتبہ ہر انسان کا
گیت پاکستان کا

علم و فن کی مشعل بچو! ہر مشعل سے بڑھ کر ہے
عزم و یقیں کی منزل بچو! ہر منزل سے بہتر ہے
سب رستوں سے سیدھا رستہ مذہب اور ایمان کا
گیت پاکستان کا

آؤ، بچو! گاؤ، بچو! گیت پاکستان کا
ہم بھی گائیں ، تم بھی گاؤ گیت پاکستان کا

پاکستان کا راستہ

افضال احمد خان

کان پور ہندستان کے صوبے اُتر پردیش (یو پی) کا مشہور شہر ہے۔ یہاں ایک کاروباری سڑک ہے۔ اس کا نام لاٹوش روڈ ہے۔ اسی سڑک پر ایک مسلمان معالج، ڈاکٹر عبدالصمد کا مطب ہوا کرتا تھا۔

سڑک کے دوسری طرف ایک ہندو کی لوہے کے سامان کی دکان تھی۔ صبح نو بجے وہ ہندو دکان دار اپنی دکان کے سامنے کھڑا ہو جاتا۔ جب ڈاکٹر صاحب کی موٹر آتی اور وہ گاڑی سے اُترتے تو دکان دار دونوں ہاتھ جوڑ کر دور ہی سے انھیں پرنام (سلام) کرتا اور پھر اپنی دکان کا تالا کھولتا۔ اس کی یہ عادت آہستہ آہستہ لوگوں کو معلوم ہو گئی۔ دوسرے ہندو دکان دار اس پر ناراض ہونے لگے کہ تم ایک مسلمان کی اتنی عزت کیوں کرتے ہو؟ تم نے تو اسے دیوتا بنا دیا۔ وہ دکان دار نرمی سے جواب دیتا: ''سچ مچ ایسے لوگ دیوتا ہی ہوتے ہیں۔ یہ زمین کی روشنی ہیں۔ یہ نہ ہوں تو ہر طرف اندھیرا چھا جائے۔''

ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ایک بہت با اصول انسان تھے۔ لوگ دور دور سے ان سے اپنا علاج کروانے آتے تھے۔ وہ خود بھی وقت نکال کر مریضوں کو ان کے گھروں پر جا کر دیکھا کرتے تھے اور غریب مریضوں سے کوئی فیس نہیں لیتے تھے۔

یہ تحریکِ پاکستان کے ابتدائی دنوں کی بات ہے۔ قائد اعظم کان پور آئے تو وہ ڈاکٹر عبدالصمد کے ہاں ٹھیرے۔ ڈاکٹر صاحب کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا، مگر قائد اعظم جیسے عظیم مہمان کی آمد کی وجہ سے بھی ان کے معمولات میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ اپنے وقت پر مطب جاتے، مریضوں کو دیکھتے اور ان کے گھروں پر جاتے۔ قائد اعظم اس بات سے بہت خوش ہوئے اور انھوں نے کہا: ''اب پاکستان کی منزل دور نہیں۔ مجھے فخر ہے کہ ہم میں ڈاکٹر عبدالصمد جیسے لوگ ہیں، جو کام کرتے ہیں اور صرف جذباتی باتیں نہیں کرتے۔ کام، کام اور کام، یہی پاکستان کا راستہ ہے۔'' ☆

چودہ اگست

محمد اعظم عظیم اعظم

یہ ہماری ہے دعا چودہ اگست
راس آئے اے خدا چودہ اگست
مرحبا صد مرحبا چودہ اگست
آگیا پھر آگیا چودہ اگست
اصل میں اعلان کرتا ہے صدا
پاکستانی شان کا چودہ اگست
یہ ہی تو بنیادِ پاکستان ہے
یاد رکھیں گے صدا چودہ اگست
کاوشوں سے قائداعظم کی یہ
دیکھنے کو ہے ملا چودہ اگست
کوششیں لیاقت علی کی بھی تھیں
اُن کی محنت سے بنا چودہ اگست
اور بھی اُسلاف تھے اِس میں شریک
ہم سے بس یہ کہہ رہا چودہ اگست
لاکھوں انسانوں کی ہیں قربانیاں
یوں ہی ہم کو کب ملا چودہ اگست
یہ ہے دو قومی نظریوں کا سبب
یوں حقیقت میں بنا چودہ اگست
چاروں صوبوں کی یہی پہچان ہے
پاکستاں کی ہے ضیاء چودہ اگست
متفق رہنا سب ہی اہلِ وطن
یہ ہے اعظم کی صدا چودہ اگست

علم دریچے

زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے کی عادت ڈالیے اور اچھی اچھی مختصر تحریریں جو آپ پڑھیں، وہ صاف نقل کر کے ہمیں بھیج دیں، مگر لکھنے والے کا نام بھی ضرور لکھیں۔

شایستہ گفتگو

مرسلہ: محمد عمیر، کراچی

شایستگی سے گفتگو کرنے سے کچھ نہیں خرچ ہوتا، لیکن شایستہ گفتگو کے نرم الفاظ کسی مریض کے لیے زندگی کا پیغام بن سکتے ہیں، کسی غم زدہ دل کی تسلی کا باعث بن سکتے ہیں۔ اگر آپ زندگی میں کوئی مقام اور عزت حاصل کرنا چاہیں تو اخلاق کی سیڑھی سے عزت کی بلندی پر پہنچیں۔

خوش اخلاقی زندگی کا حسن ہے۔ خوش اخلاقی کا دامن چھوڑنے سے زندگی کی خوب صورتی ختم ہو جاتی ہے۔

مزاج پرسی

مرسلہ: اعظم اعوان، بالاکوٹ ہزارہ

ایک بار انگریزی کے مشہور ادیب جارج برنارڈ شا کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ایک مشہور ادیبہ سے ملاقات ہوئی۔ دونوں پہلے کبھی نہیں ملے تھے، اس لیے رسمی طور پر تعارف ہوا۔ ادیبہ برنارڈ شا کی حاضر جوابی کے چرچے سن چکی تھی، لہٰذا گفتگو میں انھیں نیچا دکھانے کی کوشش کرنے لگی۔ برنارڈ شا نے مزاج پرسی کے بعد اس سے کہا: ''آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔''

ادیبہ مسکرا کے بولی: ''لیکن مجھے افسوس ہے، یہی جملہ میں آپ کی شان میں نہیں دہرا سکتی۔''

برنارڈ شا نے برجستہ کہا: ''محترمہ! کیا آپ کسی کو خوش کرنے کے لیے میری طرح ایک آدھ جملہ بھی جھوٹ نہیں بول سکتیں؟''

قومی وقار

مرسلہ: سکندر اچکزئی، اوتھل بلوچستان

۱۹۴۴ء کا ذکر ہے۔ قائد اعظم اور گاندھی جی کے درمیان بمبئی (ممبئی) میں مذاکرات ہونا طے پائے۔ قائد اعظم کشمیر میں

تھے۔ وہاں گاندھی جی کا پیغام پہنچا کہ کشمیر سے واپسی میں قائداعظم ''واردھا'' آجائیں، مذاکرات وہیں ہو جائیں گے۔ گاندھی واردھا میں تھے۔ واردھا راستے میں پڑتا تھا۔ قائداعظم نے جواب دیا کہ وہ اپنا پروگرام بدلنے سے قاصر ہیں، اس لیے واردھا نہیں آسکتے۔ آخر گاندھی جی کو مذاکرات کے لیے بمبئی ہی آنا پڑا۔

بعد میں کسی نے قائداعظم سے کہا کہ اگر آپ واپسی میں واردھا رک جاتے تو کیا ہرج تھا؟

قائداعظم نے جواب دیا: ''یہ کوئی ذاتی مسئلہ نہیں، قومی وقار کا معاملہ ہے۔ اگر میں گاندھی کی اونچی مسند پر جھک کر پہنچتا تو کانگریس تصویروں کے ذریعے سے دنیا بھر میں اس کی تشہیر کرتی۔ اس صورت میں میری قوم کو کیا احساس ہوتا؟ میں اپنی قوم کو کسی کے سامنے سرنگوں نہیں دیکھ سکتا۔''

خاموشی بہتر ہے

مرسلہ: حافظہ عمیرہ خادم حسین، کراچی

ایک درویش ہمیشہ خاموش رہتا تھا۔ کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔ لوگوں نے بہت اصرار سے اس کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا: ''میں اگر بات کروں بھی تو کس سے کروں؟ خالق سے یا مخلوق سے؟ خالق سے بات کرنے کا میرا منھ نہیں اور مخلوق میری بات سمجھتی نہیں، اس لیے خاموشی بہتر ہے۔''

حقیقی جیت

مرسلہ: راشدہ ثمرین، بہاول پور

اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگوں پر آپ کی شخصیت کا اچھا اثر پڑے اور لوگ آپ سے پیار کریں تو ہمیشہ سختی کا جواب نرمی سے، نفرت کا جواب محبت سے اور برائی کا جواب بھلائی سے دیں۔ اس طرح دراصل نہ صرف آپ اپنے جذبات پر قابو پا رہے ہوتے ہیں، بلکہ مدمقابل کے دل کو جیت رہے ہوتے ہیں اور یہی انسان کی اصل جیت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خاص نوازش

مرسلہ: مہک اکرم، کراچی

عرب کے ایک مشہور نابینا شاعر کے پاس عقیدت کی وجہ سے بہت سے لوگ آتے رہتے تھے۔ ایک دن ایک مسخرہ قدر داں بھی پہنچ

گیا۔ اس نے ازراہِ مذاق شاعر سے سوال کیا: ''جناب والا! عموماً یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر اللہ کسی شخص کو ایک چیز سے محروم کر دیتا ہے تو اس کی جگہ کوئی دوسری چیز عطا فرما دیتا ہے۔ اللہ نے آپ کو آنکھوں کی نعمت سے محروم رکھ کر کس چیز سے نواز دیا ہے؟''

شاعر نے انکسار سے جواب دیا: ''اللہ نے مجھ پر ایک ایسی نوازش کی ہے کہ میں اس کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔''

مسخرے نے پوچھا: ''کون سی نوازش؟''

شاعر نے مسکرا کر جواب دیا: ''مجھے تمھاری منحوس شکل دیکھنے سے بچا لیا۔''

خاص باتیں

مرسلہ: محمد علی سرگانہ، ملتان

☆ لاکھوں میں ایک ہونا کوئی قابلِ ذکر بات نہیں، ہاں قابلِ ذکر بات ایک شخص میں لاکھوں خوبیاں ہونا ہیں۔

☆ رزق ہی نہیں، کچھ کتابیں بھی ایسی ہوتی ہیں جن کے پڑھنے سے پرواز میں کوتاہی آ جاتی ہے۔

☆ طنز ایک دو دھاری تلوار ہے، جس سے آپ کسی کے جسم کو نہیں، بلکہ روح کو چیر کر رکھ دیتے ہیں۔

☆ ضمیر ہمارے اندر کی آواز کا نام ہے، جو ہمیں خبردار کرتی ہے کہ کوئی ہمیں دیکھ رہا ہے۔

مجھے ہے حکمِ اذاں لا اِلٰہ الا اللہ

مرسلہ: حسان قریشی، گولیمار

ریاست رام پور کے حکمراں نواب کلب علی خاں کی ولی عہدی کا زمانہ تھا۔ اردو کے مشہور شاعر منشی امیر مینائی دیوانی عدالت کے مفتی تھے۔ ایک بار ان کی عدالت میں ولی عہد کے باورچی کا ایک مقدمہ پیش ہوا۔ ولی عہد بہادر نے امیر مینائی سے چوب دار کے ذریعے سے سفارش کی۔ امیر مینائی نے سفارش قبول نہیں کی اور باورچی کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ ولی عہد بہادر کو یہ بات ناگوار گزری۔

وقت گزرتا گیا، یہاں تک کہ ولی عہد

ریاست کے نواب بن ہو گئے۔ امیر مینائی نے احتیاط کے طور پر رام پور چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ یہ بات نواب کلب علی خاں تک پہنچ گئی۔ انھوں نے فوراً حضرت امیر مینائی کو طلب کیا اور جانے کی وجہ معلوم کی۔ امیر مینائی نے باورچی والے واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''معلوم ہوا تھا کہ سرکار مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔''

نواب کلب علی خاں نے کہا: ''جی ہاں، اس وقت ہمیں رنج ہوا تھا، مگر اب آپ جیسے منصف و عادل سے ہم کیسے ناراض ہو سکتے ہیں۔ براہِ کرم آپ مت جایئے، یہیں رہیے۔'' امیر مینائی نے جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

خونِ ناحق

مرسلہ: شاہ زیب اسلم، حسین آباد

گجرات کے حاکم احمد شاہ اول کے داماد نے کسی بے قصور کو قتل کر دیا۔ یہ معاملہ قاضی شہر کے سامنے پیش ہوا۔ ملزم چوں کہ احمد شاہ کا داماد تھا، اس لیے قاضی نے اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں، بلکہ مقتول کے عزیزوں کو اس بات پر رضا مند کر لیا کہ وہ قصاص لے کر معاملہ رفع دفع کر دیں۔

احمد شاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے قاضی کا یہ فیصلہ مسترد کر دیا اور کہا: ''اگر یہ مثال قائم ہو گئی تو دولت مندوں کے لیے خونِ ناحق کی راہ کھل جائے گی۔''

معجزہ

مرسلہ: کرن، کراچی

مشاعرہ ہو رہا تھا۔ شاعروں میں عرش ملسیانی بھی شریک تھے۔ کنور مہندر سنگھ بیدی سحر اسٹیج سیکرٹری تھے۔ ایک شاعر اپنا کلام پڑھ چکے تو کنور مہندر سنگھ سامعین سے مخاطب ہوئے:

معجزہ آپ کو دکھاتا ہوں
عرش کو فرش پر بلاتا ہوں

یہ شعر سنا کے انھوں نے عرش ملسیانی کو کلام سنانے کے لیے بلا لیا۔

☆☆☆

آرائشِ محفل

مزے دار اخلاقی کہانیاں

مسعود احمد برکاتی

وہ طاقت ور ہے، بہادر ہے، سخی ہے، ہمدرد ہے۔ وہ سب کی مدد کرتا ہے۔ اس میں بلا کی ہمت اور جرات ہے۔ وہ دوسروں کے لیے تکلیف اٹھاتا ہے۔ وہ شیر کو اپنا گوشت پیش کرتا ہے۔ وہ گیدڑ کے بچوں کی جان بچاتا ہے۔ وہ ہرنی کو بھیڑیے کے پنجے سے چھڑاتا ہے۔ اس کی ہمدردی اور رحم دلی سے انسان اور جانور سب کو فائدہ پہنچتا ہے۔ وہ ایک شاہ زادے منیر کی مشکل آسان کرنے کے لیے اپنی جان جوکھوں میں ڈالتا ہے۔ ایک دو نہیں سات مہمیں سر کرتا ہے۔ حُسن بانو سات سوال کرتی ہے۔ ہر سوال کے جواب کے لیے ایک سفر، ایک مہم پر جانا پڑتا ہے اور ہر قسم کی مشکل اور خطرہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔

یہ کون ہے؟ کوئی دیو ہے، کوئی جن ہے یا کوئی جانور ہے؟ نہیں، ایک انسان ہے۔ اس کا نام حاتم طائی ہے۔ حاتم دیو یا جن نہیں انسان ہے، لیکن اپنی مہموں کے دوران میں اس کا واسطہ ہر قسم کی مخلوق سے پڑتا ہے۔ کبھی اس کو ایک مچھلی ملتی ہے، جس کا آدھا دھڑ مچھلی کا اور آدھا عورت کا ہے۔ حاتم کو ایک ایسی صورت دکھائی دیتی ہے، جس کے نو ہاتھ، نو پاؤں، نو منھ ہیں۔ اس کے منھ سے دُھواں اور شعلہ نکلتا ہے۔ حاتم کو آٹھ پاؤں اور سات سَروں کا ایک جانور بھی ملتا ہے۔ اس کو کئی بزرگ بھی ملتے ہیں۔ یہ بزرگ اس کو بھوک پیاس میں روٹی دیتے، کنویں سے باہر نکالتے ہیں۔ حاتم کو پریوں، جادو اور طلسم کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔

غرض حاتم طائی کو عجیب و غریب واقعات پیش آتے ہیں۔ وہ ہمت نہیں ہارتا۔ آخر کامیاب ہوتا ہے۔ حاتم کی انھی سات مہموں کی داستان حیدر بخش حیدری نے بڑے مزے دار انداز

میں لکھی ہے۔ یہ داستان دو سو سال پہلے ۱۸۰۵ء میں فورٹ ولیم کالج کلکتے سے چھپی تھی۔ اس کتاب کا نام ''آرائشِ محفل'' یا ''قصہ حاتم طائی'' کا رکھا گیا تھا۔ ایک صاحب نے اس کا نام ''ہفت سیر حاتم'' بھی لکھا ہے۔

حیدر بخش حیدری کا پورا نام منشی سید محمد حیدر بخش حیدری تھا۔ ان کے بزرگ نجف اشرف سے ہجرت کر کے ہندستان آئے تھے۔ ان کے والد کا نام سید ابوالحسن نجفی تھا۔ وہ دہلی میں رہتے تھے، مگر جب زندگی دہلی میں دشوار ہوگئی تو وہ بنارس چلے گئے۔ بنارس میں دہلی کے سے باکمال لوگ نہیں تھے، مگر خوش قسمتی سے حیدر بخش حیدری کو بنارس میں بھی قابل لوگوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل گیا۔ بنارس میں نواب ابراہیم خاں خلیل عدالت کے جج تھے۔ وہ پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ فارسی زبان بہت اچھی جانتے تھے۔ مشہور شاعر تھے۔ کئی کتابیں لکھیں۔ ابوالحسن نے اپنے بیٹے حیدری کو نواب صاحب کے حوالے کر دیا، جن سے حیدری نے بہت کچھ سیکھا۔ نواب صاحب کے علاوہ حیدری نے قاضی عبدالرشید کے ماتحت بھی کام کیا، جس سے ان کی عربی، فارسی بہت اچھی ہوگئی۔ تفسیر و حدیث، فقہ جیسے مذہبی علوم کی تعلیم مولوی غلام حسین غازی پوری سے حاصل کی۔ حیدری شاعر بھی تھے، وہ اب تک شاعر کی حیثیت سے مشہور نہیں تھے، لیکن انھی دنوں ان کا دیوان شائع ہوگیا تھا۔ بنارس سے حیدری کلکتے پہنچے۔

کلکتے کے راستے میں حیدری نے ایک قصہ ''مہر و ماہ'' لکھا اور وہاں پہنچ کر یہ قصہ ڈاکٹر گلِ کرسٹ (۱۷۵۹ء تا ۱۸۴۸ء) کو دکھایا۔ گلِ کرسٹ صاحب فورٹ ولیم کالج کے شعبۂ ہندستانی کے پروفیسر تھے اور اپنی نگرانی میں اردو کی کتابیں لکھوا رہے تھے۔ گلِ کرسٹ کو یہ قصہ پسند آیا اور حیدری ۴ / مئی ۱۸۰۱ء کو کالج میں چالیس رپے ماہانہ پر ''سیکنڈ منشی'' کی حیثیت سے ملازم رکھ لیے گئے۔ فورٹ، ولیم کالج انگریزوں نے کلکتے میں ۱۰ جولائی ۱۸۰۰ء کو قائم کیا تھا۔ اس کا مقصد انگریزوں کو اردو سکھانا تھا، تاکہ وہ ہندستانیوں کی زبان سمجھ کر ان پر اچھی طرح

حکومت کرسکیں۔ انگریزوں نے تو اپنے مقصد سے کالج قائم کیا تھا، لیکن فورٹ ولیم کالج کی وجہ سے اردو کی بہت سی اچھی کتابیں وجود میں آ گئیں۔ ان کتابوں کی تعداد ساٹھ بتائی جاتی ہے۔ ان میں باغ و بہار، آرائش محفل، توتا کہانی، بیتال پچیسی، باغ اردو، اخلاق ہندی بہت زیادہ مشہور ہیں۔

آرائشِ محفل حیدری نے ۱۸۰۱ء میں لکھی۔ یہ ایک فارسی کتاب کا ترجمہ تھا۔ ترجمے کے ساتھ ساتھ حیدری نے اپنی طرف سے بھی اضافہ کیا تھا، تاکہ قصہ زیادہ دل چسپ ہو جائے، اس لیے آرائشِ محفل کو صرف ترجمہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ حیدری نے دوسری جو کتابیں لکھی ان کے نام یہ ہیں:

(۱) قصہ مہر و ماہ (۲) قصہ لیلیٰ مجنوں (۳) ہفت پیکر (۴) تاریخ نادری (۵) گلزار دانش (۶) گل دستۂ حیدری (۷) گلشن ہند (۸) توتا کہانی (۹) گلِ مغفرت (۱۰) جامع القوانین۔

ان میں سے کئی کتابیں اب کہیں نہیں ملتیں۔ فورٹ ولیم کالج میں اور بھی کئی ادیب تھے جو کتابیں لکھنے کے لیے رکھے گئے تھے۔ ان کو ''منشی'' کہا جاتا تھا۔ ان میں سب سے زیادہ کتابیں حیدری نے ہی لکھیں۔ حیدری کوئی چودہ سال کالج میں ملازم رہے۔ ۱۸۲۳ء میں اُن کا انتقال ہوگیا۔ حیدری کے حالاتِ زندگی کی اس سے زیادہ تفصیل نہیں ملتی۔

آرائشِ محفل کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ کئی بار چھپی۔ اس کے علاوہ اس کے قصے زبانی بھی سنائے جاتے تھے۔ بچے، بڑے، عورت، مرد سب شوق سے سنتے تھے۔ اس کے ہندی، گجراتی، بنگلا کئی زبانوں میں ترجمے بھی ہو چکے ہیں۔ آرائشِ محفل میں حیدری نے تحریر میں بول چال کا سا انداز اختیار کیا ہے، لیکن عربی، فارسی کے الفاظ بھی خاصے استعمال کیے ہیں، پھر بھی زبان سادہ، رواں اور پُر لطف ہے، بچوں اور نوجوانوں کے لیے ذرا مشکل ہے۔ خاص طور پر اس زمانے میں جب کہ پرانی کتابیں پڑھنے کا شوق کم ہوگیا ہے، اس کتاب کے بہت سے الفاظ سمجھنے میں نوعمروں کو دقت ہوگی، لیکن یہ مزے دار ہونے کے ساتھ اخلاقی کہانی بھی ہے، اس لیے اس کا

مطالعہ ہر لحاظ سے مفید ہے۔ خاص طور پر اردو ادب کے طالب علموں کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے۔ انھی کے لیے اس کتاب کا خلاصہ پیش کیا جا رہا ہے۔

یہ خلاصہ جناب علی اسد مرحوم نے کیا تھا۔ علی اسد صاحب کو نونہال خوب جانتے ہیں۔ وہ ہمدرد نونہال میں ان کی کہانیاں پڑھتے تھے۔ انھوں نے سیکڑوں کہانیاں لکھی ہیں۔ انگریزی کے بڑے بڑے ادیبوں کی موٹی موٹی کتابوں کا خلاصہ کر کے آسان اردو میں پیش کرنے میں اُن کو مہارت حاصل تھی۔ انھوں نے انگریزی کی بہت سی مشہور کہانیوں کو اردو میں ڈھال کر بڑوں اور بچوں کو پڑھوایا۔ انھوں نے مشہور و مقبول انگریزی ناول نگار سمرسٹ مام کے افسانوں کا بھی اردو میں ترجمہ کیا۔ وہ بڑے اچھے ادیب اور مترجم تھے۔ اچھے انسان بھی تھے۔ آرائشِ محفل کا بھی انھوں نے بڑا اچھا خلاصہ کیا ہے۔ جہاں تک ہو سکا ہے حیدر بخش حیدری کی زبان برقرار رکھی، جہاں ممکن نہیں ہوا تو الفاظ بدل دیے۔

آئندہ شمارے سے آرائشِ محفل کا خلاصہ قسط وار شائع کیا جائے گا۔ یہ ترجمہ جناب سید علی اسد مرحوم نے کیا تھا اور ۱۹۸۰ء اور ۱۹۸۱ء میں ہمدرد نونہال میں شائع ہو چکا ہے۔ نونہالوں کے پُر شوق تقاضوں کی بنا پر ہم یہ بہت دل چسپ کہانیاں دوبارہ قسط وار شائع کر رہے ہیں۔ ہر قسط اپنی جگہ مکمل ہو گی۔ ☆

دلائل کا وزن

انتخابی سرگرمیاں زور و شور سے جاری تھیں، جارج برنارڈ شا کا ایک دوست بھی امیدوار تھا۔ اس کے لیے برنارڈ شا انتخابی مہم میں بڑھ چڑھ کے حصہ لے رہے تھے۔ ایک دفعہ وہ انتخابی حلقے میں تقریر کرنے گئے، مگر تقریر کرنے کے لیے ڈائس موجود نہیں تھا۔ چناں چہ وہ لکڑی کے ایک ڈرم پہ کھڑے ہو کر مجمع سے خطاب کرنے لگے۔ وہ بہت پُر جوش انداز میں دلائل کے ساتھ تقریر کر رہے تھے۔ اچانک ڈرم پہ زور پڑا اور وہ ٹوٹ گیا۔ برنارڈ شا ڈرم کے اندر گر گئے، مگر دوسرے ہی لمحے وہ ڈرم سے باہر نکلے اور اطمینان کے ساتھ بلند آواز میں بولے: ''سامعین! آپ نے میرے دلائل کا وزن ملاحظہ فرمایا؟'' ☆

روشن خیالات

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی روزی میں کشادگی ہو اور اس کی عمر لمبی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ صِلہ رحمی کرے۔

مرسلہ: نیناں محمد حنیف، کراچی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

کسی سوال کا جواب معلوم نہ ہو تو لاعلمی کا اظہار کر دینا نصف علم ہے۔

مرسلہ: محمد شعیب مصطفیٰ، سرگودھا

شیخ سعدیؒ

اصل قابلِ تعریف شخص وہ ہے جس کی تعریف رشتے دار، ہمسائے اور دوست کریں۔

مرسلہ: محمد شاہد کھتری، اٹارسی والے، نیو کراچی

حضرت جنید بغدادیؒ

صادق وہ ہے کہ جب اس کو دیکھو تو ویسا ہی پاؤ جیسا کہ سنا تھا۔

مرسلہ: رومیسہ امجد انصاری، ٹنڈو آدم

حضرت سلمان فارسیؓ

بانٹنے سے خوشیاں اس طرح بڑھتی ہیں، جس طرح زمین میں بویا ہوا بیج پوری فصل بن جاتا ہے۔

مرسلہ: عابد علی آرائیں، ٹنڈو میر علی

یحییٰ برمکی

مفلسی شرم کی بات نہیں، لیکن مفلسی کی وجہ سے شرمندہ ہونا شرم کی بات ہے۔

مرسلہ: شمس القمر عاکف، اٹک

جبران خلیل جبران

مجھے دشمنوں سے اتنا نقصان نہیں پہنچا، جتنا دوستوں سے۔

مرسلہ: ارمغان الرحمان، لاہور

فرانس بیکن

پرانی لکڑی جلنے میں، پرانے دوست بھروسے میں اور پرانے ادیب پڑھنے میں بہترین ہیں۔

مرسلہ: خرم سلیم، بلال ٹاؤن

بولنے والا دستانہ

حسن ذکی کاظمی

جو لوگ پیدائشی طور پر بہرے اور گونگے ہوتے ہیں، ان سے بات کرنا، یعنی ان کی بات کو سمجھنا اور انھیں اپنی بات سمجھانا بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔ ایک تو آپ وہ اشارے نہیں سمجھ سکتے جو بہرے اور گونگے استعمال کرتے ہیں۔ پھر جب آپ اپنی بات کسی کو سمجھا نہیں پاتے تو آپ کو کتنی الجھن ہوتی ہے اور وہ شخص بھی پریشان ہوتا ہے جو آپ کی بات نہیں سمجھ پا رہا۔

ہمیں اور بہرے گونگے لوگوں کو امریکی شخص جم کریمر کا شکرگزار ہونا چاہیے، جس نے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی اور ایک خاص قسم کا دستانہ تیار کیا ہے، جسے بولنے والے دستانے کا نام دیا گیا ہے۔

جسم کے رنگ کے اس دستانے میں ایک ایسی حِس رکھی گئی ہے، جو اُنگلیوں کی حرکت سے بنائے جانے والے حروف کو پڑھ لیتی ہے۔ یہ دستانہ ایک تار کے ذریعے سے پروسیسر یونٹ سے جُڑا ہوتا ہے، جو بہرے گونگے شخص کی پیٹی یا کمر سے لٹکا رہتا ہے۔ جب یہ بہرا اور گونگا شخص اپنی اُنگلی سے ہوا میں کچھ لکھتا ہے تو وہ تحریر دستانے کی حِسی خصوصیت کی وجہ سے پروسیسر یونٹ میں منتقل ہو جاتی ہے اور تقریر میں بدل جاتی ہے۔ بہرے اور گونگے شخص کے گلے میں ایک چھوٹا سا اسپیکر پڑا رہتا ہے، جو کپڑوں کے نیچے چھپایا جا سکتا ہے۔ یہ اسپیکر چوں کہ گلے میں سامنے کی طرف ہوتا ہے، لہٰذا جب اسپیکر سے بولنے کی آواز آتی ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ وہ شخص خود بول رہا ہے۔ یہ کام گلے کے اسپیکر کے بجائے کلائی کی کمپیوٹرائزڈ گھڑی سے بھی لیا جا سکتا ہے۔

☆☆☆

میں تمھاری ناک ہوں

شہید حکیم محمد سعید

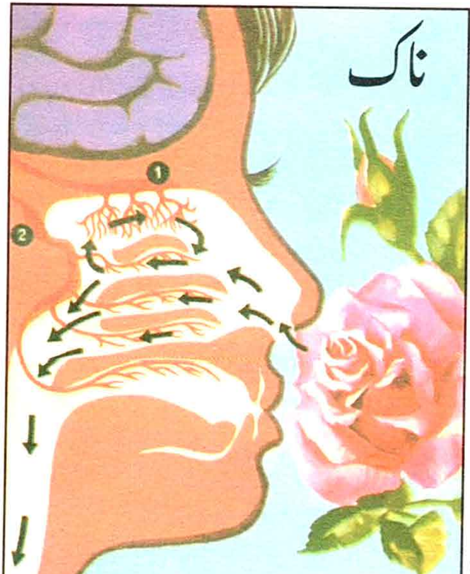

خوش بو ناک میں داخل ہو کر انفی جوفوں میں گشت کرتی ہے اور پھر (۱) شمی (بو) اعصاب سے چھو جاتی ہے۔ یہ اعصاب دماغ کو فوری طور پر یہ احساس پہنچا دیتے ہیں۔ پھول کا زیرہ جب (۲) احساس کے اعصاب سے ٹکراتا ہے تو اس کا احساس بھی دماغ تک پہنچ جاتا ہے اور آپ چھینکتے ہیں۔

نونہالو! میں ایک تو تمھارے چہرے کی زینت ہوں۔ دوسرے سونگھنے کا آلہ ہوں۔ تیسرے سانس کے ذریعے سے پھیپڑوں تک ہوا پہنچانے کا راستہ ہوں۔ چوتھے یہ کہ میں پھیپڑے تک جانے والی ہوا کو صاف کرتا ہوں اور اس کا درجہ حرارت اتنا رکھتا ہوں، جتنا کہ خون کا ہوتا ہے۔ پھر اس میں کچھ رطوبت شامل کرتا ہوں۔

ناک کُرکری ہڈی سے بنی ہوتی ہے۔ اس کے دو نتھنے ہیں۔ ناک کے اندر چھوٹے چھوٹے سخت بال ہوتے ہیں۔ یہ بال اور ناک کی رطوبت گرد و غبار وغیرہ کو اندر جانے سے روکتے ہیں۔ چھینک بھی ناک سے کسی چیز کو باہر نکالنے کا ذریعہ ہے۔ رطوبت جراثیم کو روک کر انھیں ختم کرتی ہے۔

یاد رکھو! منھ کھانے پینے کے لیے ہے اور ناک سانس لینے کے لیے۔ بعض نونہالوں کی

ناک زکام کی وجہ سے بند ہو جاتی ہے تو منھ کے ذریعے سے سانس لینے لگ جاتے ہیں، لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہیے۔ سانس لینے کا صحیح راستہ ناک ہے کیوں کہ اس سے سانس صاف ہو جاتا ہے۔

سونگھنے کی قوت قدرت کا ایک بہت بڑا عطیہ ہے۔ ماہرین کا اندازہ ہے کہ ایک عام آدمی اپنی ناک کے ذریعے سے بُو کی چار ہزار اقسام کو پہچان سکتا ہے اور زیادہ حساس اور ماہر آدمی بُو کی دس ہزار اقسام کی پہچان کر سکتا ہے۔ اسی قسم کی ایک بات یہ ہے کہ تجربے کار آدمی بُو کو پہچان کر یہ بتا سکتا ہے کہ یہ کس چیز کی بو ہے یعنی مچھلی کی بُو ہے یا بوٹ پالش کی بُو ہے۔ بُو کی مدد سے چیزوں کی پہچان کی مہارت سے تقریباً ۸۰ چیزیں پہچانی جا سکتی ہیں۔

کبھی کبھی ناک سے خون بہ نکلتا ہے، جسے نکسیر پھوٹنا کہتے ہیں۔ ایسا ناک کے اندرونی حصے کو کھجانے سے یا خون کا دباؤ بڑھ جانے سے یا زور سے ناک صاف کرنے سے ہو جاتا ہے۔ دھوپ میں یا سردیوں میں آگ کے پاس بیٹھنے سے بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ ایسی اتفاقی صورت میں ناک کے سرے کو دو انگلیوں سے دبا کر رکھنے سے دس بارہ منٹ میں خون جم جاتا ہے۔ اگر مسلسل پندرہ بیس منٹ تک خون آتا رہے تو معالج سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔

ناک اکثر نزلہ زکام سے بند ہو جاتی ہے، اس سے ناک میں بدبُو بھی پیدا ہو سکتی ہے اور سونگھنے کی قوت بھی جاتی رہتی ہے۔ اسی حالت میں معالج سے رجوع ہوں۔ وہ نزلے کا علاج کر کے تکلیف دور کرنے کا سامان کرے گا۔

ناک کو تن درست رکھنے کے لیے اوّل تو ہر وضو میں ناک کو اچھی طرح صاف کریں۔ دوسرے نزلہ زکام سے بچیں۔ اگر نزلہ زکام ہو جائے تو کسی ماہر معالج سے مکمل علاج کرائیں۔ ناک پر گندا ہاتھ نہ لگائیں۔ اس پر کوئی کیمیکل نہ لگنے دیں۔ اسی طرح ناک کے اندر کوئی کریم نہ لگائیں۔

☆☆☆

آیئے مصوری سیکھیں

غزالہ امام

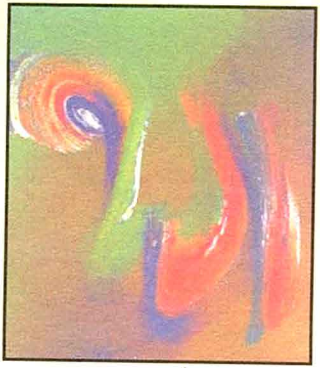

گل جی

لیونارڈو ڈاونچی

ونسنٹ فان گوف

ایک اچھا مصور بننے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ مشہور مصوروں کا کام غور سے دیکھیں کہ وہ کس انداز سے تصویر بناتے تھے۔ ان کا موضوع کیا ہے اور وہ رنگوں کا استعمال کیسے کرتے تھے۔ اس پر غور کر کے آپ بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں کتابیں بھی بازار میں مل جاتی ہیں۔ اگر انٹرنیٹ ہے تو اس سے بھی مدد مل سکتی ہے۔ یہاں تین مشہور مصوروں کی تصاویر دکھائی گئی ہیں۔ ان کی نقل کرنے کی کوشش کریں اور مشق جاری رکھیں۔ ☆

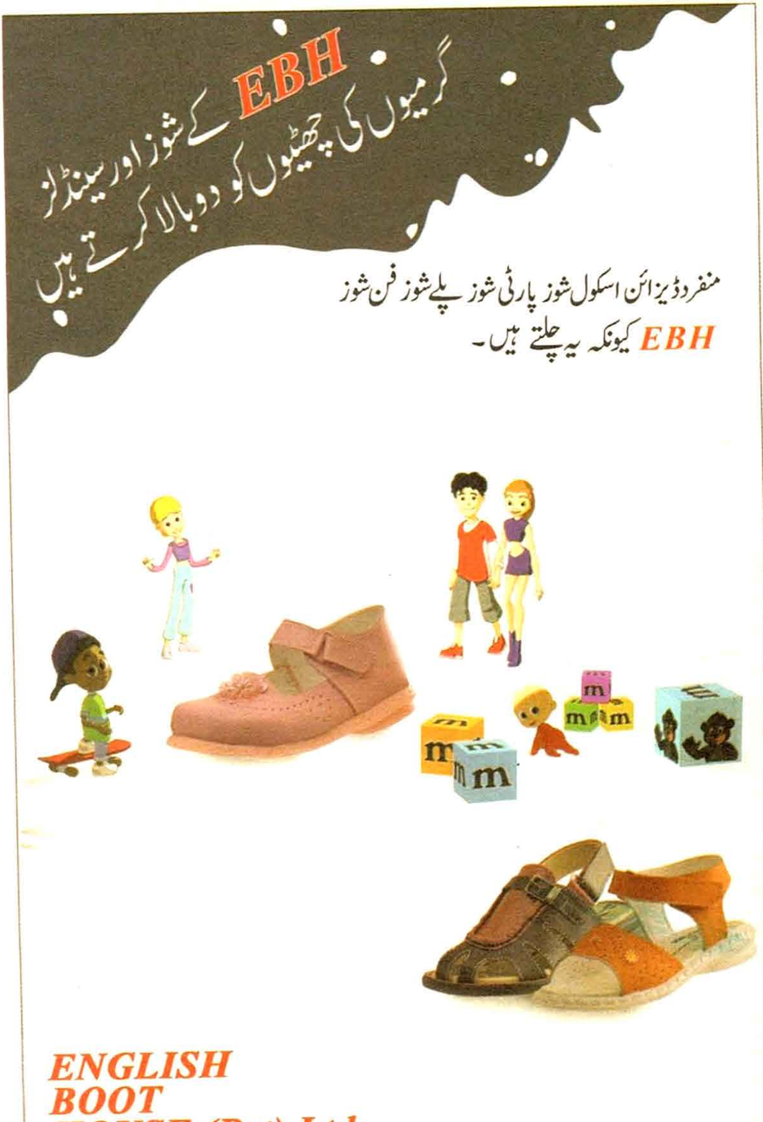
EBH کے شوز اور سینڈلز
گرمیوں کی چھٹیوں کو دوبالا کرتے ہیں
منفرد ڈیزائن اسکول شوز پارٹی شوز پلے شوز فن شوز
EBH کیونکہ یہ چلتے ہیں۔
ENGLISH BOOT HOUSE (Pvt) Ltd.
Karachi
www.ebhshop.com ebhonline.biz

بلاعنوان انعامی کہانی

معراج

اونچے اونچے پہاڑوں کے دامن میں ایک بستی آباد تھی۔ بستی کا نام چنار گاؤں تھا۔ ایک دن نواب صاحب نے چنار گاؤں کے دورے کا ارادہ کیا۔ یہ خبر سن کر گاؤں کے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ہر شخص گلی کوچوں کی صفائی ستھرائی اور گھروں کی سجاوٹ اور آرائش میں لگ گیا۔ انھوں نے گلیوں اور بازاروں کو دھو دھو کر آئینے کی طرح چمکا دیا۔ کوڑا کچرا تو کیا، کوئی تنکا بھی اِدھر اُدھر پڑا ہوا دکھائی نہ دیتا تھا۔ گھروں کے دروازوں اور کھڑکیوں پر روغن کیا اور دیواروں پر رنگ اور سفیدی کی۔

گاؤں کے دو معزز اشخاص، شکیل شامی اور فیروز خان کے گھر تو اتنے سجے ہوئے تھے کہ دیکھنے والا کوئی بھی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ گھر سجاوٹ میں دوسرے گھر سے کسی طرح بھی کم ہے۔ دونوں گھروں کے سامنے بنی ہوئی کیاریاں پھولوں سے لدی ہوئی تھیں۔

اسی رات شہد والی کی جھونپڑی میں آگ لگ گئی۔ اللہ کی پناہ! یہ کتنا خوف ناک منظر تھا۔ شعلے آسمان کی بلندی کو چھو رہے تھے۔ شہد والی اور اس کے ہمسایوں نے آگ بجھانے کی بہت کوشش کی۔ وہ پانی کی بالٹیاں بھر بھر کر پھینکتے رہے، لیکن شعلوں میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ ان کی کوشش ناکام رہی اور لکڑی سے بنی ہوئی جھونپڑی جل کر راکھ ہوگئی۔

شہد والی اور اس کے تین لڑکے اور لڑکیاں بے حد افسردہ ہوئے۔ جو کپڑے انھوں نے پہنے ہوئے تھے، اس کے سوا کچھ نہیں بچا تھا۔

شکیل شامی اور فیروز خان نے بھی آگ بجھانے کی پوری پوری کوشش کی۔ جب جھونپڑی جل کر راکھ ہوگئی تو بڑھیا چیخنے لگی: ''بھیا فیروز! اللہ کے واسطے، آج رات تم ہمیں اپنی حویلی میں رہنے کی اجازت دے دو۔ صبح ہوتے ہی ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔''

فیروز بہت رکھائی سے بولا: ''بی بی شہد والی! کل نواب صاحب چنار گاؤں تشریف لا رہے ہیں۔ تم جانتی ہو کہ بچے تو ذرا سی دیر میں گھر کا حال خراب کر دیں گے۔ مجھے تمھارے حال پر بے حد افسوس ہے، لیکن میں تمھیں اپنے گھر نہیں ٹھیرا سکتا۔ تم ادھر سامنے ویرانے میں جا کر قیام کر لو۔''

غریب شہد والی بے حد پریشان ہوئی۔ سردیوں کا موسم تھا اور اس کے بچوں کے پاس پہننے اور اوڑھنے کے لیے کوئی گرم کپڑا ہی نہیں تھا۔ بچے صدمے سے نڈھال اور بھوک سے بے حال ہو رہے تھے۔ شہد والی ہر سال فیروز خان کو شہد کی بوتلیں تحفے میں بھجواتی تھی، مگر یہ احسان فراموش ساری نیکیوں کو بھول گیا۔

غریب عورت کے دل میں خیال آیا کہ شکیل شامی بھی فیروز جیسے خیالات رکھتا ہوگا، اگر میں اس کے گھر رات گزارنے کی اجازت طلب کروں گی تو وہ بھی ایسا ہی ٹکا سا جواب دے دے گا۔ میرے لیے یہی بہتر ہے کہ میں اپنے بچوں کو ویرانے میں لے جاؤں اور کوشش

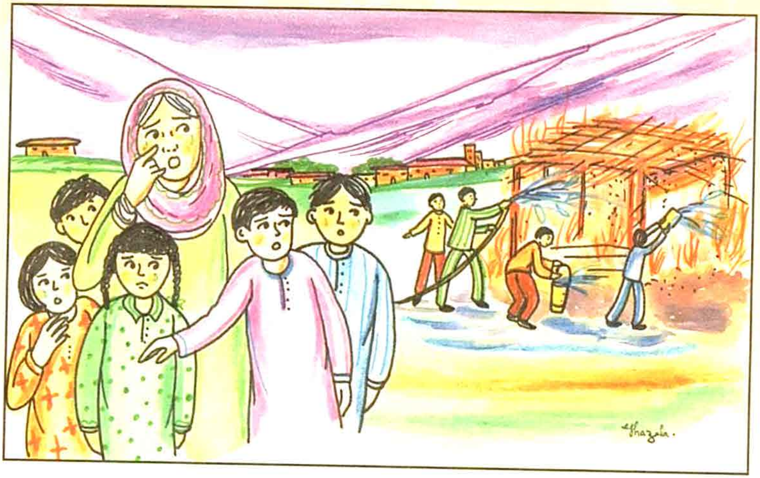

کروں کہ وہ سردی سے محفوظ رہیں۔

اس نے بچوں کو ساتھ لیا، پھر وہ سڑک پار کر کے ویرانے کی طرف چل دی۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ پیچھے سے کسی نے آواز دی: ''شہد والی! بی بی شہد والی!''

شہد والی نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ یہ شکیل شامی تھا۔ وہ اپنے ساتھ بہت سے گرم کپڑے، کمبل اور اونی چادریں لایا تھا۔

وہ بولا: ''بی بی شہد والی! تم کہاں جا رہی ہو؟''

بی بی شہد والی نے انگلی سے اشارہ کر کے بتایا: ''میں اُدھر ویرانے میں رات گزارنے کے لیے جا رہی ہوں۔''

شکیل شامی جلدی سے بولا: ''بالکل نہیں، تم سب لوگوں کو میرے ساتھ چلنا ہوگا۔ بچو! تم یہ اونی چادریں اور کمبل لپیٹ لو، ورنہ سردی لگ کر زکام ہو جائے گا۔''

جب بچے کمبل اور اونی چادریں اوڑھ چکے تو شکیل شامی بولا: ''میرے باورچی خانے میں آگ روشن ہے۔ گرما گرم دودھ کا جگ، تازہ اور خستہ بسکٹ اور مکھن لگے ہوئے

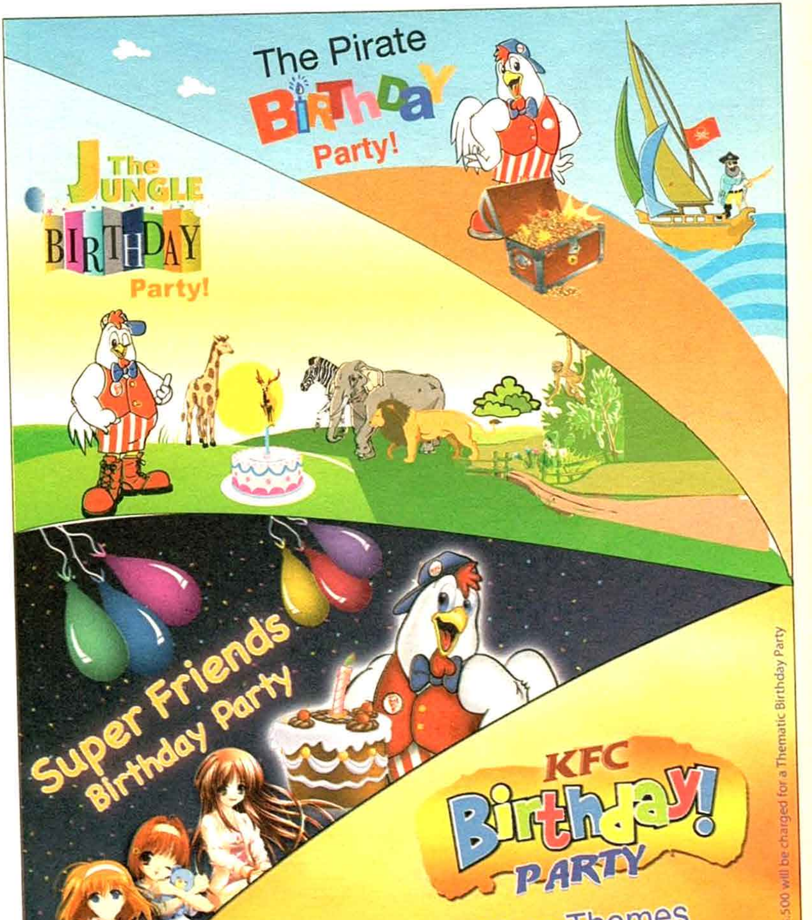

The Pirate
BIRTHDAY
Party!
The JUNGLE
BIRTHDAY
Party!
Super Friends
Birthday Party
KFC
Birthday!
PARTY
More Themes
More Excitement
Get to choose from 3 different and exciting themes*
for your child's funfilled Birthday
*Contact the Restaurant Manager for details
Rs.500 will be charged for a Thematic Birthday Party
KFC
www.kfcpakistan.com
111-532-532

توس میز پر رکھے ہوئے ہیں۔ بی بی شہد والی! میں تمھیں ویرانے میں نہیں جانے دوں گا۔ میرے اور فیروز کے ہوتے ہوئے تم اس طرح ماری ماری نہیں پھرو گی۔''

بڑھیا ہنس کر بولی: ''فیروز خان کی تم نے بھلی کہی۔ وہ کہتا ہے کہ میرے بچے اس کی گھر کی آرایش تباہ کر دیں گے۔''

شکیل شامی، فیروز خان کے خیالات سن کر ہکا بکا رہ گیا۔ اس کے ذہن میں بھی یہ خیال آیا کہ فیروز خان کہتا تو ٹھیک ہے۔ شہد والی کے بچے واقعی بے حد شریر ہیں۔ وہ ذرا سی دیر میں گھر کی ہر چیز اُلٹ پلٹ کر رکھ دیں گے اور گھر کو اتنا گندا اور خراب کر دیں گے کہ نواب صاحب میرے گھر قدم رکھنا گوارا نہ کریں گے، لیکن جلد ہی نیک دل شکیل شامی نے ان خیالات کو جھٹک دیا۔ وہ سوچنے لگا کہ اگر نواب صاحب نے میرے ہاں قیام نہ کیا تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ معصوم اور چھوٹے بچے سردی میں ٹھٹرنے سے بچ جائیں گے۔

یہ خیال آتے ہی شکیل شامی کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس نے کہا: ''بی بی شہد والی! اگر فیروز خان تمھیں اپنے گھر میں ٹھیرانے پر رضا مند نہیں ہے تو کیا ہوا، میں تو تمھیں اپنے ہاں ٹھیرانا چاہتا ہوں۔ چلو، اب دیر نہ کرو۔''

جب شہد والی اور اس کے بچے شکیل شامی کے گھر میں داخل ہو رہے تھے تو فیروز خان انھیں کھڑکی سے دیکھ رہا تھا۔ وہ خوشی سے جھوم کر بولا: ''آہا، اب آیا مزہ، کل دوپہر تک شکیل شامی کے گھر کا حال اتنا خراب ہو جائے گا کہ نواب صاحب وہاں قدم رکھنا بھی گوارا نہ کریں گے۔''

شامی نے شہد والی اور اس کے بچوں کو کھانے کے لیے بسکٹ، توس، مکھن اور پینے کو دودھ دیا۔ پھر شامی اور شہد والی نے ان کے لیے بستر بچھانے شروع کیے۔ شکیل شامی کا گھر چھوٹا سا تھا۔ اس میں دو ہی کمرے تھے۔ شامی نے بچوں کو اپنے بستر پر سلا دیا۔ کچھ کمبل دوسرے

کمرے میں رکھ دیے، تاکہ بچیاں آرام سے سو سکیں۔ بی بی شہد والی سوفے پر سو گئی۔ شامی نے اپنا موٹا سا اونی کوٹ اُس پر ڈال دیا۔ وہ خود باورچی خانے میں آتش دان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا اور بیٹھے بیٹھے سو گیا۔

صبح سویرے کتنا ڈھیروں کام تھا۔ چھے چھوٹے بچوں کو نہلانا۔ پھر انھیں کپڑے پہنانا۔ بچوں کے تن پر پہنے ہوئے کپڑوں کے سوا کچھ بھی تو نہیں تھا۔ شکیل شامی نے صندوق سے سب کپڑے نکال کر بچوں کو پہنا دیے۔ بچوں نے کپڑے پہنے تو ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر ہنسنے لگے۔ شہد والی بولی: ''میں جب تک تمھارے لیے نئے چپل اور جوتے نہ خریدوں، تمھیں ننگے پاؤں ہی رہنا ہوگا۔''

پھر ناشتے کا دور شروع ہوا۔ شامی کے پاس چھے کپ اور رکابیاں تھیں۔ گرما گرم کافی کے ساتھ انڈوں کے حلوے نے بہت مزہ دیا۔ جب ناشتا ختم ہوا، اس وقت شہد والی کی بہن بھی آ گئی۔ اسے اس خوف ناک آتش زدگی کی اطلاع مل چکی تھی۔ وہ تینوں لڑکوں کے لیے کپڑے ساتھ لے کر آئی تھی۔ لڑکیوں کے لیے وہ کوئی کپڑا نہیں لائی تھی۔

وہ بولی: ''اب تم سب میرے ساتھ چلو۔ میرا گھر بہت بڑا ہے۔ جب تک تمھارا گھر دوبارہ تعمیر نہیں ہو جاتا، تم میرے ساتھ ہی رہو گے۔ تم لوگ شکیل شامی کے گھر میں زیادہ عرصے تک نہیں ٹھیر سکتے۔ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے تمھیں رات گزارنے کے لیے اپنے گھر میں ٹھیرا لیا۔''

بی بی شہد والی بولی: ''مجھے تو ان لڑکیوں کو فکر ہے۔ شامی کے کپڑے پہن کر گاؤں پہنچیں گی تو لوگ انھیں ان کپڑوں میں دیکھ کر ہنسیں گے اور مذاق اڑائیں گے۔''

شامی بولا: ''ہر کسی کو یہ تو معلوم نہیں کہ تمھارے ساتھ کیا بیتی ہے۔''

ایک بچی بولی: ''انکل! ہم آپ کے پردوں سے کپڑے بنا لیں؟ نیلے اور پیلے رنگ

کے پردوں سے بہت خوب صورت فراکیں بن سکتی ہیں۔''

شہد والی بولی: ''ہرگز نہیں۔تم شامی کے کپڑے ہی پہنی رہو، چاہے لوگ تمھارا مذاق ہی کیوں نہ اڑائیں۔''

چھوٹی لڑکی رونے لگی۔ان کا رونا شامی سے نہ دیکھا گیا۔وہ بولا: ''بی بی شہد والی! مجھ سے بچوں کا رونا دیکھا نہیں جاتا۔تم بچیوں کے لیے ان پردوں کی فراکیں بنادو۔ مجھے بچیوں کی خوشی پردوں سے زیادہ عزیز ہے۔'' اس نے سب پردے اتار کے شہد والی کو دے دیے۔

بی بی شہد والی نے پردوں سے فراک تراشے اور سینے بیٹھ گئی۔

اِدھر جب فیروز خان نے شامی کو پردے اتارتے ہوئے دیکھا تو وہ خوشی سے چیخ کر بولا: ''پردوں کے بغیر دروازے اور کھڑکیاں کتنی بدنما لگتی ہیں۔اب تو نواب صاحب شامی کے گھر کی طرف نظر ڈالنا بھی پسند نہیں کریں گے۔''

شکیل شامی اور شہد والی گھر کی صفائی میں مصروف ہوگئے۔تینوں لڑکے باغیچے میں کھیلنے کے لیے چلے گئے۔جب وہ واپس آئے تو ان کے جوتے کیچڑ میں لت پت ہو رہے تھے۔وہ سیدھے باورچی خانے میں گھس گئے اور فرش کو پہلے سے بھی زیادہ گندا اور خراب کر دیا۔ بے چاری شہد والی بچوں کی اس حرکت پر شرمندہ ہوئی۔شکیل شامی بولا: ''ارے بہن !تم کوئی فکر نہ کرو۔تمھارے جانے کے فوراً بعد فرش کو دھو کر صاف کر دوں گا۔''

شہد والی اپنے دل میں سوچنے لگی کہ شکیل شامی کتنا شریف اور نیک دل انسان ہے۔

دوپہر کو کھانے کا وقت ہوگیا تھا۔شکیل شامی تنور سے روٹیاں لے آیا۔شہد والی نے انڈوں کا آملیٹ بنایا۔سب لوگ کھانا کھانے لگے۔چھوٹی چھوٹی لڑکیاں نیلی اور پیلی فراکوں میں بہت خوب صورت لگ رہی تھیں۔

آخر واپس جانے کی سب تیاریاں مکمل ہوگئیں۔ شہد والی نے ایک گھوڑا گاڑی منگوائی۔ سب لوگ اس میں ٹھنس ٹھنسا کر بیٹھ گئے۔

بی بی شہد والی بولی: ''اللہ حافظ، شامی صاحب! آپ کی مہربانی کا بہت بہت شکریہ! اُمید ہے کہ ہم جلد ہی واپس آجائیں گے۔''

شامی اس وقت تک ہاتھ ہلا ہلا کر الوداع کہتا رہا جب تک بگھی نظروں سے اُوجھل نہ ہوگئی۔ پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہوا۔ اُف اللہ، سارا گھر اُلٹ پلٹ ہوا پڑا تھا۔ ہر طرف کپڑے بکھرے پڑے تھے۔ کھانے کے برتنوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ باورچی خانے کا فرش کیچڑ سے خراب ہو رہا تھا۔ کھڑکیاں اور دروازے پردوں کے بغیر بہت بھدے اور بدنما لگ رہے تھے۔

شامی نے ایک آہ بھری اور بولا: ''اب شاید نواب صاحب میرے گھر کو رونق نہیں بخشیں گے، لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میرا دل تو مطمئن ہے۔ شہد والی اور اس کے بچوں کی خدمت کر کے مجھے سکون ملا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ خدمت میں عظمت ہے۔''

اِدھر فیروز خان بہت خوش تھا۔ وہ بولا: ''کتنا مزہ آئے گا، جب نواب صاحب کی گاڑی میرے دروازے پر آکر ٹھیرے گی اور حسد کے مارے شکیل شامی جل بھن کر کباب ہو جائے گا۔''

اس نے جلدی سے نیا سوٹ اور اس کے اوپر سنہری واسکٹ پہنی۔ پاؤں میں سنہری زری والے جوتے اور سر پر طرے دار پگڑی پہنی۔ وہ اس لباس میں بہت باوقار نظر آ رہا تھا۔

اِدھر اس کا ہمسایہ شکیل شامی لمبا سا ایپرن پہنے فرش صاف کر رہا تھا۔ اس کے کان بھی نواب صاحب کی گاڑی کے پہیوں کی کھڑکھڑاہٹ پر لگے ہوئے تھے۔ وہ بھی ایک نظر نواب صاحب کو کھڑکی سے دیکھنا چاہتا تھا۔

شام چار بجے نواب صاحب کی گاڑی کے پہیوں کی کھڑ کھڑاہٹ سنائی دی۔ ایک موڑ سے گزرنے کے بعد نواب صاحب کی گاڑی دکھائی دینے لگی۔ آٹھ شان دار گھوڑے، سنہری گاڑی کو کھینچ رہے تھے۔ گاڑی ٹھیک شکیل شامی کے دروازے کے سامنے آ کر ٹھیر گئی۔ اس وقت فیروز خان کی گھبراہٹ اور پریشانی دیکھنے کے لائق تھی۔ وہ چیخ کو بولا: ''میاں سائیس! تمھیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میرا گھر اس طرف ہے۔ اِدھر دیکھو۔''

لیکن سائیس نے کوئی توجہ نہ کی، پھر شکیل شامی اور فیروز خان نے ایک عجیب ہی نظارہ دیکھا۔ نواب صاحب کی بگھی کا دروازہ کھلا اور اس میں سے شہد والی کے بچے چھلانگیں مار مار کر باہر نکلنے لگے۔ انھوں نے نواب صاحب کو گاڑی سے اُترنے میں مدد دی۔ پھر وہ شکیل شامی کے باغیچے کی روش پر چلتے ہوئے دروازے تک پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹانے لگے۔ کھٹ کھٹ کھٹ۔

شامی ہکا بکا رہ گیا۔ شامی دروازہ کھولنے کے دوڑا۔ اس جلدی اور تیزی میں وہ ایپرن اُتارنا بھی بھول گیا۔ وہ نواب صاحب کے سامنے تسلیمات بجا لایا۔ نواب صاحب نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا اور گرم جوشی سے مصافحہ کرنے لگے۔ وہ بولے: ''شکیل شامی! تم بہت نیک دل شخص ہو۔ مجھے تم سے مل کر بے حد خوشی ہوئی۔ جب میں اپنی بگھی میں گاؤں کی طرف آ رہا تھا تو راستے میں، میں نے ایک گاڑی کو دیکھا۔ اس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر پڑا تھا اور زخمی حالت میں تھا۔ میں نے شہد والی اور اس کے بچوں کو اپنی گاڑی میں سوار کر لیا۔ راستے میں شہد والی نے تمھاری نیک دلی کا پورا واقعہ سنایا کہ کس طرح تم نے کل رات اس کی مدد کی تھی۔ یہ بات تم اچھی طرح جانتے تھے کہ بچے تمھارا گھر گندا کر دیں گے۔ پھر ممکن تھا کہ میں تمھیں شرفِ ملاقات نہ بخشتا۔''

''اعلاحضرت! میری خوش نصیبی ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لائے ہیں۔''

نواب صاحب نے اونچی آواز میں کہا: ''مجھے تمھارے پڑوسی کے رویے پر افسوس

ہے کہ اس نے مصیبت زدہ ہمسایوں کی مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ میں ایسے خود غرض شخص کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔''

پھر نواب صاحب نے آہستہ اور محبت بھرے لہجے میں کہا: ''میرے عزیز شامی! تم میرے ساتھ محل چلو اور میرے ساتھ چائے پیو، مجھے اُمید ہے کہ تم میری دعوت قبول کر لو گے۔ شہد والی اور اس کے بچے بھی اس وقت تک میرے مہمان رہیں گے، جب تک ان کا گھر دوبارہ تعمیر نہیں ہو جاتا۔''

شکیل شامی بے حد خوش ہوا۔ اس نے جلدی سے ٹوپی پہنی۔ پھر وہ نواب صاحب کے بازو میں بازو ڈال کر مکان کی روش پر چلتا ہوا نواب صاحب کی گاڑی تک پہنچا۔ فیروز خان پردے کے پیچھے چھپا ہوا یہ سب دیکھ رہا تھا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اب اسے اپنی بدسلوکی پر افسوس ہو رہا تھا۔ نواب صاحب نے اس کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ یہی سزا اس کے لیے کافی تھی۔

محل میں شکیل شامی، شہد والی اور اس کے بچوں کا وقت بہت پُر لطف گزرا۔ وہ نواب صاحب کے ساتھ اندھا بھینسا اور اس قسم کے دوسرے کھیل کھیلتے رہے۔

شکیل شامی کے جانے کے وقت نواب صاحب نے اسے انعام سے نوازا اور کہا: ''اب تم میرے سامنے دوزانو (گھٹنے ٹیک کر) بیٹھ جاؤ۔''

شکیل شامی نے حکم کی تعمیل کی۔ نواب صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا: ''شکیل شامی! میں تمھیں اپنا درباری منتخب کرتا ہوں۔ ہر ماہ پانچ ہزار روپے بطور وظیفہ سرکاری خزانے سے تمھیں ملتے رہیں گے۔''

شکیل شامی خوشی خوشی گھر پہنچا۔

جب وہ گھر پہنچا تو جانتے ہو کیا ہوا؟ کسی نے اس کے گھر کو جھاڑ پونچھ کر صاف کر دیا

تھا۔ فرش دھو کر چمکا دیا تھا۔ پرانے کپڑے تہ کر کے صندوق میں بند کر دیے تھے اور پرانے پردوں کو الماری سے نکال کر کھڑکیوں اور دروازوں پر لٹکا دیا تھا۔

شکیل شامی کے لیے کرنے کا کوئی کام باقی نہیں رہا تھا۔ شامی بہت حیران ہوا۔ یہ کس کا کارنامہ ہے۔ پھر اس کے ذہن میں کوندا سا لپکا۔ فیروز خان! وہی ایک ایسا شخص ہے جو یہ کام کر سکتا ہے۔

شامی اپنے پڑوسی کے گھر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی: ''دروازہ کھلا ہی ہے۔ اندر چلے آؤ۔''

فیروز خان ایک سوفے پر بیٹھا ہوا رو رہا تھا۔ وہ بولا: ''شکیل بھائی! جو کچھ میرے ساتھ ہوا، وہ ٹھیک ہی تھا۔ میں نے غریب شہد والی کے ساتھ سخت بُرا سلوک کیا تھا۔ مجھے رہ رہ کر اپنے غلط رویے اور بُرے سلوک کا احساس ہوتا ہے۔''

فیروز خان کو اپنی بدسلوکی کی سزا مل گئی۔ اس نے عہد کیا کہ وہ اب ہر مصیبت زدہ کی مدد کرے گا۔

☆☆☆

اس بلاعنوان انعامی کہانی کا اچھا سا عنوان سوچیے اور صفحہ ۸۵ پر دیے ہوئے کوپن پر کہانی کا عنوان، اپنا نام اور پتا صاف صاف لکھ کر ہمیں **۱۸-اگست ۲۰۱۰ء تک** بھیج دیجیے۔ کوپن کو ایک کاپی سائز کاغذ پر چپکا دیں۔ اس کاغذ پر کچھ اور نہ لکھیں۔ اچھے عنوانات لکھنے والے تین نونہالوں کو انعام کے طور پر کتابیں دی جائیں گی۔ نونہال اپنا نام پتا کوپن کے علاوہ بھی علاحدہ کاغذ پر صاف صاف لکھ کر بھیجیں تاکہ ان کو انعامی کتابیں جلد روانہ کی جا سکیں۔

نوٹ: ادارۂ ہمدرد کے ملازمین اور کارکنان انعام کے حق دار نہیں ہوں گے۔

ہنسی گھر

◉ ایک گھر میں نوکرانی سے ڈنر سیٹ کی تین پلیٹیں ٹوٹ گئیں۔ اس نے مالکن کو بتایا: ''بیگم صاحبہ! آپ کا بانوے پیس کا جو ڈنر سیٹ تھا، وہ اب ایک سو اٹھارہ پیس کا ہو گیا ہے۔''

مرسلہ: فرحانہ ناز، کراچی

◉ لڑکا: ''میں نے ہاتھی کے آگے بارہ کیلے رکھے۔ اس نے گیارہ کھا لیے، مگر ایک نہیں کھایا۔ بھلا کیوں؟''

دوست: ''پتا نہیں، تم ہی بتا دو۔''

لڑکا: ''ایک کیلا پلاسٹک کا تھا۔ اچھا، ایک بار میں نے ہاتھی کے آگے بارہ کیلے رکھے، مگر اس نے ایک بھی نہیں کھایا، کیوں؟''

دوست (جلدی سے): ''کیلے پلاسٹک کے تھے۔''

لڑکا: ''نہیں، ہاتھی پلاسٹک کا تھا۔''

مرسلہ: حفیظ الرحمٰن، کوہستان، ہزارہ

◉ ایک دکان پر قیمتوں کی فہرست ٹنگی ہوئی تھی۔ اس پر لکھا تھا: چاول ایک رپے کے دس دانے، دال پچاس پیسے کے دس دانے، تیل پانچ رپے کے دس قطرے۔ فہرست کے نیچے ایک ضروری نوٹ لکھا تھا: جو آدمی اتنی چیزیں ہماری دکان سے خریدے گا، اسے دیسی گھی مفت سونگھنے کو ملے گا۔

مرسلہ: اقصیٰ جاوید انصاری، سانگھڑ

◉ ایک صاحب اندھیرے میں چلے جا رہے تھے۔ ایک دوسرے آدمی نے کہا: ''بھائی! خیریت ہے، اتنے اندھیرے میں کہاں جا رہے ہو؟''

پہلے صاحب بولے: ''میں خودکشی کرنے جا رہا ہوں۔''

دوسرے آدمی نے کہا: ''بھائی! دھیان رکھنا، کوئی سانپ یا بچھو نہ کاٹ لے۔''

مرسلہ: نیناں محمد حنیف، کراچی

◉ پولیس افسر (اپنے دوست سے): ''میں نے ایک آدمی کو رنگے ہاتھوں پکڑا ہے۔''

دوست: ''وہ کیسے؟''

پولیس والا بولا: ''وہ دیوار پر رنگ کر رہا تھا،

میں نے پکڑ لیا۔''

مرسلہ: سکندر خان، پشاور

استاد: ''کتنی بُری بات ہے، تم مار کھا کر مسکرا رہے ہو۔''

شاگرد: ''جناب! آپ نے ہی تو کہا تھا کہ مصیبت کے وقت مسکرانا چاہیے۔''

مرسلہ: سیدہ سدرہ افضال گیلانی، بہاول نگر

کسی نے قاضی سے پوچھا: ''پستے کا حلوہ زیادہ مزے دار ہوتا ہے یا بادام کا؟''

قاضی نے جواب دیا: ''چوں کہ معاملہ انصاف کا ہے، اس لیے فریقین کی غیر حاضری میں انصاف نہیں ہو سکتا، لہٰذا دونوں کو حاضر کیا جائے۔''

مرسلہ: محمد ندیم سلیم، لاہور

ایک صاحب نے خودکشی کے خلاف تقریر کرتے ہوئے کہا: ''خودکشی حرام ہے، خودکشی گناہ ہے، خودکشی ذلت ہے۔ خودکشی کرنے سے بہتر ہے کہ انسان زہر کھا کر مر جائے۔''

مرسلہ: عروبہ انعم مجید، کراچی

ایک صاحب کو اپنا گدھا فروخت کرنا تھا، انھوں نے اپنے دوست کو خط لکھا: ''اگر تمھیں کبھی کسی گدھے کی ضرورت پڑے تو مجھے یاد کر لینا۔''

مرسلہ: عمر دراز نوناری، ملتان

ایک پاگل دیوار سے کان لگائے کھڑا تھا کہ ایک صاحب ادھر سے گزرے، پوچھنے لگے: ''کیا سن رہے ہو میاں؟''

پاگل بولا: ''آپ بھی کان لگا لیجیے۔''

وہ صاحب دیر تک کان لگائے کھڑے رہے، پھر دیوار سے کان ہٹا کر بولے: ''مجھے تو کچھ بھی سنائی نہیں دے رہا۔''

پاگل بولا: ''اتنی سی دیر میں آپ کیا سن لیتے؟ میں صبح سے کان لگائے کھڑا ہوں اور ابھی تک کچھ نہیں سن سکا۔''

مرسلہ: محمد افضل رندھاوا، سانگھڑ

ایک شخص نے ایک جیب کترے کو عین اس وقت پکڑا جب وہ جیب کاٹ کر فرار ہو رہا تھا۔

اس شخص نے کہا: ''تمھیں شرم نہیں آتی، میری جیب کاٹتے ہوئے؟''

جیب کترا بولا: ''شرم تو آپ کو آنی چاہیے۔ اتنا قیمتی سوٹ پہن رکھا ہے، مگر جیب میں ایک روپیہ بھی نہیں۔''

مرسلہ: محمد آفتاب الرحمٰن، مٹھا خیل

آدھی ملاقات

یہ خطوط ہمدرد نونہال، شمارہ جون ۲۰۱۰ء (خاص نمبر) کے بارے میں ہیں

بزرگ ادیب اور ماہر معاشیات

جناب محمد احمد سبزواری تحریر فرماتے ہیں

آپ کی عنایت سے ہمدرد نونہال کا خاص نمبر ۲۰۱۰ء مع دل چسپ کہانیوں کے ملا۔ برصغیر میں بچوں کا کوئی رسالہ اتنی طویل مدت سے مسلسل شائع نہیں ہو رہا۔ بچوں کا سب سے پہلا رسالہ ''اخبار پھول'' تھا۔ چوں کہ یہ ہفت وار شائع ہوتا تھا، اس لیے اخبار کہلاتا تھا۔ سید امتیاز علی تاج کے والد بزرگوار سید ممتاز علی اس کے ناشر تھے۔ یہ آج سے اسی نوے برس پہلے کی بات ہے، پھر لاہور ہی سے ہفت وار اخبار نونہال شائع ہونا شروع ہوا۔ اس کے بعد مدینہ اخبار کے دفتر بجنور سے ''غنچہ'' کی اشاعت شروع ہوئی۔ جامعہ ملیہ دہلی نے بچوں کے لیے رسالہ ''پیامِ تعلیم'' شروع کیا۔ راقم اس میں مستقل طور پر لکھا کرتا تھا۔ یہ اور دوسرے درجنوں رسالے نکلے، مگر سوائے چند کے کوئی بھی جاری نہ رہ سکا۔ ۱۹۵۳ء میں شہید پاکستان حکیم محمد سعید کو بچوں کا رسالہ نکالنے کا خیال آیا اور انھوں نے یہ ذمے داری آپ کے سپرد کی۔ رسالہ نکالنا بہت آسان ہے، مگر اس کو پابندی اور تسلسل سے جاری رکھنا ہی سب سے مشکل کام ہے۔ میں ہمدرد نونہال کی ۵۸ ویں سال گرہ پر آپ کو اور ادارہ ہمدرد کی صدر محترمہ سعدیہ راشد کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید کام یابی عطا فرمائے۔

❁ ہمیشہ کی طرح سے یہ خاص نمبر بھی آپ کی انتھک محنت کا منھ بولتا ثبوت ہے۔ پہلی بات، جاگو جگاؤ ہمیشہ کی طرح بہت خوب تھے۔ خاص نمبر میں کل ۱۷ کہانیاں تھیں۔ سب کی سب اچھی لگیں، سوائے اشتیاق احمد کے ناول کے۔ ناول کو خواہ مخواہ طوالت دی ہوئی تھی۔ اللہ خیر کرے، ننھی پری، دم دار ستارہ تو بہت ہی زبردست اور خوب صورت کہانیاں تھیں، پڑھ کر مزہ آ گیا۔ اسی طرح سے خاص نمبر میں ۱۴ مضامین تھے۔ جن میں وقت کی بات، سمندری کچھوے، کاربن کے مختلف روپ، ایک جوہر کم یاب، میں آم ہوں، ہمارا پیارا کراچی تو بہت ہی اچھے تھے۔ میں نے کئی مرتبہ پڑھا، ہر مرتبہ ایک نیا لطف آیا۔ نظموں کی بات کریں تو آپ نے گیارہ نظمیں شائع کیں، لیکن مولانا الطاف حسین حالی کی نظم ''موچی'' بہت ہی خوب صورت لگی۔ **فہیم احمد، بھکر۔**

❁ آپ لوگ بہت تھک گئے ہوں گے، مگر نونہالوں کے محبت بھرے خطوط ملیں گے تو ساری تھکن دور ہو جائے گی انکل! خاص نمبر کے ساتھ آپ لوگوں کی محبت اور محنت بھی شامل ہے۔ خاص نمبر کے ساتھ دل چسپ کہانیوں کی کتاب کا تحفہ ملا، بہت خوشی ہوئی۔ اشرف صبوحی کی چاروں کہانیاں پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ **انیلا محمود عالم انصاری، میرپور خاص۔**

❁ آپ کو آپ کی ساری ٹیم کو اتنا اچھا ''خاص نمبر'' شائع کرنے پر مبارک باد۔ **سہیل بھٹی، لانڈھی، کراچی۔**

❁ تمام کہانیاں اچھی تھیں۔ اشتیاق احمد صاحب کا ناول ''دوسرا دوست'' زبردست تھا۔ جاگو جگاؤ، نظمیں، علم دریچے، ہنسی گھر مختلف مضامین اور حیرت انگیز معلومات غرض سب کچھ بہت اچھا تھا۔ **وجیہ زبیر، کراچی۔**

❁ جاگو جگاؤ سے لے کر نونہال لغت تک تمام شمارہ بہت پسند آیا اور ہنسی گھر نے بہت ہنسایا اور حیرت انگیز معلومات بہت پسند آئیں۔ جتنی تعریف کی جائے، کم ہے۔ **اسماء جمیل، لاہور۔**

❁ ہار، عطار اور بادشاہ (شہید حکیم محمد سعید)، وقت کی بات (سعدیہ راشد)، اللہ خیر کرے (انور فرہاد)، اجرِ عظیم (حسن ذکی کاظمی) بہت مزے کی تحریریں تھیں۔ **راؤ محمد مبشر شبیر راجپوت، سکندر آباد۔**

❁ خاص نمبر میں اشتیاق احمد کا ناول سب پر بازی لے گیا۔ **محمد کامران، اسلام آباد۔**

❁ سرورق بہت خوب صورت تھا۔ آپ کو بہت مبارک ہو، کیوں کہ خاص نمبر شان دار تھا اور ناول کی تو کیا ہی بات تھی۔ **عیشہ نوید رند ھاوا، جہانیاں۔**

❁ جاگو جگاؤ، پہلی بات اور روشن خیالات بہت اچھی تحریریں تھیں۔ اس کے علاوہ بلی کا محل، اللہ خیر کرے، سو کا نوٹ، اجرِ عظیم، ننھی پری اور بلا عنوان کہانی پسند آئی۔ اشتیاق احمد صاحب کا ناول (دوسرا دوست) بہت پسند آیا۔ **عبداللہ بلال، بکھر۔**

❁ سرورق سے لے کر نونہال لغت تک رسالہ زبردست تھا۔ محترم شہید حکیم محمد سعید اور انکل مسعود احمد برکاتی صاحب، محترمہ سعدیہ راشد کی انمول اور نایاب باتوں نے نونہال کو چار کے بجائے چار سو چاند لگا دیے۔ **بلقیس پلوشہ قمرانی، کراچی۔**

❁ سرورق بہت اچھا تھا۔ کہانیوں میں سب سے اچھی کہانی بلی کا محل،

بار، عطار اور بادشاہ تھیں۔ تمام لطیفے نہایت اچھے تھے۔ **اسماء منیبہ فہد، کراچی۔**

❁ خاص نمبر اتنا خاص نہیں تھا۔ مستقل سلسلے اور چند تحریروں کے علاوہ کوئی تحریر دل چسپ نہیں تھی۔ شہید حکیم محمد سعید کی تحریر مختصر تھی، لیکن اچھی تھی۔ **عباس علی مونی، کراچی۔**

❁ خاص نمبر بہت ہی خوب صورت، دل چسپ اور مزے دار تھا۔ اس کی تعریف تو یوں ہے جیسے کہ سورج کو چراغ دکھانا۔ اشتیاق احمد کا ناول ''دوسرا دوست'' اور اشرف نوشاہی کی کہانی ''مزدوری کیا لوگے'' کا پہلا نمبر لے گئیں۔ تحفے میں دی جانے والی کتاب کو دیکھ کر میں پھولا نہ سمایا۔ **محمد عمران مغل بن محمد سلیم، اٹک۔**

❁ انکل! جون کا خاص نمبر بہت اچھا تھا۔ خاص طور پر میرے پسندیدہ مصنف اشتیاق احمد کا ناول دوسرا دوست بہت اچھا تھا۔ انکل! میرے بھائی کو نزلہ ہوگیا ہے۔ حکیم صاحب کی کسی کتاب سے دوا بتادیں۔ **وردہ صدیقی، کراچی۔**

بیٹی! بھائی کو کسی حکیم یا ڈاکٹر کو دکھا کر دوا کھلائیں۔

❁ خاص نمبر دیکھ کر دل خوش ہوگیا۔ رسالہ بہت ہی پیارا تھا۔ اس کا ہر ورق دیکھ کر دل خوش ہوگیا۔ بہت ہی خوب صورت اور دل کش تھا۔ **محمد جعفر، محمد احمد رضا، خوشاب۔**

❁ سرورق پر ذیشان، مائشہ شیخ بہت اچھے لگ رہے ہیں۔ جاگو جگاؤ سے بھی بہت اچھا سبق ملا۔ تمام کہانیاں بہترین تھیں۔ ناول کچھ خاص نہیں لگا۔ لطیفے نے اور بہترین تھے۔ کراچی پر مضمون شائع کرنے کا بہت شکریہ۔ **وقار بوزدار، کراچی۔**

❁ انکل! خاص نمبر کی تو کیا ہی بات ہے۔ مجھے اس میں سائنسی مضامین، مفید چٹکلے اور اشتیاق احمد صاحب کا ناول بہت پسند آئے۔ **زیتون اختر، میانوالی۔**

❁ خاص نمبر میں وہ سب تھا جو ہم نے سوچا بھی نہیں تھا۔ یعنی ہماری اُمید سے بڑھ کر آیا ہے۔ انکل! آپ کتنی محنت کرتے ہیں۔ میں آپ کا اور آپ کے ساتھ کام کرنے والے تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ **عروج عابد صدیقی، کراچی۔**

❁ خاص نمبر بہت پسند آیا۔ صبوحی صاحب کی کہانیوں کا تحفہ بہت ہی پسند آیا۔ ''اللہ خیر کرے'' پڑھنے میں بہت مزہ آیا۔ **عمارہ عظمت، کراچی۔**

❁ جناب اشرف صبوحی کی مزے دار چار کہانیاں پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ اس مہینے کا خیال بے حد خوب صورت تھا۔ انکل! اتنی کم قیمت میں اتنے زیادہ مزے مل گئے۔ **عابد علی آرائیں، ٹنڈو میر علی۔**

❁ خاص نمبر اور خاص تحفہ دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ روشن راہیں، بلی کا محل اور دوسرا دوست (ناول) زبردست تحریریں تھیں۔ **عاصم شہزاد خان، سکندر آباد۔**

❁ کہانیوں میں سب کہانیاں اچھی تھیں۔ خاص طور پر سو کا نوٹ، اللہ خیر کرے، بلی کا محل زبردست تھیں۔ ناول اگر جاسوسی ہوتا تو زیادہ اچھا تھا۔ **نمرہ فیاض، کوئٹہ۔**

❁ خاص نمبر بہت زبردست تھا۔ دوسرا دوست، بیل اور گدھا، عقل کی مار اور بلاعنوان انعامی کہانی بہت پسند آئیں۔ **احمت رانا رائد، ملتان۔**

❁ اللہ خیر کرے، سو کا نوٹ، اجرِ عظیم، ننھی پری، پھولوں کو مہکنے دو اور بلاعنوان کہانی بہت پسند آئیں۔ باقی تمام تحریریں اور مستقل سلسلے بھی اچھے تھے اور خاص نمبر کا خاص تحفہ تو ہمدرد نونہال کو چار چاند لگا رہا تھا۔ **اسماء طفیل، سکھر۔**

❁ سرورق بہت پیارا لگا۔ جاگو جگاؤ، پہلی بات، حمد باری تعالیٰ، روشن راہیں بہت اچھی تحریریں ہیں۔ کہانیوں میں ہار، عطار اور بادشاہ، ایک کہانی لکھ رہا ہوں، سچا دوست، بلی کا محل، اصل روپ، ننھی پری، پھولوں کو مہکنے دو، اللہ خیر کرے اور موٹے لوگوں والا گھر بہت پیاری اور سبق آموز کہانیاں ہیں۔ **تبسم محمد لطیف، حیدرآباد۔**

❁ سرورق کی تصویر دیکھ کر دل خوش ہوگیا۔ جاگو جگاؤ اور پہلی بات نے دل میں گھر کرلیا۔ کہانیوں میں اجرِ عظیم، بلی کا محل، اُف یہ بچپن، اصل روپ، اللہ خیر کرے بہت پسند آئیں۔ اشتیاق احمد کا ناول بھی اچھا تھا۔ **صالحہ نورین، سلمان شوکت، یزمان۔**

❁ خاص نمبر ہمیشہ کی طرح سپر ہٹ تھا۔ ہر کہانی دوسری کہانی پر بازی لے گئی۔ پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ **ماہا محسن، مبین محسن، کراچی۔**

❁ جون ۲۰۱۰ء کا شمارہ لاجواب تھا۔ ناول دوسرا دوست اور کہانی ماڈرن بھکاری بہت اچھی تھیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اتنی محنت سے ہمارے لیے خاص نمبر نکالا۔ **عروج قیوم، کراچی۔**

❁ مضامین میں، میں تمھارا حلق ہوں، اردو کے پانچ عظیم ادیب (تنویر منیر) اور سمندری بچھوے (ڈاکٹر سہیل برکاتی) سے ہمیں بہت اچھی اور اہم معلومات حاصل ہوئیں۔ ہم اتنا اچھا خاص نمبر شائع کرنے پر آپ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ **محمد صہیب علی، کورنگی، کراچی۔**

❁ اس بار تو خاص نمبر نے دل جیت لیا۔ مجھے کتابیں پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ میرے اسی شوق کی وجہ سے میرا کمرا کتابوں سے بھر گیا ہے اور میں اب اپنے علاقے میں لائبریری بنانا چاہتا ہوں تاکہ دوسرے لوگ بھی علم کی روشنی سے ہمکنار ہوسکیں۔ **محمد شاہد دہلوی، کراچی۔**

واہ وا، یہ تو بڑا ہی اچھا جذبہ ہے، لیکن ابھی تو صرف دوستوں کو کتابیں پڑھنے کو دیا کرو، ابھی لائبریری بنانا مشکل ہوگا۔

❁ بہترین کہانیوں میں ننھی پری، اجرِ عظیم دم دار ستارہ اور حیرت انگیز معلومات بھی خوب تھیں۔ اللہ خیر کرے پڑھ کر تو دل کہنے لگا کہ اللہ خیر ہی کرے۔ ناول ''دوسرا دوست'' ٹھیک تھا، زیادہ اچھا نہیں تھا۔ **سارہ شفیع، حیدرآباد۔**

❁ خاص نمبر بہت ہی شان دار تھا۔ اس کی تعریف کے لیے الفاظ کم پڑ جاتے ہیں۔ تمام کہانیاں بہت ہی زبردست تھیں۔ **سیدہ وجیہ ناز کرمانی، کورنگی، کراچی۔**

❁ خاص نمبر کی تمام تحریریں بہت اچھی لگیں۔ اشتیاق احمد کا ناول بھی بہت زبردست تھا۔ شہید حکیم محمد سعید کی تحریر بھی بہت اچھی تھی اور ثمینہ پروین کی تحریر کی تو بات ہی کچھ اور تھی۔ **سید فیضان احمد کرمانی، کورنگی، کراچی۔**

❁ خاص نمبر تو بہت ہی زبردست رہا۔ جاگو جگاؤ سے لے کر نونہال لغت تک

تمام تحریریں بہت ہی زبردست اور شان دار تھیں۔ **ماہین انور بیگ، کراچی۔**

❁ اس بار کا شمارہ مجھے بہت پسند آیا کیوں کہ اس میں ساری معلومات کی چیزیں تھیں۔ سچا دوست (سائرہ غفار) مجھے بہت اچھی لگی۔ **جویریہ آصف، کراچی۔**

❁ کہانیوں میں بلی کا محل، اصل روپ، اف یہ بچپن، ننھی پری، اللہ خیر کرے، ماڈرن بھکاری، بلاعنوان انعامی کہانی، میری کہانی، دوسرا دوست، مزدوری کیا لوگے اور ایک سوال بہت اچھی لگیں۔ **فرح اسلام، کراچی۔**

❁ خاص نمبر کی تمام تحریریں بہت ہی زبردست اور معلوماتی تھیں۔ کتاب کا تحفہ تو لاجواب تھا۔ ہم سب اس رسالے کو بہت شوق سے پڑھتے ہیں، یہاں تک کہ ہمارے دادا بھی اس کے قاری ہیں۔ **یمنیٰ اسلم، عکاشہ اسلم، حیدرآباد۔**

❁ جاگو جگاؤ نے جگایا۔ پہلی بات اگر نہ ہوتی تو رسالہ بے مزہ لگتا۔ روشن راہیں (مسعود احمد برکاتی) دل و دماغ کو روشن کرگئی۔ روشن راہیں کو مستقل کیا جائے۔ یہ بہت اچھا سلسلہ ہے۔ **عمر دراز نوناری، ملتان۔**

❁ ہمدرد نونہال میں بہت ہی دل چسپ کہانیاں ہوتی ہیں۔ **جہانزیب جبار، حیدرآباد**

❁ خاص نمبر پڑھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ خاص نمبر میں ہر تحریر بہترین تھی۔ **رداء زینب نظام شیخ، حیدرآباد۔**

❁ سب کہانیاں بہترین تھیں، سب سے اچھی کہانی ننھی پری لگی اور دوسرے نمبر پر سب سے اچھی کہانی بلی کا محل لگی۔ ہنسی گھر کے لطیفے پڑھ کر مزہ آیا۔ **انجم ضمیر، حیدرآباد۔**

❁ خاص نمبر کی سب کہانیاں بہت اچھی لگی ہیں۔ **فاطمہ انور علی قائم خانی، میر پور خاص۔**

❁ خاص نمبر میں مجھے اشتیاق احمد کا ناول دوسرا دوست، ماڈرن بھکاری (خلیل جبار) بلی کا محل (مسعود احمد برکاتی) بہت پسند آئیں۔ **ماہم شاہ، میر پور خاص۔**

❁ خاص نمبر کا ہر ورق کھولتے وقت لبوں پر مسکراہٹ آجاتی تھی۔ دوسرا دوست (ناول) میرے مطابق بہترین تھا۔ اجرِ عظیم، اللہ خیر کرے، اف یہ بچپن اور آیئے مصوری سیکھیں کے علاوہ ہر چیز دل چسپ اور سبق آموز تھیں۔ **کاظم حیدر نظام شیخ، حیدرآباد۔**

❁ خاص نمبر میں جو انعامی کہانی تھی، اس میں لفظ طوطا ''ت'' سے لکھا تھا۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا طوطے کو ''ت'' سے بھی لکھا جاسکتا ہے؟ **اقصیٰ کرن، کیماڑی، کراچی۔**

> ''توتا'' ہی صحیح ہے۔ ''ط'' سے طوطا غلط رائج ہوگیا ہے۔

❁ تمام کہانیوں نے دل جیت لیا۔ بس یونہی آپ محنت کرتے رہیں تاکہ ہر مہینے ہمیں اور زیادہ دل چسپ تحریریں ملیں۔ **شمیلا نظام شیخ، حیدرآباد۔**

❁ خاص نمبر واقعی خاص تھا۔ ہر کہانی ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔ **سارہ طارق، فیصل آباد۔**

❁ خاص نمبر مجھے بہت پسند آیا۔ ہمدرد نونہال بچوں کے لیے نہایت ہی مفید رسالہ ہے۔ اس کے ہر شمارے میں آپ کی محنت صاف نظر آتی ہے۔ **کرن ہارون مزاری، رحیم یار خان۔**

❁ ہر چیز بہترین، ہر لکھنے والا بہترین، جاگو جگاؤ، پہلی بات، حمدِ باری تعالیٰ، روشن راہیں، شہید حکیم محمد سعید کی پیاری پیاری باتیں، بلی کا محل، علم دریچے، اف یہ بچپن، بلاعنوان کہانی، اردو کے پانچ عظیم ادیب، وقت کی بات (سعدیہ راشد) اتنی بہترین تحریریں تھیں کہ اب کیا تعریف کی جائے۔ **رابعہ طاہر، کراچی۔**

❁ حیرت انگیز معلومات بڑی زبردست تھی اور شاعر فیض احمد فیض کی نظم ''پرسا، پرسو، پرس رام'' نہایت خوب صورت اور مزے دار تھی۔ **محمد مصعب ابراہیم، حیدرآباد۔**

❁ خاص نمبر کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ کس کس چیز کی تعریف کروں۔ تحفے میں کہانی کی کتاب بھی بہت اچھی لگی۔ انکل! سرورق کی تصویر بھیجنے کا طریقہ بتادیں اور اگر آپ کو تصویر پسند نہ آئی تو کیا آپ تصویر واپس بھیج دیں گے؟ **حمزہ راحیل، کراچی۔**

> اچھی سی رنگا رنگ ہنستے ہوئے بچے کی تصویر لفافے میں رکھ کر بھیج دیں۔ پسند نہ آئی تو واپس کر دیں گے۔

❁ جون کا سرورق بہت ہی خوب صورت اور لطف اندوز تھا۔ کہانیوں میں ہار، عطار اور بادشاہ، وقت کی بات (سعدیہ راشد)، بلی کا محل، روشن راہیں (مسعود احمد برکاتی)، سچا دوست، سو کا نوٹ، اللہ خیر کرے، دم دار ستارہ، اصل روپ، میری کہانی، اردو کے پانچ عظیم ادیب، شان الحق حقی (غلام حسین میمن)، انوکھا مقابلہ، سامی، موٹے لوگوں والا گھر، اجرِ عظیم، ننھی پری، ایک سوال اور بلاعنوان انعامی کہانی بہت ہی اچھی لگیں۔ **صفدر رحمان، میٹھا خیل۔**

❁ اللہ خیر کرے، اجرِ عظیم، ننھی پری، وقت کی بات، بے حد اچھی لگیں اور بلی کا محل جو آپ کی تحریر تھی، اسے پڑھ کر بہت مزہ آیا کہ بہت منفرد سی کہانی تھی۔ **صبا عبدالستار شیخ، شکار پور۔**

❁ سب کہانیاں بہت اچھی تھیں۔ خاص طور پر دوسرا دوست، سو کا نوٹ، اف یہ بچپن۔ **آسماء کنول، رحیم یار خان۔**

❁ کہانیوں میں ہار، عطار اور بادشاہ، وقت کی بات، بلی کا محل، اللہ خیر کرے، دم دار ستارہ، سچا دوست، سو کا نوٹ، روشن راہیں تحریریں بہت اچھی لگیں۔ **محمد آفتاب عالم سرحدی، سرحد۔**

❁ خاص نمبر میں سب کچھ اچھا تھا۔ تمام کہانیاں، نظمیں، معلومات، علم دریچے، پہلی بات، جاگو جگاؤ، مسکراتی لکیریں، ہنسی گھر، روشن خیالات، چند مفید چٹکلے، وقت کی بات، بلی کا محل، ہار، عطار اور بادشاہ، اجرِ عظیم، دم دار ستارہ اور معلومات افزا بہت اچھی لگیں۔ **عریبہ دلشاد، کراچی۔**

❁ ہر کہانی ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔ لطیفے زیادہ خاص نہیں تھے۔ خاص نمبر کے تحفے کی چاروں کہانیاں بہت زبردست تھیں۔ **ثمرہ، اقصیٰ، جاوید، سانگھڑ۔**

❁ تمام کہانیاں اور مضامین اپنی مثال آپ تھے۔ قیمت بھی مناسب تھی اور ساتھ میں کہانیوں کی کتاب کا تحفہ بھی بہت پسند آیا۔ **سیدہ ثوبیہ ناز، کراچی۔**

❁ جون ۲۰۱۰ء کا خاص نمبر اچھا نہیں بہت ہی اچھا تھا۔ پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ **فرحان یاسین کھتری، ٹنڈو الہیار۔**

❁ سب سے اچھی کہانی مسعود احمد برکاتی صاحب کی بلی کا محل تھی اور اشتیاق احمد صاحب کا ناول، بلاعنوان کہانی بھی نہایت دل چسپ تھیں۔ اللہ خیر کرے، سو کا نوٹ، ہار، عطار اور بادشاہ، وقت کی بات، اجرِ عظیم، ننھی پری تمام تحریریں خوب صورت، دل چسپ اور ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔ **سائرہ تقوی، کراچی۔**

❁ کہانیوں میں سب سے اچھی کہانی اللہ خیر کرے اور اجرِ عظیم تھیں۔ **محمد تابش تحسین، کراچی۔**

❁ خاص نمبر بہت بہت بہت زبردست رہا۔ خاص نمبر پڑھ کر تو دل خوش ہو گیا اور دل سے بے اختیار دعا نکلی: ''یا اللہ! ہمدرد نونہال کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرما اور مسعود انکل کو صحت اور زندگی نصیب فرما۔'' انکل! آپ سب کا بہت شکریہ، اتنے پیارے خاص نمبر اور اس کے ساتھ ایسے پُر لطف تحفے کا۔ اگر ہم کوئی تحریر بھیجیں تو وہ کتنی طویل ہونی چاہیے؟ **عروبہ انجم مجید، اورنگی ٹاؤن، کراچی۔**

بس تین چار صفحات کی تحریر ہونی چاہیے۔

❁ اشتیاق احمد صاحب کا ناول بھی بہت زبردست تھا۔ کہانیوں میں سو کا نوٹ (ڈاکٹر عمران مشتاق)، اللہ خیر کرے اور بلی کا محل (مسعود احمد برکاتی) بھی بہت اچھی تھیں۔ **علیشبہ وحید، کراچی۔**

❁ خاص نمبر ہمیشہ کی طرح خاص ہی رہا۔ مجھے اور میرے تمام بہن بھائیوں کو پسند آیا۔ **حافظ سید حسن شموئیل، کراچی۔**

❁ خاص نمبر کا سرورق بہت ہی دل کش تھا۔ پہلی بات اور جاگو جگاؤ بھی بہت اچھا تھا۔ حمدِ باری تعالیٰ سے دل خوش ہو گیا۔ شہید حکیم محمد سعید کی تحریریں بہت اچھی تھیں۔ ہر رسالے میں شہید حکیم محمد سعید کی تحریریں ضرور شائع کیا کریں۔ تمام کہانیاں بہت زبردست تھیں۔ **ھبیعہ فاطمہ، لاہور۔**

❁ اتنے اچھے خاص نمبر کے تحفے کا بہت بہت شکریہ اور آپ اور آپ کی ٹیم کو بہت مبارک باد۔ کہانیوں میں اصل روپ، پھولوں کو مہکنے دو، ایک سوال اور اشتیاق احمد کا ناول دوسرا دوست بازی لے گیا۔ نظموں میں حمدِ باری تعالیٰ، پرسا، پرسو، پرس رام، رکشے والا (مجیب ظفر انوار) عمدہ نظمیں تھیں۔ **لاریب ممتاز، راولپنڈی**

❁ خاص نمبر کے لیے کام کرنے والوں کی سب محنت وصول ہو گئی۔ ساری کہانیاں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں اور ہاں انکل! خاص نمبر میں کوئی ایسی تحریر نہیں ہے جس کی تعریف نہ کی جائے۔ **عارفہ لطیف آرائیں، حیدرآباد۔**

❁ ہر تحریر عمدہ تھی اور پہلی بات تو ہمیشہ کی طرح خوب صورت تھی اور اشتیاق احمد صاحب کا ناول تو بہت ہی زبردست تھا اور روشن راہیں (مسعود احمد برکاتی) پڑھ کر تو دل باغ باغ ہو گیا۔ **ارفع اشرف، ملتان۔**

❁ خاص نمبر ہمارے لیے اتنا بہترین بنانے کا بے حد شکریہ۔ محنت ہمیشہ رنگ لاتی ہے۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں کی محنت ہمدرد نونہال کے خاص خاص نمبر کے ہر ورق سے چھلک رہی تھی۔ کتاب کا تحفہ بھی بہت شان دار تھا۔ **مہوش شریف، عدیل شریف، نازش شریف، کراچی۔**

❁ خاص نمبر بہت زبردست رہا۔ اس کی ساری کہانیاں بہت ہی اچھی اور سبق آموز تھیں۔ خاص طور پر ہار، عطار اور بادشاہ، انوکھا مقابلہ، پھولوں کو مہکنے دو، دم دار ستارہ، اصل روپ (نیاگل)، بلی کا محل، مزدوری کیا لوگے (اشرف نوشاہی)، چند مفید چٹکلے، ایک سوال اور بلاعنوان کہانی بہت ہی زبردست تھیں۔ **نوال صدیقی، ناظم آباد، کراچی۔**

❁ بلی کا محل (مسعود احمد برکاتی) اور دوسرا دوست بہت اچھی لگیں۔ **اسد رفیق خانزادہ، نوشہرو فیروز۔**

❁ اشتیاق احمد کا مزے دار ناول، موٹے لوگوں والا گھر (رام لعل)، اصل روپ، اجرِ عظیم، بلی کا محل، مسکراتی لکیریں غرض پورا ہمدرد نونہال شان دار تھا۔ **فرزین اعجاز ملتانی شیرازی،**

❁ خاص نمبر کا سرورق دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ اب کی بار تحفہ بہت اچھا تھا۔ کہانیاں سب بہت اچھی تھیں۔ شہید حکیم محمد سعید کی باتیں بہت اچھی ہوتی ہیں۔ **عطیہ بتول، لانڈھی، کراچی۔**

❁ اس مہینے کا خیال بہت پسند آیا۔ کہانیوں میں دوسرا دوست پہلے نمبر پر رہی، بلی کا محل، اللہ خیر کرے (انور فرہاد)، ہار، عطار اور بادشاہ، سو کا نوٹ، ماڈرن بھکاری اور میری کہانی (جدون ادیب) خاص نمبر کی خاص تحریریں تھیں۔ ہنسی گھر نے بہت ہنسایا۔ شہید حکیم محمد سعید اور محترمہ سعدیہ راشد کی تحریروں سے بہت سبق حاصل ہوا۔ نظمیں بھی بہت ہی اچھی رہیں۔ **محمد مزمل رفیق، بہاول پور۔**

❁ ناول دوسرا دوست پڑھ کر اندازہ ہوا کہ سچ مچ دوست پر حد سے زیادہ اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔ آپ بھی تقریر کر سکتے ہیں (نسرین شاہین) پڑھ کر ہمت بڑھی اور تقریر کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ اس مرتبہ کا ہمدرد نونہال پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ **فاطمہ شفقت، عائشہ شفقت، ماریہ شفقت، ساہیوال۔**

❁ خاص نمبر بہت دل چسپ تھا۔ خاص طور پر اشتیاق احمد کا ناول ''دوسرا دوست'' کہانیاں اللہ خیر کرے، سو کا نوٹ، اجرِ عظیم، ہنسی گھر سمیت تمام سلسلے بے مثال تھے۔ ہم دفتر سے پرانے شمارے کیسے منگوا سکتے ہیں؟ **محمد جعفر صادق، بورے والا۔**

خط لکھ دیں، اگر پرانے شمارے موجود ہوں گے تو آپ کو طریقہ بتا دیا جائے گا۔

❁ اتنا عمدہ، بہترین اور خوب صورت خاص نمبر شائع کرنے پر مبارک باد۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ پہلے کیا پڑھوں، ہر تحریر اپنی طرف بلا رہی تھی کہ پہلے ہمیں پڑھو۔ اس کا حل ہم نے یہ نکالا کہ ترتیب وار پڑھنا شروع کر دیا۔ جاگو جگاؤ سے شروع کر کے نونہال لغت تک پڑھ کر ہی دم لیا۔ **نبیلہ عروج کمبوہ، محراب پور۔**

❁ خاص نمبر واقعی امیدوں سے بڑھ کر تھا۔ کہانیاں، اقوال، اشعار،

لطائف اور اس مہینے کا خیال واقعی بہت اچھے تھے۔ دوسرا دوست (ناول) اور مزدوری کیا لوگے کا پہلا ٹکرا پسند آئے۔ خاص نمبر کا تحفہ بھی بہت بہترین تھا۔ **رافعہ رسول رحمانی، سانگھڑ۔**

● بلا عنوان کہانی بہترین تھی۔ اشتیاق احمد کا ناول متاثر نہ کر سکا۔ اشرف صبوحی کی کہانیاں سوائے گدھا اور بیل کے دل چسپ نہ تھیں۔ مضمون وقت کی بات اور دم دار ستارہ بہترین تھے۔ **زبیر احمد خفی، سکندر آباد۔**

● جون کا خاص نمبر بہت اچھا تھا۔ **محمد مدثر اقبال، کراچی۔**

● جون کا ہمدرد نونہال بڑا دل چسپ اور زبردست تھا۔ ناول اول درجے کا تھا۔ دوسری کہانی اللہ خیر کرے سب سے زیادہ نمبر لے گئی۔ انور فرہاد نے بہت زبردست لکھا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہر کہانی لاجواب تھی۔ سو کا نوٹ بہت ہی زیادہ اچھی اور سبق آموز کہانی تھی۔ **صبا، بابر عباسی، ملتان۔**

● تمام کہانیاں بہت زبردست، سبق آموز اور چٹ پٹی بارہ مسالوں والی تھیں۔ **محمد وقار الحسن، حویلی لکھا۔**

● انکل! ایک بات پوچھنی تھی کتاب ''سمندری پریاں'' میں لفظ قسائی لکھا گیا ہے تو قصائی یا قسائی کون سا لفظ درست ہے یا دونوں درست ہیں؟ **خضران طاہر، کراچی۔**

درست لفظ قسائی ہے۔

● خاص نمبر عالی شان تھا، لیکن اس مرتبہ ناول دل کو نہ بھایا۔ باقی کہانیوں اور مضمون لاجواب اور اپنی مثال آپ تھے۔ **جاوید بلوچ، سولانی گرکوپ۔**

● خاص نمبر کے ساتھ جو کہانیوں کی کتاب آپ نے ہمیں تحفے میں دی، وہ تو واقعی زبردست تھی۔ اشتیاق احمد کا ناول بھی ہمیشہ کی طرح ہٹ رہا۔ **فائزہ محمد احمد خانزادہ، حیدر آباد۔**

● جولائی کا شمارہ بھی اپنے اندر بہت کچھ سموئے ہوئے تھا۔ تمام کہانیاں ہی نمبر ون تھیں۔ کسی ایک کا نام لوں گی تو دوسری تحریروں سے ناانصافی ہوگی۔ خاص نمبر کی تھکن کے ساتھ اتنا اچھا شمارہ نکالنا آپ ہی کا کام ہے انکل! اللہ آپ کو صحت کے ساتھ لمبی عمر دے۔ آپ ہی کی وجہ سے ہمدرد نونہال کا معیار بلند ہوتا جا رہا ہے۔ **کومل زینب، ملتان۔**

● خاص نمبر واقعی خاص ہے۔ تمام کہانیاں زبردست ہیں۔ سرورق انتہائی خوب صورت بچوں سے سجایا گیا ہے۔ مسعود احمد برکاتی کی ''روشن راہیں'' میں حضورؐ کے ارشادات پر عمل کی کوششیں شروع کر دی ہیں۔ محمد احمد سبزواری صاحب کا کلینڈر خوب رہا۔ سائنس پر مبنی تحریریں سمندری کچھوے اور اعضا بولتے ہیں میں ''حلق'' کے متعلق خوب معلومات حاصل ہوئی۔ **فرقان علی میمن، کھاہی راؤ۔**

● بلی کا محل، سچا دوست، سو کا نوٹ، اللہ خیر کرے، ماڈرن بھکاری، دوسرا دوست اور علم دریچے بہت پسند آئیں۔ **امجد، واجد، نوید، ذیشان، کراچی۔**

● ہمدرد نونہال کی کہانیاں ہر بار دل چسپ اور سبق آموز ہوتی ہیں۔ خاص نمبر کی تو بات ہی اور تھی۔ بلی کا محل (مسعود احمد برکاتی)، ہار، عطار اور بادشاہ (شہید حکیم محمد سعید)، دوسرا دوست، سو کا نوٹ، ننھی پری اور اشتیاق احمد کا ناول بہترین تھے۔ **حافظ محمد شہزاد سلطانی، ڈڈیال آزاد کشمیر۔**

● خاص نمبر میں اشتیاق احمد کا ناول ''دوسرا دوست'' سبق آموز تھا۔ محترمہ سعدیہ راشد کی تحریر ''وقت کی بات'' نے وقت کی قدر کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے علاوہ کہانیاں، نظمیں اور لطائف پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ تحفہ بھی بہت پسند آیا۔ واقعی ہمدرد نونہال بچوں کا ایک مکمل رسالہ ہے۔ **سعدیہ مقصود، کراچی۔**

● ناول دوسرا دوست بہت زبردست لگا اور کہانی اللہ خیر کرے بہت اچھی لگی۔ اف یہ بچپن (شازیہ نور) بہت زبردست لگی۔ بلی کا محل بہت ہی بہترین تھی۔ اجرِ عظیم بہت شان دار تھی۔ **عنزہ غفار راؤ، کراچی۔**

● ناول میں تجسس نہیں تھا۔ بطخوں کا بٹوارا (راؤ محمد مبشر شبیر) نقل شدہ تھی۔ **اقصیٰ راؤ، کراچی۔**

● کہانیوں میں ہار، عطار اور بادشاہ، وقت کی بات، بلی کا محل، سو کا نوٹ، ننھی پری (وقار محسن) اور اللہ خیر کرے نمبر لے گئیں۔ نظموں میں موچی، برسا، برسو، برس رام، بازی لگانا اور رکشے والا بے حد پسند آئیں۔ **محمد افضل رندھاوا، سانگھڑ۔**

● خاص نمبر واقعی خاص تھا، پڑھ کر بے حد مزہ آیا۔ کسی ایک کہانی یا مضمون کی تعریف کرنا سراسر ناانصافی ہوگی۔ پورا ہمدرد نونہال ہی بے حد مزے دار تھا۔ **ثناء عزیز خان، کراچی۔**

● خاص نمبر واقعی خاص نمبر ہوتا ہے۔ اس شمارے کی کہانیاں سب ایک دوسرے سے بڑھ کر تھیں۔ خاص کر روشن راہیں، بلی کا محل، دوسرا دوست، اللہ خیر کرے مجھے بے حد پسند آئیں اور اس کے علاوہ روشن خیالات، علم دریچے میں کس کس کی تعریف کروں۔ بس میں اتنا کہہ سکتی ہوں کہ سب کہانیاں ایک دوسرے سے بڑھ کر تھیں۔ **اُم حبیبہ غلام علی سیالوی،**

● سرورق بہت ہی پیارا تھا۔ ہنسی گھر بہت مزاحیہ تھا۔ ہنستے ہنستے پیٹ میں درد ہونے لگا۔ اس مہینے کا خیال اور جاگو جگاؤ بہت اچھے تھے۔ تمام کہانیاں مزے دار تھیں۔ ناول دوسرا دوست اور بلا عنوان انعامی کہانی (شکیل صدیقی) نہایت اچھی تھیں۔ **نشاء سحر انصاری، کراچی۔**

● سرورق بہت پیارا تھا اور اس کے ساتھ کہانیوں کی کتاب کا تحفہ تو بہت ہی زبردست تھا۔ اشتیاق احمد کا ناول بھی بہت ہی زبردست تھا۔ کہانیوں میں بلی کا محل، ننھی پری (وقار محسن)، بلا عنوان کہانی سپرہٹ تھیں۔ **محمد حمزہ اشرفی، کراچی۔**

● خاص نمبر بہت ہی دل چسپ رہا میں تمھارا حلق ہوں، ہار، عطار اور بادشاہ اور موٹے لوگوں والا گھر بہت ہی دل چسپ تحریریں تھیں۔ **جویریہ فرہاد علی رحمانی، سانگھڑ۔**

● خاص نمبر کا تو کوئی جواب ہی نہیں۔ ہر کہانی سپرہٹ تھی اور لطیفے بھی بہت اچھے تھے۔ معلومات بھی اچھی تھیں۔ ہمارے گھر میں سب ہمدرد نونہال بہت

شوق سے پڑھتے ہیں۔ **محمد حسان اشرفی، کراچی۔**

● جون کا خاص نمبر ۶ دن دیر سے آیا۔ شہید حکیم محمد سعید کی تحریریں جاگو جگاؤ، ہار، عطار اور بادشاہ، ایک کہانی لکھ رہا ہوں، میں تمھارا حلق ہوں (شہید حکیم محمد سعید) اور آنی سعدیہ کی تحریر "وقت کی بات" اے ون تھیں۔ انکل مسعود احمد برکاتی کی تحریریں بلی کا محل، روشن راہیں، پہلی بات اچھی لگیں۔ **محمد ارشد اللہ رکھا، کوٹ غلام محمد۔**

● آم کی آپ بیتی، اللہ خیر کرے، ہنسی گھر اور موٹے لوگوں والا گھر پڑھ کر دل خوش ہوگیا۔ **راشد علی عمرانی، شہداد پور۔**

● کہانیوں میں سب تحریریں زبردست تھیں۔ کسی ایک کی تعریف کرنا ناانصافی ہوگی۔ **ایم ذیشان شیرازی دکھی، قادر پوراں۔**

● نونہال ادیب، ہنسی گھر اور تحفے میں جو کتاب تھی، اس سمیت پورا رسالہ زبردست تھا۔ **رفعت بتول، جھاوریاں۔**

● خاص نمبر پڑھ کر مزہ آگیا۔ اس خاص نمبر نے تو منھ کا مزہ ہی بدل ڈالا۔ شکریہ انکل! آپ کا اور کے دیگر ساتھیوں کا، جنھوں نے اتنا خوب صورت خاص نمبر بنانے میں آپ کی مدد کی۔ **وریشا رفیق، کراچی۔**

● سچا دوست، پرسا، پرسو، پرس رام (نظم) (فیض احمد فیض)، بلی کا محل، سو کا نوٹ بہت خوب صورت تحریریں تھیں۔ اشعار بھی بہت خوب صورت تھے۔ **ہارون الرشید، کالا گجراں، جہلم۔**

● کس کس چیزوں کی تعریف کروں، سمجھ نہیں آتا۔ ہر چیز ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔ آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں کی محنت رنگ لے آئی۔ **سیدہ وردہ خالد، کراچی۔**

● انکل! آپ نے تو بہت ہی کمال کر دیا۔ خاص نمبر ہمارے لیے اتنی محنت اور لگن سے تیار کیا ہے۔ ہم جتنا آپ کے مشکور ہوں، وہ کم ہے۔ اس میں ہماری پسند کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ **عارفہ شیخ عبدالرزاق، کراچی۔**

● خاص نمبر بے حد خوب صورت تھا۔ سرورق کے علاوہ کہانیاں پھولوں کو مہکنے دو اور اللہ خیر کرے، بہت پسند آئیں۔ **عظمٰی انصاری، میر پور خاص۔**

● سرورق بہت پسند آیا۔ تمام کہانیاں اچھی تھیں۔ اشتیاق احمد کا ناول دوسرا دوست پڑھ کر مزہ ہی آگیا۔ تمام مستقل سلسلے بھی اچھے تھے۔ تحریر روشن راہیں بھی پسند آئی، جس کے آخر میں آپ نے تاکید کی تھی کہ آیئے ان روشن راہوں پر قدم بڑھائیں۔ ہم ان شاء اللہ اس پر قدم بڑھائیں گے اور ان پر عمل کریں گے۔ **سید محمد وجدان خضر نوشاہی، ساہن پال شریف۔**

● خاص نمبر بہت خاص تھا۔ تحفہ بھی پسند آیا۔ ہار، عطار اور بادشاہ، اللہ خیر کرے، ماڈرن بھکاری، اصل روپ، سچا دوست زبردست رہیں۔ مضمون "آپ بھی تقریر کر سکتے ہیں" نے خوب رہنمائی کی۔ ننھی پری اور بلا عنوان کہانی بہت اچھی اور دل چسپ تھیں۔ **فرحانہ محمد انور قمرانی، کراچی۔**

● ساری کہانیاں اور مضامین قابلِ تعریف ہیں، لیکن اصلی روپ، سو کا نوٹ، جو کہ کافی معلوماتی بھی ہے، ماڈرن بھکاری، ننھی پری بازی لے گئیں۔ **سیدہ مارخ فاطمہ، حیدرآباد۔**

● میں چہارم کلاس میں پڑھتی تھی، جب سے میری ہمدرد نونہال سے دوستی ہوئی ہے۔ آج میں میٹرک کی طالبہ ہوں۔ انکل! ہمدرد نونہال بہت اچھا رسالہ ہے۔ یہ میرا ایک اچھا دوست بھی اور محسن بھی۔ وہ اس لیے کہ اس کے پڑھنے سے میرے اندر علم حاصل کرنے کا شوق اور آگے بڑھنے کا حوصلہ پیدا ہوا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ ہمدرد نونہال اتنی ترقی کرے کہ دنیا کے ہر نونہال کے ہاتھ میں ہمدرد نونہال ہو۔ خاص نمبر کی ہر تحریر ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔ محترمہ سعدیہ راشد کی تحریر وقت کی بات بے حد اچھی تھی اور مزے کی بات یہ کہ میں نے ان کی باتوں پر عمل کرنے یعنی اپنے قیمتی وقت کو اچھے اچھے کاموں پر خرچ کرنے اور زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ **راشدہ ثمرین، بہاول پور۔**

● ہمدرد نونہال سے میرا رشتہ زیادہ نہیں ۲۳ سال پرانا ہے، مگر آج بھی جب ہمدرد نونہال ہاتھ میں آتا ہے تو ایسی ہی خوشی ہوتی ہے جیسے بچپن میں ہوا کرتی تھی۔ اس خاص نمبر میں محترم شہید حکیم محمد سعید کی تصاویر دیکھ کر آنکھیں بھر آئیں۔ انھوں نے ہمدرد کی صورت میں اس قوم کو جو دیا ہے وہ کسی احسان سے کم نہیں۔ **صدف طاہر، کراچی۔**

● خاص نمبر بہت ہی اچھا تھا۔ اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ اس بار رسالے میں جاگو جگاؤ، پہلی بات بہت اچھی لگی۔ **اُسامہ احمد کمال، کراچی۔**

شمارہ ستمبر کی متوقع تحریریں

☆ **میں تمھاری آنکھ ہوں**

شہید حکیم محمد سعید

☆ **ففٹی ففٹی**

مسعود احمد برکاتی

☆ **چار دوست (لوک کہانی)**

پریم پال اشک

☆ **آرائشِ محفل (پہلا ٹکڑا)**

سید علی اسد

☆ **بہت سی نئی اور دل چسپ معلومات**

ماں کی تصویر

تارا مقدم

استاد ننھے خاں کی کھٹارا سوزوکی جس کی نمبر پلیٹ بھی دھندلی سی تھی، چوراہے کے قریب آ کر رُکی اور اس میں سے میلے کچیلے لباس میں ایک لڑکا اُترا اور اسٹاپ پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس طرح یہ گاڑی مختلف چوراہوں پر چھے سات بھکاری بچے اُتار کر آگے چلی گئی۔

استاد ننھے خاں جو اپنے کاروبار میں استاد مانا جاتا تھا، اس کا یہ دھندا عرصے سے چل رہا تھا۔ اس کا گروہ مختلف علاقوں سے چھوٹے بچوں کو اغوا کر کے انھیں بھیک مانگنے کی تربیت دیتا۔ جو بچے ضد کرتے یا روتے چیختے تو ان کو ڈرا دھمکا کر اور مار پیٹ کر اس راہ پر لگاتا تھا۔

لڑکوں کے اس گروہ میں نو سالہ ناصر بھی تھا، جس کے اصل نام کا تو کسی کو پتا نہیں، لیکن استاد اسے ناصر کہتا تھا اور اس کا بہت خیال رکھتا تھا، کیوں کہ ناصر اس کے لیے دوسرے بھکاری بچوں کے مقابلے میں زیادہ فائدے مند ثابت ہوا تھا۔ ناصر کے چہرے کی معصومیت اور آنکھوں کا درد دیکھ کر راہ گیر صرف ایک نظر ڈال کر اس کے پھیلے ہاتھوں پر سکّے گرا دیتے۔ اس کی کمائی پا کر استاد بہت خوش ہوتا تھا، اس لیے کہ اسے توقع سے زیادہ آمدنی ہوتی تھی۔

استاد کی توجہ کے باوجود ناصر کے دل میں کسک سی اُٹھتی تھی۔ اس کے ذہن میں ایک عورت کی صورت اُبھرتی، جو اسے گود میں لیے ہوئے ہوتی اور کبھی پیار سے گدگداتی۔ ناصر اکثر اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلتے کھیلتے انگلی سے زمین پر تصویریں بناتا، کبھی وہ کوئلے سے پتھروں اور دیواروں پر بھی خاکے بناتا، جس میں ایک مہربان عورت ناک میں چھوٹے سے نگینے والی لونگ پہنے نظر آتی تھی۔ ناصر کے دوست اکثر اسے مصور کہہ کر چھیڑتے۔

ناصر کو جب سے چوک پر بھیک مانگنے کے لیے کھڑا کیا گیا تو وہ ہر عورت کو غور سے دیکھتا کہ

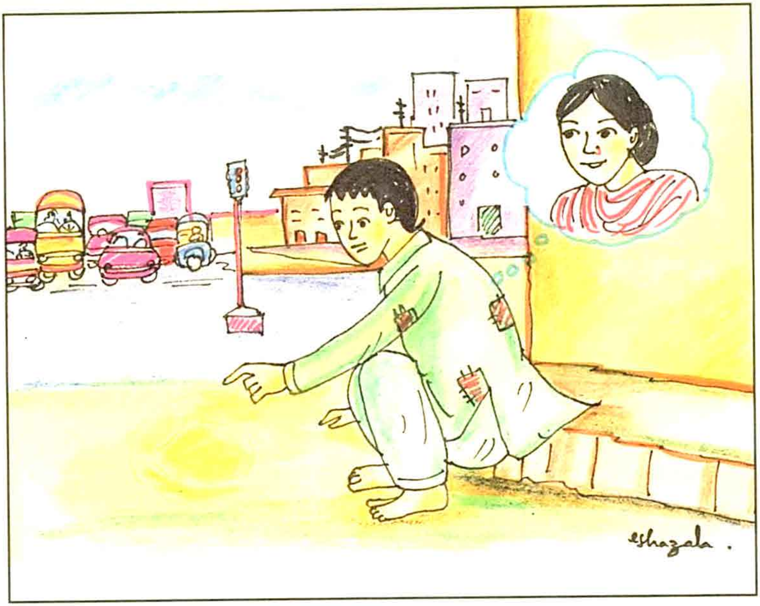

شایداس کے خیال میں آنے والی عورت اسے نظر آ جائے۔

آج ناصر کا اسٹاپ بدل گیا تھا۔اسے جہاں اُتارا گیا تھا، وہاں سے بڑی گاڑیاں اور کاریں زیادہ گزرتی تھیں۔آج جیسے ہی سگنل پر ٹریفک رکا، ناصر کے ہاتھ سفید کار میں بیٹھی عورت کے سامنے پھیل گئے۔کار میں بیٹھی عورت نے اس کے ہاتھ پر پیسے رکھے تو ناصر کی نظریں عورت پر جم گئیں۔کار میں بیٹھی عورت اس عکس سے ملتی جلتی تھی، جو اس کے ذہن میں اُبھرتا تھا۔اب ناصر کا روز کا معمول ہو گیا کہ جیسے ہی سفید کار کو آتے دیکھتا، جلدی سے پاس جا کر ہاتھ پھیلا دیتا۔اس کی نظریں عورت پر جم جاتیں۔کار میں بیٹھنے والی عورت مسز ملک کو بھی بچوں سے محبت تھی، وہ ناصر کو بہت زیادہ خیرات دیتی تھیں۔

ناصر کے ذہن کے تانے بانے الجھے رہتے، اسے اپنے دوستوں سے علم تو ہو ہی گیا تھا کہ استاد اس کا حقیقی باپ نہیں، وہ اس کو بچپن میں اغوا کر کے لایا تھا۔دل میں دکھ کی پرچھائیں لیے ہوئے

آج جیسے ہی ناصر نے سفید کار کے رکتے ہی ہاتھ پھیلایا تو مسز ملک نے بہت سے نوٹ ناصر کی ہتھیلی پر رکھ دیے۔ ناصر کی زبان سے بے ساختہ نکلا: ''اللہ آپ کے بیٹے کو سلامت رکھے۔'' مسز ملک ایک لمحے کے لیے چونکیں، وہ اسے غور سے دیکھنے لگیں، لیکن اگلے لمحے سگنل کھلتے ہی ڈرائیور نے کار وہاں سے آگے بڑھا دی۔

دوسرے دن گاڑی میں بیٹھی مسز ملک کی نگاہیں ناصر کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ ان کی آنکھیں پُرنم اور دل دکھ سے لبریز تھا۔ آج ان کا بیٹا ان کے پاس ہوتا تو اسی لڑکے کا ہم عمر ہوتا۔ بیٹے سے جدائی کا دکھ ان کو گھن کی طرح رفتہ رفتہ چاٹ رہا تھا۔ بے انتہا دولت اور آرام بھی ان کے اس دکھ کا مداوا نہ کر سکے تھے جو بیٹے کی جدائی سے انھیں ملا تھا۔

آج جیسے ہی ناصر کار کے قریب آیا، مسز ملک نے کار کا دروازہ کھول کر اسے پاس بلایا: ''آؤ میرے ساتھ، میں تمھیں بہت سے پیسے اور کپڑے بھی دوں گی۔'' ناصر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ ذرا فاصلے پر استاد کا کارندہ جو ناصر کی نگرانی پر مامور تھا، دیکھتا ہی رہ گیا۔ مسز ملک نے ناصر کو گھر لے جا کر ملازم کے سپرد کرتے ہوئے حکم دیا کہ اسے نہلا دھلا کر صاف کپڑے پہنا کر میرے پاس بھیج دو۔

ناصر مسز ملک کے بلاوے پر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو اس کی نظریں فریم میں لگی اس تصویر پر پڑیں جو کارنر پر سجی تھی۔ ''یہ کس کی تصویر ہے؟'' ناصر کی سوالیہ نگاہیں تصویر پر جمی تھیں: ''ایسی تصویر مجھے بھی بنانا آتی ہے۔'' مسز ملک حیرت سے ناصر کو دیکھ رہی تھیں۔ ناصر نے میز پر رکھی کاپی پر پینسل سے بغیر دیکھے وہی تصویر بنا دی۔

''یہ تصویر تمھیں کیسے بنانا آتی ہے؟'' مسز ملک کی تجسس سے بھرپور نظریں ناصر پر جمی ہوئی تھیں۔

''یہ تصویر بچپن سے میرے ذہن میں موجود ہے۔'' ناصر نے جواب دیا۔ مسز ملک نے ناصر کو اپنی طرف کھینچا اور ان کا ہاتھ ناصر کی گردن کے پیچھے موجود اس مسّے کو ٹٹولنے لگا جو ان کی یادداشت میں محفوظ تھا۔ اپنے چھوٹے سے بیٹے کو بچپن میں نہلاتے ہوئے وہ سوچتی تھیں کہ جب منّا بڑا ہوگا تو اس

مسّے کو کٹوادیں گی، لیکن پھر ان کا بیٹا اغوا ہوگیا اور آج وہی مسّا ان کے بیٹے کی شناخت بن کر ان کے سامنے تھا۔ انھوں نے ناصر کو زور سے بھینچ لیا: ''خاور! میرے بچے! میری جان!''

برسوں بعد ماں اور بیٹا ملے تو خوب دل کھول کر روئے، پھر مسز ملک نے خاور سے تمام واقعات معلوم کرنے کے بعد پولیس کو استاد ننھے خاں کے دھندے کی اطلاع دی۔ پولیس نے فوری کارروائی کر کے استاد ننھے خاں کے اڈے پر چھاپہ مار کر اسے تمام ساتھیوں سمیت گرفتار کرلیا اور اس کی نشاندہی پر بچوں کو آزاد کرالیا۔

اپنا بیٹا پا کر مسز ملک کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ رب کائنات نے برسوں بعد ان کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا تھا۔ وہ انتہائی عاجزی اور انکسار کے ساتھ شکرانے کے نفل ادا کرنے کے لیے سر بسجود ہوگئیں۔ غریبوں میں خوراک اور کپڑے تقسیم کروائے اور اپنے بنگلے کا ایک حصہ غریب بچوں کی مفت تعلیم کے لیے وقف کر دیا۔ ☆

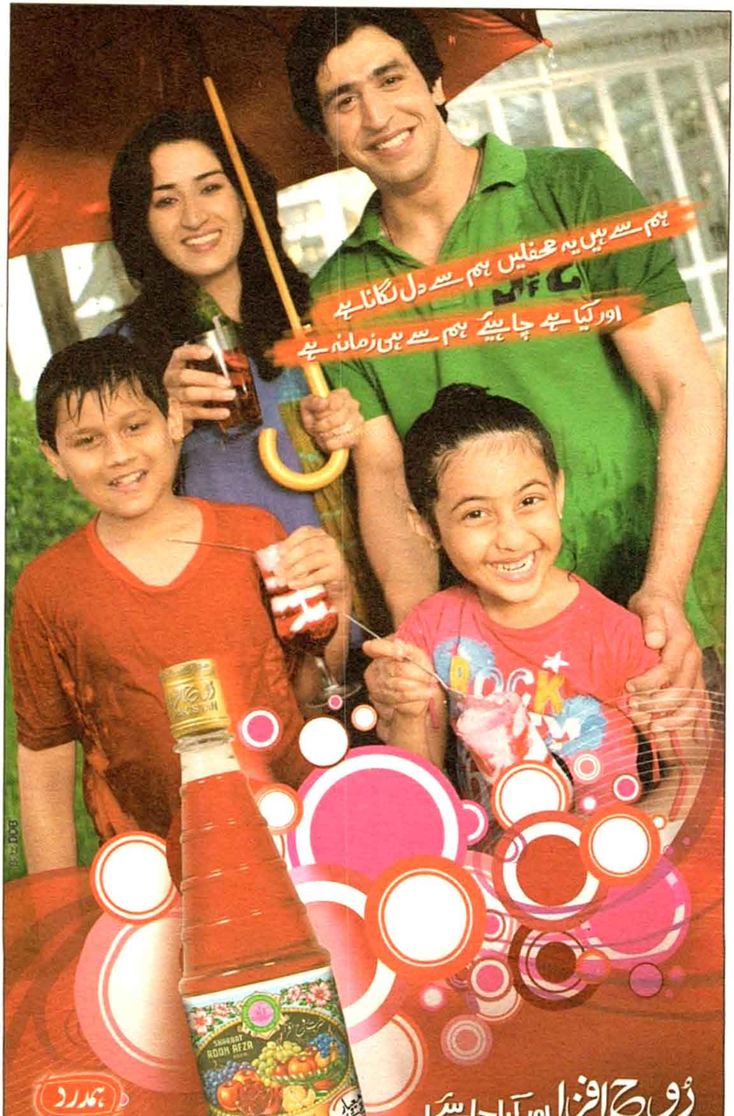
ہم سے ہیں یہ محفلیں ہم سے دل لگانا ہے
اور کیا ہے چاہیئے ہم سے ہی زمانہ ہے
SHARBAT ROOH AFZA
ہمدرد
روح افزا اور کیا چاہیئے!

ننھا مقرر

رپورٹ: محمد عمران اسحاق

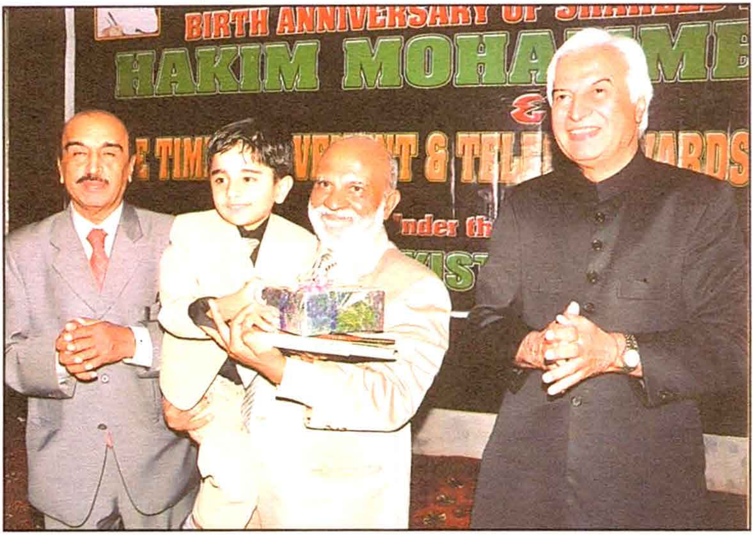

ننھا مقرر محمد احمد زئی، جناب محمود شام کی گود میں۔ جناب حکیم عبدالحنان اور پروفیسر محمد حسین لغاری داد دے رہے ہیں

مشاہیرِ پاکستان یادگار کونسل نے شہیدِ پاکستان کی یاد میں حیدر آباد میں طلبہ کا ایک تقریری مقابلہ منعقد کیا، جس میں سیکڑوں طلبہ اور نونہالوں نے ذوق وشوق سے حصہ لیا۔ کراچی سے محترم محمود شام اور محترم پروفیسر حکیم عبدالحنان نے بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت کی۔ مقابلے میں ایک ننھے مقرر محمد احمد زئی نے اپنی پُر زور تقریر سے سامعین کے دل موہ لیے۔ پورے ہال میں اس کی آواز گونج رہی تھی۔ شہید حکیم محمد سعید کے بارے میں ننھے مقرر نے اس شعر پر اپنی تقریر ختم کی:

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں　　　برسوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

اس شعر کے ساتھ ننھے مقرر کی تقریر ختم ہوئی، تب کہیں جا کر ہال میں موجود لوگوں کا سحر

ٹوٹا۔ اچانک پروفیسر حکیم عبدالحنان اپنی نشست سے اُٹھے اور انھوں نے اسٹیج سے نیچے اُتر کر اس ننھے مقرر کو فرطِ جذبات سے گود میں اُٹھا کر پیار کرنا شروع کر دیا۔ پورا ہال اس موقع پر اشک بار ہو گیا۔ آخر تقریروں کے مقابلے کے نتیجے کا اعلان کیا گیا، جس کے مطابق ننھا مقرر محمد احمد زئی حیدر آباد کے تمام مقرروں میں اول انعام کا حق دار ٹھیرا۔ محمد احمد زئی جب زوردار تالیوں کی گونج میں جناب محمود شام سے اپنا انعام وصول کرنے اسٹیج پر پہنچے تو محمود شام صاحب نے بھی انھیں گود میں اُٹھا لیا۔ اس موقع پر جناب حکیم عبدالحنان نے محمد احمد زئی کو ''اقبال کا شاہین'' قرار دیتے ہوئے کہا کہ جب تک شہید حکیم محمد سعید سے محبت کرنے والے اور انھیں یاد رکھنے والے نونہال موجود ہیں، شہید حکیم محمد سعید اُس وقت تک زندہ و جاوید رہیں گے۔ ☆

جرمنی کے شہر برلن میں ڈائنوسار کے نمونوں کی نمائش کی گئی۔ سب سے بڑے ڈائنوسار کی اونچائی گیارہ میٹر اور لمبائی سترہ میٹر تھی۔

سیّد قاسم محمود

غلام حسین میمن

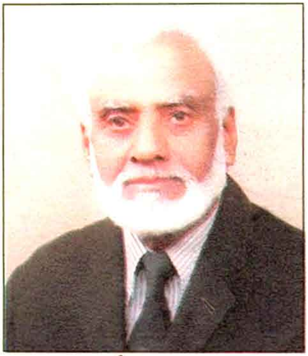

سیّد قاسم محمود

بچوں کے لیے سب سے پہلے انسائیکلو پیڈیا شائع کرنے کا خیال جس ادیب کو آیا، ان کا نام سیّد قاسم محمود ہے۔ انھوں نے ''بے بی انسائیکلو پیڈیا'' کے عنوان سے یہ سلسلہ شروع کیا تھا۔

سیّد قاسم محمود نے لکھنے کی ابتدا افسانوں سے کی۔ انھوں نے کئی کتابوں کے انگریزی سے اردو میں ترجمے بھی کیے۔ سائنس میگزین، افسانہ ڈائجسٹ اور اسلامی ڈائجسٹ کے مدیر رہے۔ انھوں نے علم القرآن کے نام سے اردو اور انگریزی کے منتخب ترجمے اور تفسیر کو پارہ بہ پارہ شائع کیا، جو بے حد مقبول ہوا۔

سید قاسم محمود قیامِ پاکستان سے قبل مشرقی پنجاب کے ضلع روہتک کے ایک گاؤں ''کھرکھودہ'' میں پیدا ہوئے۔ جب پاکستان کی آزادی کا اعلان ہوا تو ان کی عمر ۲۰ سال تھی۔ ایک روز وہ گھر میں اکیلے تھے۔ وہ والد کے حکم پر گھر میں پرندوں کی دیکھ بھال کے لیے رُکے ہوئے تھے۔ والدین اور بھائی قریبی گاؤں میں شادی کی تقریب میں گئے تھے۔ اچانک ان کے گاؤں پر ہندوؤں اور سکھوں نے حملہ کر دیا۔ پہلے تو تمام گاؤں والوں نے حملہ آوروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، مگر پھر بارش کی وجہ سے تہ خانے میں موجود بارودی اسلحہ ضائع ہونے لگا تو مجبوراً سب کو بھاگنا پڑا۔ اب تو ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹنا شروع کیا۔ اس حملے میں مسلمانوں میں سے تین چار افراد ہی زندہ بچے تھے، جن میں سے ایک سیّد قاسم

ہاضمہ درست، صحت برقرار
75 Tablets
Unani Medicine
NEO Carmina
Digestive and carminative herb-mint tablets to correct indigestion, liver disorders, dyspepsia
نئی کارمینا
NEO CARMINA
is indicated in Dyspepsia, Indigestion, Liver disorder and Constipation
75 قرص
نئی کارمینا
اب جدید سیل بند پیک میں دستیاب ہے
نباتی اجزا اور مجرّب نمکیات زیادہ محفوظ، آپ کو ملے بہترین ذائقہ اور افادیت
سالہا سال سے آزمودہ نئی کارمینا قبض، گیس، سینے کی جلن، پیٹ کے درد، قے یا متلی کی کیفیت کو
فوری رفع کرکے صحت بحال رکھتی ہے۔
نئی کارمینا
ہمیشہ گھر میں رکھیے
ہمدرد

محمود تھے۔ سید قاسم محمود جان بچا کر بھاگتے رہے اور پاکستان کی سرزمین پر پہنچ کر ہی دم لیا۔ ان کی نئی منزل لاہور کا مہاجر کیمپ تھا۔

لاہور آ کر انھوں نے زندہ رہنے کے لیے کئی چھوٹے چھوٹے کام کیے اور زندگی کی گاڑی کو کھینچتے رہے۔ وہ مولانا ظفر علی خاں کے دفتر میں بھی رہے، جہاں انھیں کئی نامور صحافیوں سے ملنے اور سیکھنے کا موقع ملا۔ یہاں کتاب اور قلم سے ایسا رشتہ جڑا کہ پھر ان کی وفات تک ساتھ رہا۔ انھوں نے کچھ عرصہ پنجاب کی مجلسِ دفتری زبان میں بطور مترجم کام کیا۔ ۱۹۶۴ء میں انھیں سیارہ ڈائجسٹ کی ادارت کی ذمے داری سونپی گئی۔ اس کے بعد ماہ نامہ ادبِ لطیف کے مدیر بنے۔ وہ پانچ سال تک نیشنل بک کونسل کے آفیسر انچارج رہے اور ماہ نامہ کتاب کی بنیاد ڈالی۔ یہاں انھیں نامور ادیب اور بیوروکریٹ قدرت اللہ شہاب اور مشہور شاعر ابنِ انشاء کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔

سیّد قاسم محمود کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انھوں نے ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۲ء کے دوران مینارِ پاکستان کمیٹی کے ایک رکن کی حیثیت سے مینارِ پاکستان کے چبوترے پر ۱۹/ تاریخی تختیوں کی تدوین، کھدائی اور تنصیب کا کام سرانجام دیا۔ اس کمیٹی کے روح رواں معروف ادیب مختار مسعود تھے، جو اس وقت حکومتِ پاکستان کے اہم عہدوں پر فائز تھے۔

۱۹۷۵ء میں سیّد قاسم محمود نے کتابیں شائع کرنے کے لیے لاہور میں مکتبہ شاہکار قائم کیا اور بیک وقت تین انسائیکلوپیڈیا قسط وار شائع کرنا شروع کیے۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا پہلے مکمل ہوا، جسے بے حد پسند کیا گیا۔ علم کا یہ وہ خزانہ ہے جس میں اسلام کے متعلق اہم موضوعات پر معلومات بڑی خوبی سے جمع کی گئی ہیں۔ اس کی تکمیل اور اشاعت پر ملک کے ہر حلقے سے انھیں دادِ تحسین ملی اور اس بات کا برملا اعتراف کیا گیا کہ یہ کام ایک ادارے کے کرنے کا تھا، جسے تنہا سیّد قاسم محمود نے کیا۔ ان کا دوسرا بڑا کارنامہ ''انسائیکلوپیڈیا پاکستانیکا'' ہے۔ یوں تو ہر ملک کی

تاریخ، تہذیب وثقافت سمیت جغرافیے پر مشتمل علاحدہ کتاب (جلد وار) شائع ہوتی ہے، جس میں اہم شخصیات کا بھی تذکرہ ہوتا ہے، مگر ہمارے ملک میں پہلی بار اس کام کو کرنے کا خیال سیّد قاسم محمود کو آیا۔ آپ بھی پاکستان سے متعلق اہم جاننے کی خواہش مند ہوں تو انسائیکلو پیڈیا پاکستانیکا میں آپ کو بہت کچھ مل جائے گا۔

انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر بھی تحقیق اور عرق ریزی کے بعد ''انسائیکلو پیڈیا سیرت'' مرتب کیا۔ آخری عمر میں وہ ''انسائیکلو پیڈیا قرآنیات'' پر کام کر رہے تھے۔

سیّد قاسم محمود کا ایک اور حوالہ کتابوں سے عشق کا ہے۔ نہ صرف ان کا مطالعہ بے حد وسیع تھا، بلکہ وہ قارئین میں مطالعے کے شوق کو بڑھانا چاہتے تھے، مگر اس راستے میں کتابوں کا منہگا ہونا رکاوٹ تھی۔ ان کے زرخیز ذہن نے اس کا حل نکالا اور انھوں نے شاہکار جریدی کتب کی روایت ڈالی۔ بڑے سائز میں باریک حروف اور اخباری کاغذ پر کم قیمت پر کتابیں چھاپ کر انھوں نے کتاب کو ہر گھر میں پہنچانے کے اپنے خواب کو مکمل کیا۔ وہ پاکستان میں جریدی کتب کے بانی تصور کیے جاتے ہیں۔ انھوں نے کئی مشہور کتابیں چھاپ کر قارئین کے ذاتی کتب خانوں میں اچھی کتب کا اضافہ کیا۔

علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی ملک کی واحد درس گاہ ہے جو فاصلاتی نظام تعلیم پر کام کر رہی ہے۔ اسی طرز پر سیّد قاسم محمود نے ایک ادارہ جامعہ پاکستانیہ قائم کیا، جس کے تحت طالب علموں کو پاکستان سے متعلق معلومات فراہم کر کے گھر بیٹھے تحریری امتحان لیا جاتا تھا۔ انھوں نے پاکستان ڈائجسٹ بھی شائع کرنا شروع کیا، جسے وہ عالمی طرز کے ریڈرز ڈائجسٹ کے معیار پر لانے کے خواہش مند تھے۔ ان کی نامکمل آپ بیتی کا نام ''دھوپ چھاؤں'' ہے۔ بے شمار علمی وتحقیقی کتابوں کا ذخیرہ چھوڑ کر یہ پیارا انسان ۳۱ / مارچ ۲۰۱۰ء کو اپنے رب کے حضور پہنچ گیا۔

☆☆☆

پہلا ٹکڑا

منصوبہ ساز

اشتیاق احمد

احسان جمیل کے دروازے کی گھنٹی بجی۔ وہ اس وقت اپنی کوٹھی کے خوب صورت لان میں بیٹھے تھے۔ان کی نظریں اخبار پر تھیں، جب کہ ملازم چاے کے برتن میز پر رکھ رہا تھا۔

''دیکھنا بھئی! کون صاحب ہیں۔'' انھوں نے اخبار پر سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

''جی اچھا۔'' ملازم نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف چلا گیا۔جلد ہی اس کی واپسی ہوئی اور اس نے بتایا: ''باہر کوئی صاحب کھڑے ہیں۔ اپنا نام نعمان بتاتے ہیں۔آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔انھوں نے کہا ہے کہ وہ بہت دور سے آئے ہیں۔''

احسان جمیل نے قدرے چونک کر کہا: ''کیا نام بتایا...... نعمان؟''

''جی ہاں، یہی نام بتایا ہے انھوں نے۔''

''اچھی بات ہے۔انھیں لے آؤ۔''

ملازم گیا اور تقریباً چالیس سال کی عمر کے ایک شخص کو اپنے ساتھ لے آیا۔احسان جمیل صاحب نے اُٹھ کر اس سے ہاتھ ملایا، پھر بولے: ''تشریف رکھیے۔''

وہ ان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔احسان جمیل صاحب اس وقت اپنے لیے چاے کا کپ بنا چکے تھے۔ وہ اپنی چاے خود بنانے کے عادی تھے۔ ملازم جونہی چاے کے برتن رکھتا، وہ کہتے کہ بس ٹھیک ہے، تم جاؤ۔

انھوں نے اپنا کپ نووارد کے سامنے رکھا اور اپنے لیے دوسرا کپ بناتے ہوئے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ نہ جانے کیوں انھیں اپنے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ آخر انھوں نے کہا: ''نعمان نام بتایا ہے آپ نے؟''

''جی ...... جی ہاں، میرا نام نعمان ہے۔''

''فرمایئے! آپ کیسے تشریف لائے ہیں؟''

''آپ میری طرف غور سے دیکھیں۔ کیا آپ کو کچھ یاد آتا ہے؟''

''کیا مطلب؟'' ان کا دل اور زور سے دھڑکا۔

''مہربانی کر کے آپ میری طرف غور سے دیکھیں۔''

انھوں نے اس کے چہرے پر نظریں جما دیں۔ ان کے دل کی دھڑکنیں اور تیز ہو گئیں۔ آخر ان کے منھ سے نکلا: ''سچ یہی ہے کہ میں آپ کو پہچان نہیں سکا۔''

''اچھی بات ہے۔ میں بتاتا ہوں۔ آپ کا ایک چھوٹا بھائی تھا، نعمان۔''

''کیا مطلب؟'' وہ اُچھل کر کھڑے ہو گئے۔

اُس نے تیز آواز میں کہا: ''بھائی جان!''

''کک ...... کیا تم ...... کیا واقعی میرے بھائی نعمان ہو؟ میرے چھوٹے بھائی ...... جو دس سال کی عمر میں گم ہو گئے تھے۔ اُف مالک!''

یہ کہہ کر وہ تیزی سے بڑھے اور اسے گلے سے لگا لیا۔ کتنی ہی دیر وہ ایک دوسرے سے لپٹے کھڑے رہے۔ آخر دونوں الگ ہو گئے اور کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

''میں نے تمھیں بہت تلاش کیا، تمھاری تلاش کے سلسلے میں کیا کچھ نہیں کیا۔ اخباروں میں اشتہارات دیے، بڑے بڑے انعامات کے اعلان ان اشتہارات میں کرائے، لیکن تمھارا سراغ نہیں ملا۔ آخر تم کہاں چلے گئے تھے۔ اب تیس سال بعد کیسے آ گئے؟''

''یہ ایک بہت لمبی اور دکھ بھری کہانی ہے۔ مجھے دراصل بردہ فروشوں نے اغوا کر لیا تھا۔ میں نے تیس سال ان کی قید میں گزارے، اور اللہ کی قدرت کہ تیس سال بعد مجھے ان کی قید سے بھاگنے کا موقع مل گیا۔ میں کئی دن تک مسلسل بھاگتا رہا۔ پھر ایک ٹرک ڈرائیور نے مجھے ٹرک پر

سوار کرلیا۔ میں نے اسے بتایا کہ میں خان نگر کا رہنے والا ہوں۔ میرا نام نعمان ہے۔ دس سال کی عمر میں مجھے اغوا کرلیا گیا تھا۔ زندگی کے تیس سال میں نے خرکاروں کے کیمپ میں پتھر توڑتے ہوئے گزارے ہیں۔ اس طرح اس نے ترس کھا کر مجھے کپڑے دیے، کھانے کو دیا اور خان نگر کے نزدیک چھوڑ گیا۔ اسے دوسری سمت جانا تھا، ورنہ وہ مجھے سیدھا یہاں لاتا۔ اس نے مجھے کچھ نقدی بھی دی تھی۔ اس طرح میں یہاں تک آنے میں کام یاب ہوسکا۔''

''آؤ نعمان! میں تمھیں تمھاری بھابی اور بھتیجوں سے ملواتا ہوں۔ آج میں اس قدر خوشی محسوس کررہا ہوں کہ بیان نہیں کرسکتا۔''

''اور میری جو حالت ہے، میں وہ بیان نہیں کرسکتا۔''

اب دونوں اندر کی طرف چلے۔ اندرونی دروازے میں داخل ہوتے ہی احسان جمیل چلّانے لگے: ''بیگم! بچو! آؤ دیکھو! کون آیا ہے؟''

انھوں نے کچھ اس قدر جوش کی حالت میں کہا کہ ان کی بیگم اور بچے دوڑ کر ان کی طرف آئے۔ نزدیک پہنچتے ہی وہ ایک دم رک گئے۔

''یہ کون ہیں ابو؟''

''یہ میرا چھوٹا بھائی نعمان ہے۔ نعمان دس سال کا تھا، جب کسی نے اسے اغوا کرلیا۔ بے چارے نے تیس سال خرکار کیمپ میں گزارے ہیں۔''

''چچا جان؟''

''بھیا!''

بچے اس سے چمٹ گئے۔ وہ بھی ان سے لپٹ گیا۔ اِدھر بیگم احسان بھی آنسو بہارہی تھیں۔

''نعمان! تمھیں اندازہ نہیں کہ تمھارے بھائی تمھیں کتنا یاد کرتے تھے۔ آج بھی ان کے کمرے کے آتش دان پر تمھاری تصویر رکھی ہے۔ آؤ، اپنے بچپن کی تصویر دیکھو۔''

وہ اسے بازوؤں سے پکڑ کر کمرے میں لے آئے۔ وہاں واقعی ایک لڑکے کی تصویر خوب صورت فریم میں سجی تھی۔ لڑکے کے چہرے پر ایک شریر مسکراہٹ تھی۔ پھر وہ کافی دیر تک بچپن کی باتیں کرتے رہے۔ آخر احسان جمیل نے کہا: ''یہ نہ جانے کب کا تھکا ہارا ہے۔ اب اسے آرام کرنے دو اور ہاں! میں نے سوچا ہے کہ ہم اس کے آنے کی خوشی میں ایک شان دار دعوت دیں۔ کیا خیال ہے تم لوگوں کا؟''

''زبردست۔'' وہ ایک ساتھ بولے۔

''اور اس دعوت میں ہمارے تمام رشتے دار اور دوست شرکت کریں گے۔''

''بالکل ٹھیک ابا جان!'' بچے ایک ساتھ بول اٹھے۔

احسان جمیل نے اسی وقت اپنے چند ماتحتوں کو دعوت کے انتظامات کے سلسلے میں فون پر ہدایات دینا شروع کیں۔ بہت دیر تک ہدایات کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ سلسلہ ختم ہوا تو وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر وہ رات گئے تک ماضی کی باتیں کرتے رہے۔

دوسرے دن لان میں دعوت کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ دعوت کا وقت عشاء کے بعد رکھا گیا تھا۔ عشاء سے پہلے ہی مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ ایسے میں پولیس کی ایک کار باہر آ کر رکی۔ اس سے ایک بڑے آفیسر اُترے اور کوٹھی کے گیٹ سے ہوتے لان کی طرف بڑھے۔ وہ وردی میں تھے۔ ان کا اونچا لمبا قد انھیں دوسروں سے نمایاں کر رہا تھا۔ اسی وقت احسان جمیل کی نظر ان پر پڑی۔ وہ تیزی سے ان کی طرف لپکے۔

''میرے دوست، میرے بھائی! انسپکٹر عبدالکریم! خوش آمدید۔''

یہ الفاظ سن کر باقی مہمان بھی ان کی طرف آنے لگے۔ انسپکٹر عبدالکریم بہت نیک تھے اور انھیں بہت عزت کی نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔ مجرموں کے خلاف ثبوت حاصل کرنا، ان کا بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

''آیئے انسپکٹر صاحب! آپ کو اپنے بھائی سے ملواتا ہوں۔'' احسان جمیل نے یہ کہتے ہوئے انھیں بازوؤں سے پکڑا اور اس جگہ چلے آئے، جہاں نعمان جمیل کھڑا آنے والے مہمانوں سے مصافحہ کر رہا تھا۔

''نعمان! ان سے ملو، یہ ہیں انسپکٹر عبدالکریم محکمۂ پولیس کے نیک نام اور نامور آفیسر۔''

نعمان چونک کر ان کی طرف مڑا، اِدھر عبدالکریم نے اس کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ دونوں نے ہاتھ ملائے۔

انسپکٹر عبدالکریم بولے: ''آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ احسان صاحب اکثر آپ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ آپ کی یاد میں، میں نے ان کی آنکھوں میں آنسو بھی دیکھے ہیں۔ اللہ نے آپ پر بڑا اکرم کیا۔''

''جی ہاں! اس میں شک نہیں۔ یہ سب اس کی مہربانی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔''

انسپکٹر عبدالکریم مہمانوں کے لیے بچھائی گئی کرسیوں اور میزوں کی طرف بڑھ گئے۔

اس وقت تین صحت مند قسم کے آدمی نعمان کے نزدیک آ گئے۔

''نعمان! ہمیں پہچانا؟''

اس کی نظریں ان تینوں پر جم گئیں، پھر اس کے ہونٹ ہلے: ''آپ...... آپ تینوں جانے پہچانے سے ہیں۔ شاید بچپن میں ہم ساتھ کھیلتے رہے ہیں!''

''بالکل ٹھیک، لیکن نعمان! تم شاید ہمارے نام نہ بتا سکو۔ تیس سال بھی تو گزر گئے ہیں نا، لیکن جب ہم بچپن کے چند واقعات یاد دلائیں گے نا تو ضرور ہم تینوں تمھیں یاد آ جائیں گے۔''

''ہوں، لیکن میں چاہتا ہوں، پہلے آپ اپنے نام بتائیں۔ وہ باتیں بعد میں یاد کریں گے۔'' نعمان نے کہا۔

''اچھی بات ہے، یونہی سہی۔ میں خاور ہوں، یہ عباس اور یہ اجمل۔ ہم چاروں کی

بہت دوستی تھی۔ اسکول ساتھ جانا، ساتھ آنا، ساتھ مل کر اسکول کا کام کرنا۔ تمھیں کچھ یاد آ رہا ہے یا نہیں؟''

''تھوڑا تھوڑا، ویسے کوشش کر رہا ہوں کہ کچھ باتیں یاد آ جائیں۔''

''میں ایک واقعہ بتاتا ہوں۔ شاید تمھیں یاد آ جائے تو مکمل تم کر دینا۔''

''یہ...... یہ بہت مشکل ہے۔ تیس سال پہلے کی باتیں مشکل ہی سے یاد آ سکتی ہیں۔''

''یہ واقعہ تم کسی صورت نہیں بھول سکتے۔ لو، میں شروع کرتا ہوں۔ ایک روز ہم چاروں دریا کے کنارے گئے تھے۔ وہاں اس وقت کوئی نہیں تھا۔ ہمیں تیرنا تو آتا نہیں تھا، بس کنارے کے پاس نہانے لگے، لیکن اچانک......''

''آ جائیں بھئی، سب مہمان آ چکے ہیں اور کھانا بالکل تیار ہے۔ سب لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔'' احسان جمیل کی آواز سن کر اجمل کے الفاظ درمیان میں رہ گئے اور سب میزوں کی طرف قدم اٹھانے لگے۔ اسی وقت اجمل نے کہا: ''یہ باتیں اب ہم کل کریں گے۔ کل ہم سب کام کاج پر نہیں جائیں گے۔ تمھارے پاس آ جائیں گے اور بچپن کی یادیں تازہ کریں گے۔''

''ہوں...... ٹھیک ہے۔''

اور پھر کھانا شروع ہوا۔ کھانا بہت پر تکلف تھا۔ احسان جمیل نے بھائی کے لوٹ آنے کی خوشی میں دل کھول کر خرچ کیا تھا۔ کھانے کے بعد مہمان رخصت ہونے لگے، یہاں تک کہ نعمان کے تینوں دوست بھی رخصت ہو گئے، البتہ ایک مہمان اب بھی موجود تھے اور وہ ابھی تک اپنی کرسی سے نہیں اٹھے تھے۔ یہ بات نہیں کہ وہ ابھی تک کھا رہے تھے، کھانا تو وہ بہت دیر پہلے کھا کر فارغ ہو چکے تھے، اب تو وہ کسی گہری سوچ میں غرق تھے۔ احسان جمیل قدرے حیرت زدہ سے ان کی طرف بڑھتے ہوئے آئے۔

''میرے دوست! خیر تو ہے؟ کس سوچ میں گم ہیں؟''

''ہاں، میں پریشانی محسوس کر رہا ہوں۔ کہیں یہ کوئی سازش تو نہیں؟''

''کیا مطلب؟'' احسان جمیل چونکے۔ پاس کھڑا نعمان تو ساکت ہو گیا۔

''ہوسکتا ہے، یہ نوجوان آپ کا بھائی نہ ہو۔''

''کیا!'' احسان جمیل پوری قوت سے چلاّئے اور نعمان کے منھ سے زوردار انداز میں نکلا: ''نہیں!''

تینوں کتنے ہی لمحے سکتے کی حالت میں کھڑے رہے۔ میزوں اور کرسیوں کے پاس صفائی کا کام کرنے والے ملازم سب کام روک کر ان کی طرف دیکھنے پر مجبور ہوگئے تھے۔ آخر انسپکٹر عبدالکریم کی آواز ابھری: ''میرے دوست! میں ان صاحب کو چیک کرنا چاہتا ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ صاحب فراڈ ہوں اور آپ کی نصف دولت آپ سے ہتھیا لیں۔''

''نن...... نہیں۔'' دونوں ایک ساتھ بولے۔

''آخر آپ کو یہ خیال آ کیسے گیا؟''

''جب میں اندر آیا تھا اور آپ نے میرا تعارف ان سے کرایا تھا، اس وقت میں نے ان کی آنکھوں میں گھبراہٹ دیکھی تھی۔ حال آنکہ انھیں مجھ سے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔''

احسان جمیل بولے: ''میرے خیال میں تو ایسی کوئی بات نہیں۔ پولیس سے تو لوگ بلا وجہ گھبراتے ہیں۔''

''ہاں، یہ بات بھی ہے۔ میں نے کوئی فیصلہ نہیں سنایا کہ یہ ضرور فراڈ ہی ہیں۔ ایک خیال ظاہر کیا ہے۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ انھیں چیک کر لیا جائے۔''

''نعمان! تم نے سنا، انسپکٹر صاحب نے کیا کہا ہے؟''

''جی بھائی جان! سن رہا ہوں۔'' نعمان مسکرایا۔

''پھر تم کیا کہتے ہو؟''

''ظاہر ہے، میں یہی کہوں گا کہ مجھے چیک کر لیا جائے۔''

''شکریہ نوجوان! میں کل آؤں گا اور ان شاء اللہ پندرہ بیس منٹ میں حقیقت کھل کر

سامنے آجائے گی۔ میرا مطلب ہے، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔''

''ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔'' نوجوان بولا۔

اور پھر انسپکٹر عبدالکریم ان سے رخصت ہو گئے۔ انھوں نے بھی آرام کرنے کی ٹھانی۔ اب یہ اور بات ہے کہ نیند ان سے کوسوں دور چلی گئی تھی۔ دوسری صبح انسپکٹر عبدالکریم کا فون آیا تو انھوں نے احسان جمیل سے پوچھا: ''کیسے ہو، کیا خبر ہے؟''

''جی کیا مطلب؟ کیا اس وقت آپ کوئی خبر سننے کی امید رکھتے ہیں؟''

''ہاں! اگر نوجوان فراڈ ہے تو وہ رات میں کسی وقت فرار ہو چکا ہوگا۔''

''اوہ اچھا! میں نے ابھی اس کے بارے میں سوچا ہی نہیں ہے۔ ایک منٹ ٹھیریں، ابھی بتاتا ہوں۔''

یہ کہہ کر انھوں نے گھنٹی بجائی، ملازم اندر داخل ہوا۔

''ذرا دیکھ کر آؤ، نعمان صاحب کیا کر رہے ہیں؟''

''جی اچھا۔'' ملازم نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا چلا گیا۔ جلد ہی اس کی واپسی ہوئی۔

''وہ اپنے کمرے میں اخبار پڑھ رہے ہیں۔''

''ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔'' انھوں نے کہا۔ پھر انسپکٹر عبدالکریم سے بولے: ''آپ نے سن ہی لی ہوگی ملازم کی بات۔''

''ہاں، میں آ رہا ہوں۔ اس بات کا فیصلہ جلد از جلد ہو جانا چاہیے کہ حضرت واقعی آپ کے بھائی ہیں یا نہیں؟''

''میرا دل کہتا ہے، یہ میرا بھائی ہے۔''

''آپ بھائی کی محبت کے پس منظر میں اسے دیکھ رہے ہیں اور میں جرائم کے آئینے سے اس کا جائزہ لوں گا۔''

''اچھی بات ہے۔تشریف لے آئیں۔''

پھر آدھے گھنٹے بعد انسپکٹر عبدالکریم آ گئے۔ اس وقت تینوں بچے اور نعمان جمیل بھی وہاں آ گئے تھے۔ پہلے ناشتا کیا گیا۔ اس کے بعد انسپکٹر عبدالکریم نے نعمان جمیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: ''آپ نے رات کیسے گزاری؟''

''جی کیا مطلب؟ یہ کیا سوال ہوا؟''

''میرا مطلب ہے، آپ کی رات کیسے گزری؟''

''جیسے گزرتی ہے۔ میں نے رات سوکر گزاری۔''

''آپ رات میں کسی وقت اپنے کمرے سے گئے تو نہیں؟''

''جی نہیں، باتھ روم کا دروازہ تو کمرے میں ہی کھلتا ہے، پھر رات میں باہر نکل کر کیا کرتا۔''

''ہوں، آپ کی ذات پر شک مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔'' انسپکٹر عبدالکریم بولے۔

''جی کیا مطلب؟''

''آپ میرے سوال کا جواب سوچ سمجھ کر دیں۔''

''جی اچھا، آپ پوچھیں، کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟''

''کیا آپ رات میں کسی وقت کمرے سے نکلے تھے؟''

''جی نہیں۔''

''میرے پاس اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ آپ کمرے سے نکل کر صدر دروازے تک آئے تھے۔ پھر سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر گئے۔ آپ نے چھت سے نیچے جھانکا تھا، جب آپ نے دیکھا تو کوٹھی کے چاروں طرف پولیس کا پہرہ ہے تو پھر آپ چپ چاپ کمرے میں چلے گئے۔ آپ نے جان لیا تھا کہ آپ فرار نہیں ہو سکتے۔'' اتنا کہہ کر انسپکٹر خاموش ہو گئے۔

(دوسرا اور آخری ٹکڑا ستمبر ۲۰۱۰ء کے شمارے میں پڑھیے)

انعامی سلسلہ ۱۷۶ — **معلومات افزا** — سلیم فرخی

معلومات افزا کے سلسلے میں حسب معمول سولہ سوالات دیے جا رہے ہیں۔ سوالوں کے سامنے تین جوابات بھی لکھے ہیں، جن میں سے کوئی ایک صحیح ہے۔ کم سے کم گیارہ صحیح جوابات دینے والے نونہال انعام کے مستحق ہوں گے، لیکن انعام کے لیے گیارہ سے زیادہ صحیح جوابات بھیجنے والے نونہالوں کو ترجیح دی جائے گی۔ اگر ۱۶ جوابات صحیح دینے والے نونہال ۱۵ سے زیادہ ہوئے تو پندرہ نام قرعہ اندازی کے ذریعے سے نکالے جائیں گے۔ قرعہ اندازی میں شامل ہونے والے باقی نونہالوں کے صرف نام شائع کیے جائیں گے۔ گیارہ سے کم صحیح جوابات دینے والوں کے نام شائع نہیں کیے جائیں گے۔ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ جوابات صحیح دیں اور انعام میں ایک سو روپے نقد حاصل کریں۔ صرف جوابات (سوالات نہ لکھیں) صاف صاف لکھ کر کوپن کے ساتھ اس طرح بھیجیں کہ **۱۸-اگست ۲۰۱۰ء** تک ہمیں مل جائیں۔ جوابات کے کاغذ پر بھی اپنا نام پتا بہت صاف لکھیں۔ ادارۂ ہمدرد کے ملازمین / کارکنان انعام کے حق دار نہیں ہوں گے۔ ☆

۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے .... ہجری میں وفات پائی۔ (۱۱ ۔ ۱۳ ۔ ۱۵)

۲۔ امام اعظم حضرت .... کو کہا جاتا ہے۔ (امام مالکؒ ۔ امام شافعیؒ ۔ امام ابوحنیفہؒ)

۳۔ پاکستان کے پہلے صدر .... تھے۔ (لیاقت علی خاں ۔ اسکندر مرزا ۔ غلام محمد)

۴۔ منگلا ڈیم دریاے .... پر بنایا گیا ہے۔ (جہلم ۔ راوی ۔ چناب)

۵۔ فورٹ ولیم کالج .... میں قائم کیا گیا تھا۔ (دہلی ۔ کلکتہ ۔ بمبئی)

۶۔ اردو کے مشہور شاعر .... نے اپنی تاریخ وفات خود نکالی، جو درست ثابت ہوئی۔ (مومن خاں مومن ۔ سودا ۔ داغ)

۷۔ مشہور ناول ''آگ کا دریا'' .... نے لکھا تھا۔ (عصمت چغتائی ۔ رضیہ بٹ ۔ قراۃ العین حیدر)

۸۔ .... کی کثافت معلوم کرنے کے لیے آلہ لیکٹومیٹر (LACTOMETER) استعمال کیا جاتا ہے۔ (ہوا ۔ پانی ۔ دودھ)

۹۔ معالج عام طور پر مریض کی نبض کی رفتار دیکھنے کے لیے .... پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ (پیٹ ۔ کلائی ۔ گردن)

۱۰۔ .... واحد پرندہ ہے جس کے دانت ہوتے ہیں۔ (چمگادڑ ۔ توتا ۔ عقاب)

۱۱۔ اسپین (ہسپانیہ) میں مسلمانوں کی حکومت .... میں ختم کردی گئی تھی۔ (۱۳۹۰ء ۔ ۱۴۹۲ء ۔ ۱۵۳۰ء)

۱۲۔ خلیفہ ہارون رشید کے دور میں .... کو عروس البلاد کہا جاتا تھا۔ (بغداد ۔ کاسابلانکا ۔ بیروت)

۱۳۔ مشہور سیاح مارکو پولو .... کا رہنے والا تھا۔ (پرتگال ۔ اٹلی ۔ اسپین)

۱۴۔ پاکستان کا شہر .... کھیلوں کے سامان کی تیاری کے لیے مشہور ہے۔ (سیالکوٹ ۔ بدین ۔ تربت)

۱۵۔ اردو زبان کی ایک مشہور کہاوت یہ ہے: ''بھاگتے چور کی .... ہی سہی۔'' (ہتھوڑی ۔ انگوٹھی ۔ لنگوٹی)

۱۶۔ شاعر محمد امان نثار کے اس شعر کا دوسرا مصرع درست کیجیے:

مجھ میں اور ان میں، سبب کیا جو لڑائی ہوگی یہ ہوائی کسی .... نے اُڑائی ہوگی (دشمن ۔ پڑوسی ۔ نہ کسی)

کوپن برائے معلومات افزا نمبر ۱۷۶ (اگست ۲۰۱۰ء)

نام : ....

پتا : ....

....

....

کوپن پر صاف صاف نام، پتا لکھیے اور اپنے جوابات (سوال نہ دہرائیں، صرف جواب لکھیں) کے ساتھ لفافے میں ڈال کر دفتر ہمدرد نونہال، ہمدرد ڈاک خانہ، کراچی ۷۴۶۰۰ کے پتے پر اس طرح بھیجیں کہ **۱۸/ اگست ۲۰۱۰ء** تک ہمیں مل جائیں۔ ایک کوپن پر ایک ہی نام لکھیں۔ کوپن کو کاٹ کر جوابات کے صفحے پر چپکا دیں۔

کوپن برائے بلاعنوان انعامی کہانی (اگست ۲۰۱۰ء)

عنوان : ....

نام : ....

پتا : ....

....

....

یہ کوپن اس طرح بھیجیں کہ **۱۸/ اگست ۲۰۱۰ء** تک دفتر پہنچ جائے۔ بعد میں آنے والے کوپن قبول نہیں کیے جائیں گے۔ ایک کوپن پر ایک ہی نام اور ایک عنوان لکھیں۔ کوپن کو کاٹ کر کاپی سائز کے کاغذ پر درمیان میں چپکائیے۔

نونہال ادب کی سبق آموز اور دل چسپ کتابیں

وہ بھی کیا دن تھے

شہید پاکستان حکیم محمد سعید نے اپنے بچپن کی باتیں بڑے مزے لے لے کر بیان کی ہیں۔ اپنی شرارتوں کا ذکر کیا ہے۔ تعلیم سے لے کر کھیل تک کے واقعات بیان کیے ہیں۔ یہ کتاب نہ صرف مزے دار اور سبق آموز ہے بلکہ حکیم صاحب کی کام یاب شخصیت کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔

صفحات: ۶۴ رُپے ——— قیمت: ۶۰ رُپے

جوہر قابل

مولانا محمد علی جوہر کی زندگی کے ولولہ انگیز حالات و واقعات جنھیں مسعود احمد برکاتی نے سہل، سلیس اور دل نشین انداز میں لکھا ہے۔ تیسرا ایڈیشن اضافوں کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ سرورق پُرکشش۔

صفحات: ۶۴ ——— قیمت ۴۵ رُپے

رسول اللہؐ کی صاحبزادیاں

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کے مختصر حالات زندگی جن کا ہر عمل ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ مولانا فضل القدیر ندوی کی ایک مفید اور سبق آموز کتاب۔

صفحات: ۴۰ ——— قیمت: ۳۵ رُپے

اُمّت کی مائیں

اس کتاب میں حضور اکرمؐ کی قابلِ احترام بیبیوں کے حالاتِ زندگی بیان کیے گئے ہیں جو ہمارے لیے قابلِ تقلید نمونہ ہیں اور مسلمان بچیوں اور خواتین کے لیے خاص طور پر سبق آموز ہیں۔ بچوں اور بڑوں سب کے لیے یکساں مشعلِ راہ۔

صفحات: ۴۰ ——— قیمت: ۲۰ رُپے

☆ ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، ہمدرد سینٹر، ناظم آباد نمبر ۳، کراچی۔ ۷۴۶۰۰

☆ ہمدرد کتابستان، نزد جامع مسجد آرام باغ، شاہراہ لیاقت، کراچی

بیت بازی

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا
غم کے جانے کا نہایت غم رہا

شاعر: میر تقی میر پسند: سیدہ ناجیہ وسیم، کراچی

کیا خاک وہ جینا ہے جو اپنے ہی لیے ہو
خود مٹ کے کسی اور کو مٹنے سے بچالے

شاعر: ساحر لدھیانوی پسند: ثنا فاطمہ راجپوت، نواب شاہ

شاید خزاں میں تھا کوئی جھونکا حیات کا
کلیوں میں آ گیا ہے سلیقہ حیات کا

شاعر: رؤف صدیقی ممبئی پسند: عمر مجاہد برکاتی، کراچی

خدا کرے میرے ایک بھی ہم وطن کے لیے
حیات جرم نہ ہو، زندگی وبال نہ ہو

شاعر: احمد ندیم قاسمی پسند: شائلہ خاور، دستگیر

میرے دامن میں شراروں کے سوا کچھ بھی نہیں
آپ پھولوں کے خریدار نظر آتے ہیں

شاعر: ساغر صدیقی پسند: حبیب احمد، بلدیہ ٹاؤن

بہت سے لوگ تھے مہمان میرے گھر لیکن
وہ جانتا تھا کہ ہے اہتمام کس کے لیے

شاعر: پروین شاکر پسند: منصور جمیل خانزادہ

ہے ترش رو میری باتوں سے صاحب منبر
خطیب شہر ہے برہم میرے سوالوں سے

شاعر: احمد فراز پسند: دامن زہرا، اسلام آباد

کیا جانے ساتھ چھوڑ دے یہ زندگی کہاں
ہنستے ہوئے جہاں میں سب سے ملا کرو

شاعر: قتیل شفائی پسند: عاطف علی، ملتان

دعائیں ماں کی مرے ساتھ ساتھ رہتی ہیں
کسی محاذ پہ دشمن سے اپنے ڈرتے نہیں

شاعر: ظفر اقبال ظفر (انڈیا) پسند: عدیل احمد، ملیر

یہ سادگی تو دیکھیے ، کیا ڈھونڈتا رہا
اک شہرِ بے وفا میں وفا ڈھونڈتا رہا

شاعر: شاعر صدیقی پسند: وسیم احمد، کورنگی

صحنِ گلشن میں ابھی تو آگ پھیلی ہے وقار
آگ بجھ جائے تو دیکھیں، کیا بچا، کیا جل گیا

شاعر: وقار مانوی (انڈیا) پسند: زوبان عادل، نارتھ کراچی

ہو دوستی کسی سے تو چاہت کے ساتھ ہو
دشمن سے دشمنی بھی شرافت کے ساتھ ہو

شاعر: عبدالجبار اثر پسند: احمد علی، کراچی

لوگ رکھتے ہیں خوشی کو بھی چھپا کر نازاں
غم کا تم جشن مناتے ہو، یہ کیا کرتے ہو

شاعر: نازاں جمشید پوری (انڈیا) پسند: نزہت کریم، جعفر آباد

جو باغ باں تھے، مٹی میں زہر بھرنے لگے
اسی لیے تو شجر بے ثمر ہمارے ہوئے

شاعر: جمیل یوسف پسند: نبی قاسم، کراچی

کتاب سے دوستی، کتاب سے محبت

ہمدرد نونہال اسمبلی، کراچی

اس بار ہمدرد نونہال اسمبلی کا موضوع تھا: کتاب سے دوستی، کتاب سے محبت

ہمدرد نونہال اسمبلی کراچی میں ممتاز ادیب و شاعر پروفیسر سحر انصاری مہمانِ خصوصی تھے۔ اجلاس میں ہمدرد یونی ورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر نسیم اے خاں اور سینئر ڈائرکٹر ہمدرد پبلی کیشنز جناب مسعود احمد برکاتی بھی خصوصی طور پر شریک ہوئے۔ اسپیکر اسمبلی خوشبو تھیں۔

نونہال حمزہ ظہیر نے تلاوتِ قرآن پاک اور نونہال شمائلہ زرین نے نعتِ رسولؐ پیش کی۔ قومی صدر ہمدرد نونہال اسمبلی محترمہ سعدیہ راشد نے کتاب دوستی سے متعلق کہا کہ جدید تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ ابتدائی عمر میں سیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے اور جو عادات ابتدائی عمر میں پڑ جائیں، وہ ساری زندگی ساتھ رہتی ہیں، اس لیے اگر چھوٹی عمر میں ہی کتابیں پڑھنے کی عادت پڑ جائے تو نونہال عمر بھر اس سے فائدے حاصل کر سکتے ہیں۔ علم وہ واحد دولت ہے، جو نہ کوئی آپ سے چھین سکتا ہے اور نہ چوری کر سکتا ہے۔ عزیز نونہالوں سے میں کہوں گی کہ آپ ایسی دولت سے کیوں محروم رہیں۔ مطالعہ ایک دولت ہی نہیں ایک لذت بھی ہے۔ مجھے احساس ہے کہ نونہالوں پر نصابی کتابیں پڑھنے کا بوجھ ہے، مگر آپ ذرا سی کوشش کر کے آسانی سے ہم نصابی اور معلوماتی کتابیں پڑھنے کا وقت بھی نکال سکتے ہیں۔

شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید بچوں کے مطالعے کی اہمیت کو نہ صرف سمجھتے تھے بلکہ انھوں نے خاص طور پر بچوں کے لیے بہت سی کتابیں اور سفر نامے لکھے۔ شہیدِ پاکستان اپنی تمام مصروفیات کے باوجود کتاب دوستی سے کبھی غافل نہیں ہوئے۔ آج کی اسمبلی میں جناب پروفیسر سحر انصاری صاحب بطور مہمانِ خصوصی شریک ہیں۔ آپ کتاب دوست ہیں۔ آپ کا کتب خانہ علم کا ذخیرہ ہے۔ مجھے یقین ہے وہ نونہالوں کو اس کے بارے میں ضرور معلومات فراہم کریں گے۔ میں دل کی گہرائیوں سے ان کی شکر گزار ہوں کہ اپنی مصروفیات کے باوجود انھوں نے آج کی اسمبلی میں شرکت کر کے ہماری اور نونہالوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ قائدِ ایوان نونہال محمد خضر

ہمدرد نونہال اسمبلی کراچی میں شریک (دائیں سے بائیں) پروفیسر ڈاکٹر نسیم اے خان، پروفیسر سحر انصاری،
محترمہ سعدیہ راشد اور محترم مسعود احمد برکاتی انعام یافتہ نونہالوں کے ساتھ

خاں تھے اور قائد حزبِ اختلاف نونہال کہکشاں انجم تھیں۔ دیگر نونہال مقررین میں انگبین مشتاق، شایان طارق، مہوش گل، شہیر سرفراز، عروبہ فاطمہ، محمد وجاہت، محمد مظہر خان اور انوشہ ممتاز شامل تھے۔

اکبر پبلک اسکول کے نونہالوں نے نظم ''دوستی کیجیے کتابوں سے'' پیش کی۔ کے ایم سی کے نونہالوں نے ٹیبلو اور ہمدرد پبلک اسکول/ ہمدرد ویلیج اسکول کے نونہالوں نے دعاے سعید پیش کی۔ آخر میں نونہالوں میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

ہمدرد نونہال اسمبلی، راولپنڈی .... رپورٹ: حیات محمد بھٹی

اس بار ہمدرد نونہال اسمبلی کا موضوع تھا: کتاب سے دوستی، کتاب سے محبت

راولپنڈی کے اجلاس کی مہمانِ خصوصی معروف وممتاز مصنفہ محترمہ نورین طاہر (المعروف نورانی باجی) تھیں۔ اجلاس میں نونہال زینب ثناء نے تلاوت کلام، نونہال شاہ زیب زاہد نے حمدِ باری تعالیٰ اور نونہال ولید احمد نے نعتِ رسولِ مقبولؐ پیش کی۔ تقاریر کرنے والے نونہالوں میں ادیبہ اشتیاق، عامرہ حفیظ، ثناء خلیل، ربیعہ امجد اور حشیم عباسی شامل تھے۔ اس موقع پر نونہالوں نے ایک خوب صورت ملی نغمہ، ٹیبلو اور ایک خوب صورت خاکہ پیش کیا۔ قومی صدر محترمہ سعدیہ راشد نے نونہالوں کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ زندگی کے مختلف ادوار میں انسان اپنے ذوق اور پسند کے مطابق کسی نہ کسی کو اپنا دوست بناتا ہے۔ یہ دوست کچھ عرصہ ساتھ ساتھ رہتے

ہیں۔ کھیل کود، سیر و تفریح اور دیگر سرگرمیوں میں ایک دوسرے کے شریک اور ہم قدم ہوتے ہیں، لیکن آخر اپنی اپنی مصروفیات کے سبب ان کا ساتھ چھوٹ جاتا ہے۔ ایک دوستی البتہ ایسی ہے جو زندگی کے ہر دور اور ہر امتحان میں سائے کی طرح ساتھ نبھاتی ہے۔ سچی ہے، بے غرض ہے اور پُر خلوص ہے اور وہ ہے

ہمدرد نونہال اسمبلی راولپنڈی میں محترمہ نورین طاہر اور نونہال مقررین

کتاب کی دوستی۔ یہی دوستی تادمِ آخر قائم رہتی ہے اور دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بھی آپ کی قدر و منزلت میں اضافہ کرتی رہتی ہے۔ تاریخِ انسانی گواہ ہے کہ کتاب سے دوستی کرنے والے ہمیشہ بڑا مرتبہ پاتے ہیں۔ آپ کتاب سے دوستی خوب بڑھائیں۔ یہ دوستی نصاب سے ہٹ کر معیاری، تعمیری، ادبی اور دیگر مفید کتب سے ہو سکتی ہے۔

مہمانِ خصوصی محترمہ نورین طاہر نے کہا کہ تاریخ گواہ ہے کہ کتاب انسان کی نہ صرف سچی دوست ہے، بلکہ اس کا کوئی نعم البدل بھی دنیا میں موجود نہیں ہے۔ اسلام میں تو تعلیم اور کتاب کو خصوصی مرتبہ حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کا ذریعہ بھی کتاب کو ہی بنایا ہے۔ جو لوگ علم یعنی کتاب کی راہ پر چلتے ہیں اور کتاب کو دوست اور راہنما رکھتے ہیں، وہ اپنا مقصد پا لیتے ہیں۔ کتاب سے سچی دوستی کر لیں تو یہ بات یقینی ہے کہ آیندہ ۲۵ سال میں پاکستان میں جیلوں کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہمارے پیارے قائد، قائدِ نونہال یعنی شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید صاحب نونہالوں کو اسی بات کی تلقین کیا کرتے تھے اور فرماتے:

"کتاب سے دوستی کرو، کتاب سے محبت کرو۔"

آخر میں دعاے سعید کے بعد انعامات تقسیم کیے گئے۔

ہمدرد نونہال اسمبلی، لاہور .... رپورٹ: سید علی بخاری

اس بار ہمدرد نونہال اسمبلی کا موضوع تھا: کتاب سے دوستی، کتاب سے محبت

ہمدرد نونہال اسمبلی لاہور کے مقررین میں غمسیر احمد، نایاب طاہر، نویرا بابر، علیمہ طاہر، ملائکہ صابر، سید شعیب رضوی، کرن شہزادی، ماریہ علی اور ارم شبیر شامل تھیں۔ نونہال مقررین نے کہا کہ کتاب کا تعلق عزت، عظمت، شرافت سے ہے۔ کتاب نیکی ہے۔ کتاب بہترین رفیق ہے۔ کتاب روشنی ہے۔ کتاب آگہی ہے۔ کتاب راہنمائی ہے۔ کتاب پیار ہے۔ کتاب زندگی کا نکھار ہے۔ کتاب خوشبو ہے۔ مہمانِ خصوصی معروف شاعر اور ڈائرکٹر انجمن ترقی ادب، لاہور محترم شہزاد احمد شہزاد صاحب تھے، جب کہ مہمان کی حیثیت سے معروف شاعرہ اور صحافی پروین سجل شریک تھیں۔ مہمانِ خصوصی نے کہا کہ اللہ نے ہماری ہدایت کے لیے پیغمبروں کو بھیجا

ہمدرد نونہال اسمبلی لاہور میں نونہال مقررین محترمہ پروین سجل کے ساتھ

اور افضل پیغمبروں پر کتابیں بھی نازل فرمائیں اور اللہ تعالیٰ نے کتاب کو اتنی اہمیت دی کہ اپنے احکام کو بھی کتاب کی شکل میں قرآن کا نام دے کر نازل فرمایا۔ اگر ہمیں نبی کریمؐ کے کردار کو بھی پڑھنا ہو تو ہمیں کتاب یعنی حدیث شریف کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ محترمہ پروین سجل صاحبہ نے کہا کہ کتاب سے دوستی کی بدولت انسان اپنی قدر کو پہچانتا ہے، بڑوں کی قدر کو پہنچانتا ہے اسی لیے میں کہتی ہوں کہ ''با ادب با نصیب، بے ادب بے نصیب۔''

تقریب میں نونہالوں نے تلاوت، نعت، نظم، تقاریر، ٹیبلوز، خاکے اور دعاے سعید پیش کیے۔ ☆

صافی
خون صاف کرنے کی قدرتی دوا
پریکٹیکل کرکے
دیکھو!
صافی کے قدرتی اجزاء خون میں شامل ہو کر کریں
کیل مہاسوں اور داغ دھبوں کا اندر سے خاتمہ
اور اس کے باقاعدہ استعمال سے آپ رہیں شاداب
کیونکہ ...یہی ہے نیچرل سلوشن!
THE BLOOD PURIFIER
SAFI®
ہمدرد
Blitz DDB

تصویر خانہ

سعد بن ضیا، حیدر آباد

خدیجہ کرن سوائی خان، بدین

حیان کلیم، شو مارکیٹ، کراچی

اُسامہ بن سلیم، بہاول نگر

زویا آصف، قیوم آباد

توقیر احمد کمہار، بلدیہ ٹاؤن، کراچی

امبر محمود انصاری، میر پور خاص

سارہ طارق، فیصل آباد

نونہال مصور

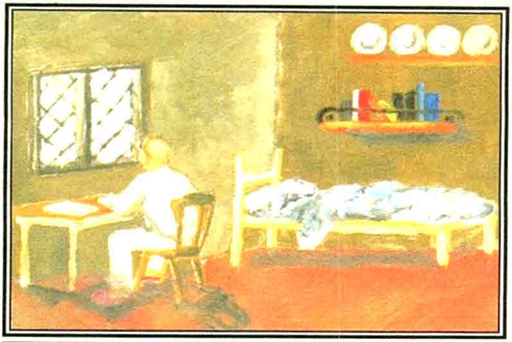

ویدا ریاض فاطمی، کراچی

غلام جیلانی، جہلم

امان اللہ فاروقی، راولپنڈی

ماریہ افتخار، سرجانی ٹاؤن

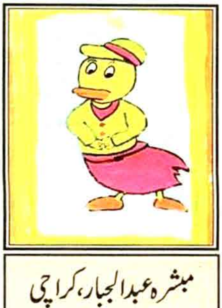

مبشرہ عبدالجبار، کراچی

قاضی واثق احمد، بفرزون

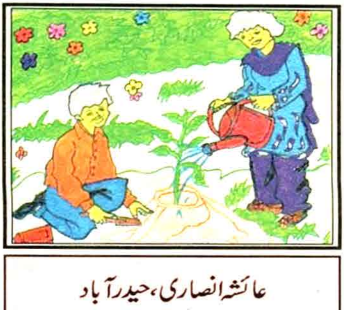

عائشہ انصاری، حیدرآباد

بُرجِ خلیفہ

ڈاکٹر ناہید الٰہی اقبال، دبئی

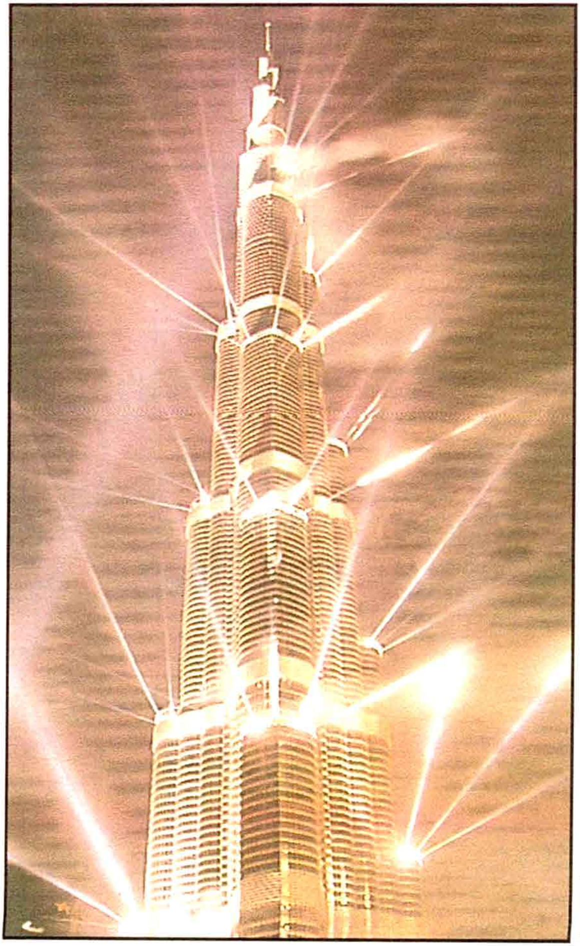

بُرجِ خلیفہ دنیا کی بلند ترین عمارت ہے، جو دبئی (متحدہ عرب امارات) میں تعمیر کی گئی ہے۔ اس کی بلندی ۲۷۱۷فیٹ ہے اور اس میں ۱۶۰ منزلیں ہیں۔ اس میں دنیا کی بلند ترین مسجد بھی ہے جو ۱۵۸ ویں منزل پر بنائی گئی ہے۔

عمارت کو دیدہ زیب اور خوش نما بنانے کے لیے المونیم اور شیشے کا ایک بڑا ہال ۱۶۸۰ فیٹ کی بلندی پر تعمیر کیا گیا ہے۔ آپ کو

Kidz i Kidz
SMART LITTLE FASHION!
Summer
COLLECTION 2010
Complete Children Garment Range...
Girl
Our Franchise Stores :
Karachi:
Park Towers
Park Towers: Shop# 117, Levek 1, Karachi. Tel: 35872030
Saima Paari Mall (Hyderi)
Shop # G-9, G-10 Ground Floor, North Nazimabad, Karachi. Tel: 021-36724439
Clifton
Shop# 46, Mehran Hights Near Jaffarjee, Karachi. Tel: 35867510
Gul Plaza
Shop# 25, Gul Plaza Basement, M.A Jinnah Raod, Karachi. Tel: 32762277
Dolmen Mall
Shop # G99, Ground Floor, Tariq Road, Karachi. Tel: 34323167
Rahim Yar Khan
51, New Sadiq Bazar, Rahim Yar Khan. Tel: 068-5877789
Milennium Mega Mall
Shop# 260-262, Rashid Minhas Road, Karachi. Tel: 34838032
Lahore
@ Mummy & Me Shop# 75, The Mall, Tel: 042-36369684
Al-Madni Mall (Hyderi)
Shop # G-5, G-6 Al-Madni Shopping Mall Karachi. Tel: 36644747
Islamabad
Hamza @ F-10 Markaz
Tel: 051-32299674

یہ جان کر حیرت ہوگی کہ دنیا کا بلند ترین سوئمنگ پول بھی اسی عمارت میں ہے، جو ۷۶ ویں منزل پر تعمیر کیا گیا ہے۔

بُرج خلیفہ کی تعمیر ۲۱ ستمبر ۲۰۰۴ء میں شروع ہوئی تھی اور یکم اکتوبر ۲۰۰۹ء کو اس کا ڈھانچا بن کر مکمل ہوا۔ یہ عمارت شیخ زید روڈ، دبئی کے مرکزی کاروباری علاقے میں بنائی گئی ہے۔ اسے شکاگو کی ایک کمپنی اسکڈ مور نے تعمیر کیا ہے۔

بُرج خلیفہ کو چھے برس کی مدت میں تعمیر کیا گیا اور ۴ جنوری ۲۰۱۰ء کو لوگوں کے لیے کھول دیا گیا۔ اس کی تعمیر پر ۱ء۵- بلین امریکی ڈالر خرچ ہوئے ہیں۔ (ایک بلین امریکا میں ارب اور برطانیہ میں کھرب کے برابر ہوتا ہے) اس کا افتتاح متحدہ عرب امارات کے صدر محترم خلیفہ زید بن النہیان نے کیا۔ اس خوشی میں زبردست آتش بازی ہوئی۔

بُرج خلیفہ میں رہائش بھی اختیار کی جا سکتی ہے، بشرطیکہ آپ کی جیب میں بھاری رقم ہو۔ آپ وہاں اپنا کاروباری آفس بھی قائم کر سکتے ہیں۔ آفس کے لیے وہاں چار ہزار ڈالر فی مربع فٹ کے حساب سے جگہ ملتی ہے۔ آپ جتنی جگہ چاہیں، اس حساب سے خرید سکتے ہیں۔

بُرج خلیفہ کے مکمل ہونے کے بعد ماہرِ تعمیرات اڈریان اسمتھ کو عمارت کا اوپری حصہ باقی عمارت کی طرح نہیں ہے اور اس کی خوب صورتی میں اضافہ کرتا نہیں لگا۔ چناں چہ اس نے عمارت کی بلندی میں مزید اضافہ کر کے اس کی خوب صورتی میں چار چاند لگا دیے۔ بلندی بڑھ جانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کی منزلوں میں اضافہ ہو گیا ہے، بلکہ وہ حصہ محض نمایشی ہے۔

بُرج خلیفہ کو تعمیر کرتے وقت خاص طور پر یہ خیال رکھا گیا ہے کہ یہ عمارت علاقے کے ثقافتی اور تاریخی انداز کی حامل ہو۔ عمارت کا ڈھانچا ایک خوب صورت پھول کی طرز پر بنایا گیا ہے۔

بُرج خلیفہ کی خوب صورتی میں اضافہ کرنے کے لیے اس کے چاروں طرف ستائیس

ایکڑ زمین پر پارک بنایا گیا ہے، جس سے فضائی آلودگی میں بھی کمی ہوگئی۔ بُرج کے رہائشی حصے میں ایک لابی بنائی گئی ہے، جس میں ۱۹۶ ممالک کے آرٹ کے نمونے لگائے گئے ہیں، جن میں سے اکثر کانسی اور تانبے سے بنائے گئے ہیں۔ لابی میں لکڑی کی ایک پلیٹ (جس پر ۱۸ قیراط سونے کا ملمع کیا گیا ہے) پر پانی گرتا ہے، جس سے دل کش اور مسحور کن موسیقی کا تاثر پیدا ہوتا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے کسی درخت کی پتیوں پر پانی کی بوندیں گر رہی ہوں۔

لوگوں کو تیز رفتاری سے بلندی تک لے جانے کے لیے عمارت میں ستاون لفٹیں اور آٹھ خود کار زینے لگے ہیں۔ عمارت میں ۹۰۰ رہائشی اپارٹمنٹ ہیں، جو سب کے سب فروخت ہو چکے ہیں۔ اگر عمارت میں ایک وقت میں پینتیس ہزار افراد آ جائیں تو یہ ان کا وزن سنبھالنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

بُرج خلیفہ کی صفائی ستھرائی کا معقول انتظام کیا گیا ہے۔ اس کی ۲۴،۳۴۸ کھڑکیوں کی دھلائی اور صفائی کے لیے ڈیڑھ ہزار کلوگرام پانی اُٹھانے والی بالٹیاں ۴۰ ویں، ۷۳ ویں اور ۱۰۹ ویں منزل پر نصب کی گئی ہیں، جو طاقت ور مشینوں اور کیبلوں سے گھوم گھوم کر پانی پھینکتی اور صفائی کرتی ہیں۔ پوری عمارت کو صاف کرنے کے لیے چھتیس ملازم رکھے گئے ہیں، جو بلا ناغہ کام کریں گے تو تین سے چار ماہ میں عمارت کی صفائی خیر و خوبی سے کر ڈالیں گے۔

۸ جنوری ۲۰۱۰ء کو عمارت کی انتظامیہ کی اجازت سے دو افراد نصر النیادی اور عمر ہیگیلان نے جن کا تعلق امارات کی ہوا بازی کی سوسائٹی سے ہے، دنیا کی سب سے اونچی چھلانگ لگانے کا رکارڈ قائم کر ڈالا۔ انھوں نے ۱۶۰- ویں منزل (۲۲۰۰ فیٹ) پر بنے ہوئے ایک پلیٹ فارم سے چھلانگ لگائی اور ۱۴۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے نیچے آنے لگے۔ اس نوے سیکنڈ کی چھلانگ کے دوران ان کے پیراشوٹ ۱۰- ویں سیکنڈ پر ہی کھل گئے اور وہ سلامتی سے زمین تک آ گئے۔ ☆

عظیم فن کار

رخسانہ جنید

''ہم تمھیں چیلنج کرتے ہیں کہ تمھیں ایک خود کار توپ کے سامنے کھڑا ہونا پڑے گا۔ تم صرف بیس منٹ تک محفوظ رہو گے۔ اگر تم مقرر کردہ وقت میں خود کو آزاد کرانے میں ناکام رہے تو توپ خود بخود چل جائے گی اور تمھارے پرخچے اُڑ جائیں گے۔''

یہ وہ پیغام تھا جو ۱۹۱۰ء میں دنیا کے سب سے بڑے فن کار ہیری ہوڈنی کو نیوی کے افسروں کی طرف سے ملا، جب وہ برطانیہ کی سیاحت پر نکلا تھا۔ ہیری ہوڈنی کون تھا اور اسے یہ چیلنج کیوں ملا تھا؟ اس کے حالات پڑھیے:

دنیا بھر میں ہیری کے کمالات کے متعلق بہت سی دل چسپ کتابیں لکھی گئی ہیں۔

ہیری ہوڈنی ہنگری میں پیدا ہوا۔ اس کا اصل نام ایرک ویز تھا۔ جب وہ چھوٹا سا تھا تو اس کے والدین امریکا چلے گئے۔ غربت کے باعث ہیری اسکول میں نہ پڑھ سکا۔ وہ اخبار بیچ کر اور دن بھر لوگوں کے جوتے پالش کر کے اپنی گزر بسر کرنے لگا۔ ہیری جب نو سال کا ہوا تو پہلی بار اس نے لوگوں کے سامنے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔ ہیری کے ایک دوست نے اسے سرکس میں کام دلایا، جہاں اسے ہوائی جھولے پر اپنے فن کا مظاہرہ کرنا تھا۔ اس نے یہ کرتب اتنے اچھے طریقے سے پیش کیا کہ اسے ''ہوا کا شہزادہ'' کہا جانے لگا۔

ہیری ہوڈنی کو جادوئی کمالات دکھانے کا بہت شوق تھا، جس میں اس نے کئی برسوں تک مشق کر کے مہارت حاصل کر لی۔ اسے اس وقت بے انتہا خوشی ہوئی جب اُسے ایک تھیٹر میں نوکری مل گئی۔ اس کا سب سے مشہور کرتب بچ نکلنے کا تھا۔ اسے اسٹیج پر موٹی زنجیروں سے اچھی طرح باندھ دیا جاتا تھا اور وہ چند سیکنڈ میں خود کو آزاد کر لیتا تھا۔ بہت لوگوں نے طرح طرح کے تالے

بنائے اور ہوڈنی کو باندھنے کے مختلف طریقے اپنائے، لیکن ہمیشہ کی طرح ہوڈنی خود کو آزاد کرانے میں کامیاب ہو جاتا۔ اس کے زیادہ تر کرتب انتہائی خطرناک تھے۔ ایک بار اسے ایسی جیکٹ میں باندھا گیا، جس کے بازو بہت لمبے تھے اور عام طور پر جنونی اور خطرناک لوگوں کو اس جیکٹ میں باندھا جاتا تھا۔ ہوڈنی نے اس جیکٹ میں انتہائی اونچی عمارت سے چھلانگ لگانے کے دوران خود کو آزاد کرلیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ ہوڈنی کو زنجیروں سے باندھ کر برف سے ڈھکے ہوئے دریا میں بنے ہوئے سوراخ میں چھلانگ لگانے کو کہا گیا۔ لوگوں کو یقین تھا کہ اب وہ ضرور ناکام ہو جائے گا اور کبھی باہر نہیں آسکے گا، لیکن آٹھ منٹ کے بعد ہوڈنی جمے ہوئے پانی سے باہر آ گیا اور لوگ حیرت زدہ رہ گئے۔

ہوڈنی کو لوگوں کی طرف سے عجیب و غریب قسم کے چیلنج ملتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ کبھی تو وہ ناکام ہو جائے۔ اسی طرح نیوی کے افسروں کی طرف سے بھی اسے چیلنج کیا گیا تو یہ سوچا گیا کہ ہوڈنی ڈر جائے گا، لیکن وہ غلطی پر تھے۔ ہوڈنی نے بخوشی یہ چیلنج بھی قبول کرلیا۔ اس دن ہزاروں لوگ تھیٹر میں جمع تھے۔ اسے توپ کے دہانے سے باندھ دیا گیا۔ اس کے کندھوں کے نیچے توپ کا دہانہ رکھ کر ہاتھوں کو سینے اور کمر کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا گیا۔ اسٹیج پر لوہے کا ایک سخت چکر لگا کر ہوڈنی کے پاؤں اُس میں جکڑ دیے گئے۔

ہوڈنی نے بغیر کسی کوشش کے اپنے جوتے اُتارے اور پاؤں کے انگوٹھے سے ساری گرہیں کھول ڈالیں۔ وہ ذرا سا گھوما، ہلا اور اپنے بازو آزاد کر لیے۔ آخر اس نے اپنے گرد بندھی ہوئی تمام رسیاں کھول لیں اور خود کو توپ کے دہانے سے آزاد کرلیا۔ اس کام میں اسے ٹھیک سترہ منٹ لگے۔

شائقین خوشی سے چلائے اور خوب تالیاں بجائیں۔ ہوڈنی نے ایک بار پھر ثابت کر دیا کہ وہ دنیا کا عظیم فن کار ہے اور ہر طرح کا چیلنج قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ☆

نونہال ادیب

لکھنے والے نونہال

وریشا رفیق، کراچی | سیما ناز، کراچی
کومل زینب، ملتان | آمنہ کریم خان، حیدر آباد
فرحان یاسین کھتری، ٹنڈو الہیار | نورینہ سراج، ٹانک
ازکیٰ غفار راؤ، کراچی | عائشہ محمود حسن، کراچی
شنکر لال حیدری، سانگھڑ

طہارت اور پاکیزگی

وریشا رفیق، کراچی

طہارت کے معنی پاک ہونا، صاف ہونا ہیں۔ طہارت سے مراد یہ ہے کہ نہ صرف جسم، لباس اور ماحول کو پاک رکھا جائے، بلکہ اللہ کی نافرمانی سے بچتے ہوئے ذہن اور روح کو بھی پاک صاف رکھیں۔

اسلام میں طہارت کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور حدیث ہے: ''صفائی نصف ایمان ہے۔''

عبادت میں پاک صاف رہنے کی خاص تاکید کی گئی ہے۔ نماز سے پہلے جسمانی صفائی کے لیے وضو کرنا ضروری ہے۔ نبی کریمؐ نے جمعہ کے دن غسل کرنے کی خصوصی ہدایت فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ روزے، حج اور تلاوتِ قرآن مجید کے لیے بھی طہارت اور پاکیزگی لازمی ہیں۔ قرآن مجید کو بھی صرف وہ لوگ ہاتھ لگا سکتے ہیں جو پاک ہوں۔ نبی کریمؐ صفائی اور پاکیزگی کا بہت خیال رکھتے تھے۔

حضور اکرمؐ کا لباس نہایت سادہ اور صاف ستھرا ہوتا تھا۔ آپؐ کے دانت صاف ہوتے تھے۔ آپؐ جب غسل فرماتے تو داڑھی

اور سر کے بالوں میں کنگھی کرتے اور مسواک کرتے۔ آپؐ کو سفید لباس بہت پسند تھا۔ آپؐ اگر کسی شخص کے بڑھے ہوئے ناخن یا بکھرے ہوئے بال دیکھتے تو سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے۔

ایک مرتبہ آپؐ نے ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''کیا تم سے اتنا بھی نہیں ہوتا کہ تم اپنے کپڑے دھولیا کرو؟''

ایک مرتبہ ایک صحابیؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھی اور سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپؐ نے اُن سے فرمایا: ''فوراً جاؤ اور اپنے بال درست کرکے آؤ۔''

جب صحابیؓ بال درست کرکے آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا: ''کیا تمھاری یہ حالت پہلے سے بہتر نہیں ہے؟''

آپؐ نہ صرف گھر، بلکہ مسجد کی صفائی کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔

نبی کریمؐ راستوں کو صاف رکھنے کی بھی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ اگر کسی شخص کو راستے میں گندگی پھیلاتے دیکھتے تو اسے سمجھاتے کہ اس طرح گندگی پھیلانے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم نبی کریمؐ کے اصولوں کی پیروی کرتے ہوئے صاف ستھرے رہیں۔ جسم کو پاک رکھیں۔ کپڑوں کو بھی صاف رکھیں۔ گھر، گلی، محلے اور شہر کو صاف ستھرا رکھنا بھی ہماری ہی ذمے داری ہے۔ ایسا کرنے سے ماحول صاف ستھرا رہے گا اور ہم بھی کئی بیماریوں سے محفوظ رہیں گے۔

بعض لوگ اپنا گھر صاف کرکے گلی میں پانی بہا کر کیچڑ کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ کچرا بھی باہر پھینک کر گندگی پھیلاتے ہیں۔ یہ اچھے مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا۔

ننھا شہید

کومل زینب، ملتان

احمد نے اپنے جمع کیے ہوئے پیسے گنے تو اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ احمد ایک بے سہارا اور غریب لڑکا تھا۔ وہ بازار کے ایک کونے میں لگے درخت کے نیچے بیٹھ کر لوگوں کے

جوتے پالش کیا کرتا تھا، پھر کام ختم کر کے وہیں کہیں سو جایا کرتا تھا۔ ۱۴- اگست آنے والی تھی۔ اس کا بھی دل چاہتا تھا کہ وہ بھی دوسرے بچوں کی طرح جشنِ آزادی منائے اور پاکستان کا پرچم لہرائے۔ اس سال اس نے بڑے شوق سے پیسے جمع کیے تھے۔ گھر تو اس کا تھا نہیں، اس نے اسی درخت پر ہی پرچم لگانے کا فیصلہ کیا۔ وہ دکان پر گیا اور جب وہ دکان دار سے جھنڈا خرید رہا تھا تو اس کی نظر درخت کے پیچھے کھڑے ایک شخص پر پڑی جو بہت ہی مشکوک انداز میں موبائل پر کسی سے بات کر رہا تھا، پھر وہ ایک طرف چلا گیا۔ احمد نے پرچم خریدا اور کچھ سوچ کر اس شخص کے پیچھے چل پڑا۔ وہ شخص چلتے چلتے ایک پرانے ویران سے مکان میں پچھلے دروازے سے داخل ہوگیا۔ اس مکان کے سامنے والے دروازے پر تالا تھا۔ احمد بھی پچھلی طرف سے اندر کودا اور ایک کھڑکی سے کان لگا کر کھڑا ہوگیا۔ مکان میں اس وقت دو آدمی موجود تھے۔ وہی مشکوک شخص جسے اس کا ساتھی استاد کہہ رہا تھا، بولا: ''کل رات دس بجے یہاں سب جمع ہوں گے اور یہ بارود سب میں تقسیم کر دیا جائے گا، تا کہ پرسوں ۱۴- اگست کے دن ہونے والے پروگراموں کو یادگار بنا دیا جائے، کیوں کہ ہمیں بھی تو ۱۴- اگست کے موقع پر کچھ پٹاخے چلانے ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

احمد نے جب یہ سنا تو اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اس کے پیارے وطن کے شہریوں کی زندگی خطرے میں تھی۔ وہ بھاگتا ہوا تھانے پہنچا اور جلدی جلدی ساری بات انسپکٹر کو بتا دی۔ انسپکٹر ساری بات سن کر ہنس پڑا اور بولا: ''ارے! اگر اتنی بڑی سازش یوں کھلے عام وہاں ہونے لگی، جہاں تم جیسے مچھر بھی پہنچ جائیں تو اب تک یہ ملک دہشت گردی سے پاک ہوگیا ہوتا۔ جانے کہاں سے کہانی پڑھ کر آ گئے ہو، چلو بھاگ جاؤ یہاں سے۔''

احمد نے اُسے لاکھ سمجھانے کی کوشش کی

کہ وہ سچ کہہ رہا ہے، لیکن انسپکٹر نے اسے بے عزت کر کے تھانے سے نکال دیا۔ احمد دل میں مضبوط ارادہ کر چکا تھا کہ چاہے کوئی ساتھ نہ دے، وہ دہشت گردوں کے عزائم کام یاب نہیں ہونے دے گا۔ اب اسے رات ہونے کا انتظار تھا۔ رات تک احمد پوری تیاری کر چکا تھا۔ رات کے نو بجے وہ تیزی سے چلتا ہوا اس مکان تک پہنچا اور اس کی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہو گیا۔ جب اس نے یقین کر لیا کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا تو وہ ایک کھڑکی کی جھری سے اندر دیکھنے لگا۔ اندر سب کھانا کھا رہے تھے اور اگلے دن کا منصوبہ بھی بن رہا تھا۔ دوسرے کمرے میں ۱۴- اگست کے دن بے گناہ لوگوں کے خون سے رنگنے کے لیے بارود جمع کیا گیا تھا۔ احمد نے اپنے بیگ سے مٹی کے تیل میں بھیگی ایک لمبی ڈوری نکالی اور اسے بارود سے لے کر دروازے تک رکھ دیا اور پھر دروازے سے نکل کر اسے آگ لگا دی اور خود جلدی سے دیوار پھلانگنے لگا، لیکن اسی وقت کسی نے اسے پکڑ لیا اور بولا: ''اب تُو یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتا۔''

احمد نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور بولا: ''اب بہت دیر ہو چکی ہے، ملک دشمنو! تمھارا آخری وقت آ گیا ہے۔'' اس کے ساتھ ہی ایک زور دار دھماکا ہوا اور مکان ملبے کا ڈھیر بن گیا۔ جب پولیس نے لاشیں نکالیں تو ان میں احمد کی لاش بھی تھی، جس کے چہرے پر تکلیف کی جگہ ایک سکون تھا اور ہونٹوں پر مسکراہٹ۔ احمد کی لاش دیکھ کر انسپکٹر کو سب یاد آ گیا۔ وہ اپنے دل میں نادم ہوا اور اسی وقت اپنے افسر کو ساری بات بتا دی۔ حکومت نے احمد کو پورے سرکاری اعزاز کے ساتھ دفنا دیا اور اس کی قبر پر یہ کتبہ نصب کر دیا گیا: ''پاکستان کی خاطر جان دینے والا ننھا شہید۔''

آم

مرسلہ: فرحان یاسین کھتری، ٹنڈو الہیار

دنیا میں ہے اس کا نام
سب سے اچھا پھل ہے آم
رنگت بھی ہے اس کی پیاری
اور بناوٹ سب سے نیاری

اچھا پھل اور سستے دام
کیسا اچھا پھل ہے آم
اس کی قسمیں اگر گنواؤں
شاید میں تو بھول ہی جاؤں
ویسے اس کا ایک ہی نام
سب سے اچھا پھل ہے آم
ہرا اور کچھ پیلا ہے
میٹھا اور رسیلا ہے
گرمی میں ہوتا ہے آم
سب سے اچھا پھل ہے آم
جتنا چاہو اس کو کھاؤ
کھا کر اس کو خوش ہو جاؤ
قدرت کا ہے یہ انعام
سب سے اچھا پھل ہے آم

ہمارا وطن - چاند تارا وطن

از کی غفار راؤ، کراچی

ہمارا وطن پاکستان ۱۴- اگست ۱۹۴۷ء کو دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا۔ ہمارے وطن کے قیام کی تاریخ بڑی طویل ہے۔ اس کے حصول کے سلسلے میں جن مسلمان رہنماؤں نے جدوجہد کی، ان میں سر سید احمد خاں، نواب محسن الملک، نواب وقار الملک، مولانا الطاف حسین حالی، مولانا ظفر علی خاں، مولانا محمد علی جوہر، علامہ اقبال، لیاقت علی خاں اور قائداعظم محمد علی جناح پیش پیش تھے۔ ایسے رہنما صدیاں گزرنے کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کی تقدیر بدل دینے والے یہ نیک لوگ قوم کی سیاسی زندگی کے اُفق پر نمودار ہوئے اور قابض قوم کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ ایک طویل اور مسلسل جدوجہد کے بعد اپنا علاحدہ وطن ''پاکستان'' بنانے میں کام یاب ہو گئے۔

ہمیں یہ حسین اور خوب صورت وطن بھیک میں نہیں ملا، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک عطیہ ہے۔ اس کی حفاظت، خوش حالی اور ترقی کے لیے کام کرنا تمام پاکستانیوں کا فرض ہے۔ وطن سے محبت کا اصل تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کے مفادات کو اپنے مفاد پر، اس کی سلامتی کو اپنے دفاع اور اس کی حرمت کو اپنی عزت پر ترجیح دیں۔ قائداعظم فرمایا کرتے تھے:

''ملک و ملت کی ترقی کا راز تنظیم، اتحاد

اور یقینِ محکم میں مضمر ہے۔''

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم پاکستان کے تحفظ، تعمیر اور ترقی کے لیے اپنے آپ کو وقف کردیں، کیوں کہ پاکستان ہی ہمارا گھر ہے اور یہی ہماری دھرتی ہے اور اس کی حفاظت میں ہماری عزت ہے اور اس کی سلامتی میں ہماری کام یابی ہے۔ اس کی سرحدوں کی حفاظت ہمارا ایمان ہے اور اس پر قربان ہونا ہمارے لیے باعثِ فخر ہے۔ یہی ہماری شناخت ہے، یہی ہماری آبرو ہے اور یہی ہمارے خوابوں کی تعبیر ہے۔

آج ۱۴- اگست ۲۰۱۰ء یومِ آزادی کے دن ہم سب نونہالانِ پاکستان اپنی دھرتی سے عہد کرتے ہیں کہ بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کا فرمان: ''اتحاد، تنظیم، یقین محکم'' حکیم الامت علامہ اقبال کی شاعری اور شہیدِ پاکستان حکیم محمد سعید کا فرمان: ''پاکستان سے محبت کرو، پاکستان کی تعمیر کرو'' جیسے اقوال ہمارے رگ و ریشے میں خون بن کر دوڑ رہے ہیں اور ان شاء اللہ آنے والا وقت ثابت کرے گا اور ساری دنیا گواہ ہوگی کہ نونہالانِ پاکستان نے اپنی دھرتی ماں اور بزرگوں سے کیا ہوا عہد بہ احسن و خوبی نبھا دیا۔

ہائے رے بستہ

مرسلہ: سیما ناز، کراچی

شانے پر ہے بھاری بستہ
ہائے رے بستہ ، ہائے رے بستہ
لمبا ہے اسکول کا رستہ
اُس پر ایک معصوم سا بچہ
بوجھ اُٹھائے ، سر کو جھکائے
جلدی جلدی چلتا جائے
آنکھ کھلی اور بستہ تھاما
بھاگم بھاگ اسکول کو پہنچا
کاپی کھو گئی ، کھایا ڈنڈا
پھر وہ حساب کی باجی بولی
کہاں گیا حساب کا پرچہ
ڈھونڈ ڈھونڈ کے تھک گیا بچہ
ملنا تھا نہ ملا وہ پرچہ
خوب پٹا اور گھر پر آیا
کام کیا تھا سارا کچا
ہائے رے بستہ ، ہائے رے بستہ

اصلی ہیرو

آمنہ کریم خان، حیدر آباد

آج کل کے بچے فلمی ہیرو سے اس قدر متاثر ہیں کہ وہ خود بھی فلمی ہیرو بننا چاہتے ہیں، جب کہ ہمارے اصلی ہیرو وہ لوگ ہیں جو دینِ اسلام اور اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے دن رات مصروف رہتے ہیں، جو اسلام کی سلامتی کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے نہیں ڈرتے، جیسے برصغیر کے مسلمانوں نے ہمیں ایک محفوظ وطن دینے کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ انھوں نے اپنا گھر بار، مال و دولت اور اپنی جانیں تک ایک آزاد مسلم ملک پاکستان کے لیے قربان کردیں۔ ہمارے سب سے بڑے قومی ہیرو قائد اعظم محمد علی جناح ہیں، جنھوں نے مسلمانوں کے لیے الگ وطن حاصل کیا۔ قائد اعظم سمیت تمام سیاسی رہنما ہمارے ہیرو ہیں، جنھوں نے پاکستان کی آزادی کی خاطر جانی، مالی اور ہر طرح کی قربانی پیش کی۔ ان تمام مسلمانوں کی طویل جدو جہد کا نتیجہ تھا کہ آج ہم آزاد ہیں اور اپنے پیارے وطن پاکستان میں عزت سے رہتے ہیں، لیکن جب سے پاکستان آزاد ہوا ہے، ہمارے دشمنوں کو سکون نہیں ملا۔ وہ اس ملک کو ختم کرنے کے خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل کے لیے انھوں نے ہمارے ملک پاکستان پر کئی بار جنگ مسلط کی۔

ہمارے جوانوں نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور پوری دنیا میں یہ بات منوائی کہ پاکستان صحیح معنوں میں ہیروز کی سرزمین ہے۔ وہ ہیروز جو بُرے وقت میں اس ملک کا دفاع کرتے ہیں، جو دن رات اس ملک کی سرحدوں پر پہرے دیتے ہیں۔ اپنے گھروں سے دور اپنے ملک اور عوام کی خاطر اس ملک کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہماری زندگیاں بچانے کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ ان سب کے ساتھ ہی ہمارے ہیروز میں ڈاکٹر عبدالقدیر خاں سمیت وہ تمام سائنس داں شامل ہیں، جنھوں نے پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

پاکستان پہلا اسلامی ملک ہے، جس نے ایٹمی قوت بننے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ ہمارے ملک کو ان جیسے ہیروز کی بہت ضرورت ہے، ناچنے گانے والے ہیروز کی نہیں۔

ہمارے ملک میں وہ سب لوگ حقیقی ہیروز ہیں، جو اپنے فرائض ذمے داری سے ادا کرتے ہیں۔ اس ملک کی ترقی اور خوش حالی کے لیے کوشش کرتے ہیں۔ ہم بھی اس ملک کے ہیرو بن سکتے ہیں۔ اس کے لیے دل لگا کر پڑھیں اور اپنا وقت فضول فلموں، ڈراموں میں ضائع نہ کریں۔ وقت کی قدر کریں۔ ہمیشہ سچ بولیں۔ اپنا کام چاہے گھر کا ہو یا اسکول کا، ایمان داری سے کریں۔ اپنے ملک، اپنے اصل ہیروز سے پیار کریں اور ان ہی ہیروز کو اپنا رہنما بنائیں۔ ان ہیروز کے بارے میں پڑھیں اور اپنے دوستوں کو بھی ان ہیروز کے بارے میں بتائیں۔

چوری کی بکری

نورینہ سراج، ٹانک

کسی شہر میں ایک بزرگ رہتے تھے، جو بہت نیک اور رحم دل تھے۔ بزرگ کو مال و دولت سے محبت نہیں تھی۔ بزرگ کے پاس صرف ایک بکری تھی۔ ایک دن بزرگ گھر میں نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں چور گھس آیا۔ چور کو اور کچھ نہ ملا، صرف بکری نظر آئی، جسے وہ لے گیا۔ بزرگ جب نماز سے فارغ ہوئے تو بکری نہیں تھی۔ بزرگ اپنی بکری کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک شور سنائی دیا۔ وہ باہر نکلے تو دیکھا کہ چور کے پاس ان کی بکری تھی اور لوگوں نے اُسے پکڑا ہوا تھا۔ لوگوں نے بزرگ سے کہا کہ اس چور نے آپ کی بکری چوری کی ہے۔

بزرگ نے سوچا: اگر میں نے لوگوں سے کہا کہ یہ میری بکری ہے تو لوگ اسے بہت ماریں گے۔ بزرگ کو چور پر رحم آ گیا۔ انھوں نے لوگوں سے کہا کہ یہ چور نہیں ہے اور نہ یہ بکری میری ہے۔ لوگوں نے چور کو چھوڑ دیا۔ بزرگ اپنے گھر میں چلے گئے۔ چور بزرگ کے اس نیک سلوک سے بہت متاثر ہوا اور اس نے بزرگ سے معافی مانگ کر ان کی بکری واپس کردی۔ بزرگ نے چور کو معاف کردیا۔ چور

بہت خوش ہوا اور اس نے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور اس کے بعد اس نے کبھی چوری نہیں کی۔

دھوکا

عائشہ محمود حسن، کراچی

ایک درخت پر ایک چڑے اور چڑیا نے اپنا گھونسلا بنا رکھا تھا۔ وہ دونوں وہاں خوب مزے سے زندگی گزار رہے تھے۔ درخت کے دوسرے پرندے بھی انھیں دیکھ خوش ہوتے، مگر ایک کوے کی نظر ان کے انڈوں پر تھی۔ وہ ہمیشہ کوئی ترکیب سوچتا رہتا کہ کسی طرح چڑا اور چڑیا کے انڈے کھا جاؤں، مگر چڑا، چڑیا کبھی اپنا گھونسلا چھوڑ کر نہیں جاتے تھے۔ ایک دن کوے نے انھیں اپنے ساتھ چلنے کو کہا اور بولا کہ میں تمھیں ایسی جگہ دکھاتا ہوں، جہاں کھانے پینے کا کافی سامان موجود ہے۔ تم جب چاہو، وہاں جا کر کھا سکتے ہو۔ چڑا اور چڑیا نے منع کر دیا اور کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ یہیں رزق دے دیتا ہے۔ ہم اپنا گھونسلا چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے۔ کوا رونے لگا اور بولا: ”میرے دوستو! مجھے تمھاری مدد کی ضرورت ہے۔ مہربانی کر کے میرے ساتھ چلو۔ مجھے وہاں سے کچھ کھانے پینے کا سامان لینا ہے۔ میرے پاس کچھ نہیں اور بارشیں ہونے والی ہیں، پھر میں کیا کروں گا۔“ یہ سن کر وہ کوے کی مدد کو تیار ہو گئے۔

”ہم صبح تمھارے بتائے ہوئے مقام پر آ جائیں گے۔“ چڑے نے کہا۔ یہ سن کر کوا خوشی خوشی وہاں سے چلا گیا اور ان کی غیر موجودگی میں ان کے انڈے کھانے کا منصوبہ بنانے لگا۔ جب درخت کے دوسرے پرندوں کو اس بات کی خبر ہوئی تو سمجھ گئے کہ یقیناً اس میں کوے کی کوئی چال ہے، لہٰذا جب چڑا اور چڑیا چلے گئے تو دوسرے پرندوں نے فیصلہ کیا کہ وہ ان کے انڈوں کی رکھوالی کریں گے۔ جب صبح کوا چڑے اور چڑیا کے گھونسلے کی طرف گیا تو وہاں موجود پرندوں نے مل کر اسے مار بھگایا۔ یوں پرندوں کے اتحاد سے ان کا گھونسلا اور انڈے بچ گئے۔

بہترین دوست

شنکر لال حیدری، سانگھڑ

میں اپنے کمرے میں بیٹھا آرام کر رہا تھا کہ میری نظر سامنے رکھی ہوئی کتاب پر پڑی۔ میرے ذہن میں ایک سوال اُٹھا کہ لوگ یہ کیوں کہتے ہیں کہ کتابیں انسان کی دوست ہوتی ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ کتاب تو ایک بے جان چیز ہے۔ وہ ہماری دوست کیسے ہوسکتی ہے۔ اس خیال کے ذہن میں آتے ہی میں نے کتاب اُٹھا کر اس کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ اس کتاب کے مطالعے سے میرے ذہن میں موجود سوالوں کے جواب ملتے جا رہے تھے۔ میں یہ دیکھ کر حیران تھا کہ کتاب کو کیسے پتا چلا کہ میرے ذہن میں یہ سوالات موجود ہیں اور پھر میری سمجھ میں آیا کہ کتابیں ہمیں معلومات فراہم کرتی ہیں اور بدلے میں ہم سے کچھ نہیں چاہتیں۔ کتابیں کسی مفاد کے بغیر مدد کرنے والی دوست ہیں۔ واقعی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ کتابیں انسان کی بہترین دوست ہوتی ہیں۔

آپ کی تحریر کیوں نہیں چھپتی؟

اس لیے کہ تحریر: ◆ دل چسپ نہیں تھی۔ ◆ با مقصد نہیں تھی۔ ◆ طویل تھی۔ ◆ درست الفاظ میں نہیں تھی۔ ◆ صاف صاف نہیں لکھی تھی۔ ◆ پنسل سے لکھی تھی۔ ◆ ایک سطر چھوڑ کر نہیں لکھی تھی۔ ◆ صفحے کے دونوں طرف لکھی تھی۔ ◆ نام اور پتا صاف نہیں لکھا تھا۔ ◆ اصل کے بجائے فوٹو کاپی بھیجی تھی۔ ◆ نونہالوں کے لیے مناسب نہیں تھی۔ ◆ پہلے کہیں چھپ چکی تھی۔ ◆ معلوماتی تحریروں کے بارے میں یہ نہیں لکھا تھا کہ معلومات کہاں سے لی ہیں۔ ◆ نصابی کتاب سے نقل کر کے بھیجی تھی۔ ◆ چھوٹی چھوٹی کئی چیزیں مثلاً شعر، لطیفہ، اقوال وغیرہ ایک ہی صفحہ پر لکھے تھے۔ ☆

۳۴ خاص نمبر ہمدرد نونہال

۱۹۵۵ء سے ۲۰۱۰ء تک

ا۔ آزادی کے علم بردار نمبر۔ اگست ۱۹۵۵ء

۲۔ افریشیا کی کہانیاں نمبر۔ جنوری، فروری 1956ء

۳	غالب نمبر	فروری	۱۹۶۹ء
۴	خاص نمبر	اگست	۱۹۶۹ء
۵	خاص نمبر	اگست	۱۹۷۰ء
۶	صحت نمبر	اپریل	۱۹۷۱ء
۷	اقبال نمبر	نومبر	۱۹۷۷ء
۸	خاص نمبر	ستمبر	۱۹۸۳ء
۹	خاص نمبر	ستمبر	۱۹۸۴ء
۱۰	خاص نمبر	ستمبر	۱۹۸۵ء
۱۱	خاص نمبر	ستمبر	۱۹۸۶ء
۱۲	خاص نمبر	جولائی	۱۹۸۷ء
۱۳	خاص نمبر	جولائی	۱۹۸۸ء
۱۴	خاص نمبر	اکتوبر	۱۹۸۹ء
۱۵	خاص نمبر	اکتوبر	۱۹۹۰ء
۱۶	خاص نمبر	جولائی	۱۹۹۱ء
۱۷	خاص نمبر	جون	۱۹۹۲ء
18	خاص نمبر	جون	۱۹۹۳ء
19	پاکیزہ ماحول نمبر	جنوری	۱۹۹۴ء
۲۰	خاص نمبر	جون	۱۹۹۶ء
۲۱	خاص نمبر	اگست	۱۹۹۷ء
۲۲	ماں نمبر	اپریل	۱۹۹۸ء
۲۳	خاص نمبر	اکتوبر	۱۹۹۹ء
۲۴	خاص نمبر	اکتوبر	۲۰۰۰ء
۲۵	خاص نمبر	اکتوبر	۲۰۰۱ء
۲۶	خاص نمبر	نومبر	۲۰۰۲ء
۲۷	خاص نمبر	اکتوبر	۲۰۰۳ء
۲۸	خاص نمبر	جون	۲۰۰۴ء
۲۹	خاص نمبر	جون	۲۰۰۵ء
۳۰	خاص نمبر	جولائی	۲۰۰۶ء
۳۱	خاص نمبر	جولائی	۲۰۰۷ء
۳۲	خاص نمبر	جون	۲۰۰۸ء
۳۳	خاص نمبر	جون	۲۰۰۹ء
۳۴	خاص نمبر	جون	۲۰۱۰ء

بلاعنوان کہانی کے انعامات

جون ۲۰۱۰ء کے شمارے میں جناب شکیل صدیقی کی بلاعنوان کہانی شائع کی گئی تھی۔ اس کہانی کے بہت اچھے اچھے عنوانات موصول ہوئے۔ کمیٹی نے ان میں سے صرف ایک عنوان ''اور انگوٹھی مل گئی'' کو بہترین قرار دیا ہے۔ یہ عنوان مختلف جگہوں سے آٹھ نونہالوں نے ارسال کیا ہے۔ ان سب نونہالوں کو انعام کے طور پر کتاب روانہ کی جارہی ہے۔

۱۔ وجیہہ زبیر، لیاقت آباد، کراچی

۲۔ سید محمد فیضان، ناظم آباد، کراچی

۳۔ نبی بخش ابڑو، اسٹیشن روڈ، لاڑکانہ

۴۔ مریم شوکت، کامونکی، گوجرانوالہ

۵۔ چودھری محمد عبید الرحمٰن ضیاء، اسلام آباد

۶۔ رفعت بتول، جھاوریاں، شاہ پور، سرگودھا

۷۔ نادیہ نذر محمد رونجھ، اوتھل، (پتا نامکمل ہے)

۸۔ مریم فاطمہ خان، آفیسرز کالونی، نوشہرہ

چند اچھے عنوانات یہ ہیں:

کھوج۔ مُہر کی تلاش۔ شاہی انگوٹھی۔ گُم شدہ انگوٹھی۔ توتا کہانی۔ توتے کی تلاش۔ انگوٹھی کا راز۔ انگوٹھی والا توتا۔ قصہ ایک توتے کا۔ توتا اور انگوٹھی۔

ان نونہالوں نے بھی ہمیں اچھے اچھے عنوانات بھیجے

☆ **کراچی:** وجیہہ اسعد، واجد نگینوی، سید حسن علی جعفری، ازکیٰ راؤ، ارج شیخ، خضر راشد صدیقی، صہیب احمد فاروقی، محمد فیروز علی، محمد صادق علی، سید نبیل منور، عارفہ شیخ عبدالرزاق، افضال احمد خان، محمد عمیر، ثناء عزیز خان،

اُمِ حبیبہ غلام علی سیالوی، سندس آسیہ، محمد ہشام، حرا کلیم، زینب، نشاء سحر انصاری، سیدہ ماہ رخ خالد، سارا اسحاق، رومانہ محمد حنیف، حفصہ حمود الرحمان خانزادہ، وردہ صدیقی، عروج اسلم، محمد حمزہ اشرفی، انیق احمد فاروقی، مریم سردر، فرحانہ انور قمبرانی، فیضان ایم حنیف، انشراح ریحان عقیل، محمد سعد رسول خان مہمندی، ہاشم دیوان، مطہرہ ناصر، ایمن عارف، معیز عادل، زینب ناصر، سائرہ خان، بابر فتاح، اسماء منیبہ فہد، عباس علی مدنی، محمد عاقب احمد، حفصہ اطہر، فاطمہ عارف، ماہ رخ انصار، سیدہ حفصہ امتیاز، کلثوم ناصر، راؤ عزیر علی، اریبہ احمد، شیرین غلام حسین، محمد مجتبیٰ قیوم، وجیہ زبیر، حیا ندیم، سید زین الحسن، سید مصطفٰی رضا، نازنین بدر، انیسہ طارق، وریشا رفیق، وجیہ الطاف حسین، رافعہ فاطمہ ولی اللہ، سید عفان علی جاوید، سیدہ جویریہ جاوید، سید شہظل علی اظہر، سیدہ مریم محبوب، عائشہ قیصر، عریشہ انیقہ محمد سلیم، عائشہ محمود حسن، محمد راشد خان کشمیری، دعا کلام، عمارہ عظمت، عروج عابد صدیقی، عنبر عاقل، فرحان احمد، ایمن فاطمہ، مہوش صابر حسین، محمد فہد، کومل محمد اقبال، مریم رحمان، عاقل اسماعیل، ارسہ جاوید، طٰہٰ جمیل، جنید بھٹی، فاطمہ علی، امثل کرن، عروبہ شمس، طوبیٰ مظاہر، فائزہ زین العابدین مینو، اغنیٰ کرن، ماہم احسن، عافیہ القانتہ، حافظ اُسامہ احمد کمال، عثمان انوار احمد، فاطمہ رشید، محمد ارحم خان، عائشہ آصف، عروبہ انعم مجید، محمد عمیص بابر، محمد مصعب علی، ماریہ صفیہ، عروج قیوم، سید باذل علی اظہر، رقیہ زبیر، سید بلال حسین ذاکر، مایا محسن، ارم نسیم خان، حسان الحق، سیدہ وجیہ ناز کرمانی، سیدہ عفیفہ جاوید، جویریہ آصف، فرح اسلام، مریم محمود، حمیدہ شمیم، عندلیب معین، صائمہ سہیل، ماہین انور بیگ بلوچ، محمد شاہ رخ دہلوی، سیدہ صوبیہ ناز، سلیمان امتیاز، سمانہ تقوی، شاکر حسین، جواد الرحمان، رضی اللہ خان، عاشر عابد، محمد ریان حسین خان، طیب حسن، محمد دانیال صدیقی، عمرانہ واحد بوڑا، شازیہ انصاری، شفق انجم غلام سبحانی، عائشہ عالم، زعیم اختر، واجد علی، محمد عمار حمید، راحمہ، فاطمہ عبید، دانیال جاوید، اسد سردار، بسمہٰ وقاص، سامعہ ثناء اللہ، محمد خرم خالد، اقصیٰ ہاشمی، بلال علی، سید شمس الحق باری، انشراح یاسر انصاری، حانن یاسر انصاری، حبا ایوب، یسریٰ انصاری، خواجہ محمد ارسلان رضا، سید محمد فیضان، سید محمد طلحہٰ، ثمرہ حفیظ، سید محمد حذیفہ، ترتیل صدیقی، محمد ارسلان قاسم، نازش فرقان، سدرہ ہاشمی، نازش محمد شریف، عشبہ غضنفر خان، نوال صدیقی، سدرہ سہیل ہنگورا، اریبہ دلشاد، حافظ عمیرہ خادم حسین، رضوان خالد اسحاق، اُمامہ فاروق، محمد تابش تحسین، سحرش سعید، بنت محمد طارق عبدالباری، ماہم فاطمہ محمد طارق، مہوش احمد، حمیدہ ملک، علیشبہ وحید، نورین خورشیدی، محمد حنظلہ اکرم، کومل وحید، ماہم جمال، فائزہ محمود احمد، اسماء ارشد، نمرا

حنبل، حباء خان، عطیہ بتول، اویس احمد، عمران احمد، سہیل احمد ضیاء ☆ **حیدر آباد:** فوزیہ مدنی لطیف، جہانزیب جبار، محمد اُسامہ انصاری، نگین انصار احمد خان، عارفہ لطیف آرائیں، سارہ شفیع، منعم فاطمہ خانزادہ، ردا زینب نظام شیخ، ربیعہ عبدالواجد، نواز محمد شریف راجپوت، قراۃ العین عمر دراز بیگ، محمد عماد، طٰہٰ یاسین، رخسانہ محمد صابر پیرزادہ، محمد عدیل رشید، یمنیٰ اسلم، اجالا شاہد، عائشہ ایمن احتشام، عائشہ الہٰ دین، محمد تابش صدیقی ☆ **ٹنڈو الہیار:** محمد آصف یاسین کھتری، فرحان یاسین کھتری، نمرہ سید رفیق علی ☆ **ٹمیاری:** عبدالرزاق سموں، بابر عبدالرحمان سموں ☆ **مکلی:** اقصیٰ احمد، اُمِ کلثوم، عائشہ بی بی، الضحیٰ فاطمہ، تیمور جاوید، وجیہ جاوید ☆ **کوٹری:** کرن بشیر، ذیشان یعقوب سوھترا ☆ **میر پور خاص:** سائرہ محمد اکرم، انیلا محمود عالم انصاری، محمد بلال، عدیل احمد، فہد احمد عزیز کھتری سومرو، سید ماہم شاہ بخاری ☆ **کوٹ غلام محمد:** محمد ارشد اللہ رکھا ☆ **جھڈو:** رابیل سلیم، رضوان فاروق، احسان اللہ محمد رؤف، حسان لیاقت، مکان ارشاد احمد، عبدالوسیع قائم خانی، شہزیم راجا ☆ **محراب پور:** نبیلہ عروج کمبوہ ☆ **ٹنڈو میر علی:** عابد علی آرائیں ☆ **کھاہی راہو:** فرقان علی میمن ☆ **ٹھاروشاہ:** شایان آصف خانزادہ ☆ **نوشہرو فیروز:** اسد رفیق خانزادہ ☆ **دوڑ (نواب شاہ):** ثناء فاطمہ راجپوت ☆ **سکرنڈ:** فروا جاوید ☆ **نواب شاہ:** رخسار معیز ☆ **شہداد پور:** راشد علی عمرانی ☆ **سنجھورو:** رانا ذوالفقار حیدر راجپوت، رانا مبین حیدر راجپوت، رانا ذوالقرنین حیدر راجپوت ☆ **ٹنڈو آدم:** عفیفہ محمد اسلم ☆ **سانگھڑ:** توشیبا الطاف، شنکر لال حیدر، جویریہ فرہاد علی رحمانی، ثناء پرویز رندھاوا، محمد طلحہٰ رندھاوا، رافعہ رسول رحمانی، کرن اقبال بھٹی، مصعب، دلاور حسین رندھاوا، محمد افضل رندھاوا، محمد عاقب منصوری ☆ **جھول:** اقصیٰ جاوید ☆ **شکار پور:** صباء عبدالستار شیخ ☆ **کندھ کوٹ:** ذوالفقار بلوچ ☆ **روہڑی:** شاہ نور جمشید خان، ماہ نور جمشید خان ☆ **جیکب آباد:** محمد راشد ٹالانی بلوچ، سفیہ ٹالانی بلوچ ☆ **لاڑکانہ:** سمیہ محمد علی، نبی بخش ابڑو ☆ **سکھر:** عطیہ عروج، عائشہ محمد خالد قریشی، اسماء طفیل، محمد اشرف محمود، حنیزاء قیوم سومرو، محمد زید اقبال، حوریہ معاذ علی انصاری، دلشاد انصاری، سدرۃ المنتہیٰ تسنیم احمد قادری، سلطان عدیل، سلطان عدیل احمد، عثمان ☆ **لاہور:** فاطمہ عباس، زاہد امتیاز، عروہ سحر، اسماء جمیل، شہر یار مختار، حافظ محمد دانش عارفین حیرت، شہر یار ملک، قراۃ العین قاضی، عبدالرافع، سلمان عرفان، علی رضا، سید وجاہت عباس راحت نقوی، رؤف احمد، عمران احمد ☆ **فیصل آباد:** وقاص شوکت، محمد پورس اقبال، سارہ طارق، فاطمہ محمود، مریم علی، عون احمد ☆ **ٹوبہ ٹیک سنگھ:** عائشہ اسلم ☆ **اوکاڑہ:** حمنہ فاطمہ ☆ **شیخوپورہ:** مبین الحق، حسنین ارشاد ☆ **سیالکوٹ:**

حفصہ بتول ☆ **شکر گڑھ:** سجاول انوار ☆ **گوجرانوالہ:** نیحہ نور ☆ **علی پور چٹھہ:** محمد امیر صدیق جندران ☆ **کامونکی:** حسن رضا سردار، مریم شوکت ☆ **دینہ:** محمد شعیب حسن سیالوی، وسیم اکرم ☆ **کالا گجراں:** محمد بدر، ہارون الرشید، قرۃ العین عقیل، محمد افضل، سیماں کوثر، محمد افضال ☆ **چکوال:** سہیل بھٹی ☆ **تلہ گنگ:** سیدہ تفضیل زاہرہ ☆ **لاوہ:** ظہیر عباس، علی حیدر ☆ **واہ:** فیضان خالد، ایمن خالد، علشباہ مقصود ☆ **اسلام آباد:** شبانہ بشیر، اُسامہ نوید، رومانہ بی بی، چودھری محمد عبیدالرحمان ضیاء، محمد کامران، فواد احسن، سامیتہ ایمن، ثمر نیک، محمد شہریار اسلم ☆ **راولپنڈی:** ہادیہ نعیم، محمد علی، لاریب ممتاز، ایمن اعوان، حمزہ سلطان، حرا سہیل، فصیح شبیر، رابعہ خان ☆ **ملتان:** سدرہ نذر، محمد زبیر ارشد، عمر دراز نوناری، بابر عباسی، عطاء المنعم بخاری، عطاء المکرّم بخاری، احمد بخاری، مبشر شبیر راؤ، حافظ محمد مدثر چغتائی، ایم ذیشان شیرازی، ارفع اشرف، رانا رائد عبدالستار، زبیر احمد حنفی، فراز احمد حنفی، رغینہ بخاری، حمزہ سعید قریشی ☆ **سرائے عالمگیر:** منیبہ یعقوب ☆ **سرگودھا:** مدثر نذیر احمد ☆ **جھاوریاں:** رفعت بتول ☆ **منڈی بہاؤالدین:** اقراء امجد ☆ **ساہیوال:** عائشہ شفقت ☆ **ملکہ ہانس:** شہزاد علی ☆ **خانقاہ شریف:** محمد مزمل رفیق ☆ **بہاول پور:** صہبا صادق، محمد نعمان انور ☆ **یزمان:** سلمان شوکت ☆ **بہاول نگر:** سلمان احمد، عروج علی، اسماء سلیم ☆ **واصو (جھنگ):** محمد عمر حسن کریم ☆ **بورے والا:** محمد جعفر صادق ☆ **ڈیرہ غازی خان:** عمارہ الیاس خان چغتائی ☆ **راجن پور:** اسماء حورین ☆ **احمد پور سیال:** محمد بلال فرحت ☆ **کلور کوٹ:** رابعہ وحید ☆ **مظفر گڑھ:** عبداللہ نعیم، عروج فاطمہ ☆ **کوٹ ادو:** حرا یاسین، محمد احمد خان ☆ **میانوالی:** زیتون اختر، عاصم شہزاد خان ☆ **لیہ:** عابدہ بتول ☆ **دلیوالی:** محمد امیر حمزہ ☆ **ہڈالی (خوشاب):** نمرہ شاہین ☆ **دومیل (اٹک):** صالحہ بتول ☆ **حضرو:** محمد عمران مغل، احتشام خورشید ☆ **خان پور:** محمد عامر ☆ **رحیم یار خان:** مریم شاہین، راجا توقیر ظفر، شیخ محمد مبشر سلیم، اُسامہ طیب، سیرت فاطمہ، کرن ہارون مزاری، اسماء کنول ☆ **کوٹلی (آزاد کشمیر):** محمد جواد چغتائی ☆ **ڈڈیال:** حافظ شہزاد سلطانی ☆ **ہڑی جھنگڑ:** راجا شاہد ☆ **بھمبر:** طیب رزاق ☆ **کوئٹہ:** آسیہ ظاہر، حمنہ اقبال، شندریٰ احمد ڈار ☆ **تربت:** بلال محمد یاسین ☆ **ڈیرہ اللہ یار:** میاں خان گولہ، عمران خان کٹیار ☆ **اوتھل:** نادیہ نذر محمد رونجہ، سعدیہ نذر محمد رونجہ ☆ **وندر:** تریش کمار ☆ **گوادر:** وقاص انجم جعفری، سہیل نصیر احمد ☆ **پشاور:** شاہ میر خان، سید محمد شاہ، محمد عمیر ☆ **مردان:** زینب اقبال ☆ **جہانگیرہ:** لیلیٰ جلیل الرحمان ☆ **نوشیرہ:** مریم فاطمہ خان ☆ **چاہ کان:** محمد فاروق ☆ **صوابی:** فرحین علی خان ☆ **ڈیرہ اسماعیل خان:** ذوالنورین اقبال علیزئی ☆ **میٹھا خیل:** محمد مشتاق مجید۔ ☆

جوابات معلومات افزا - ۱۷۴

یہ سوالات جون ۲۰۱۰ء میں شائع ہوئے تھے

۱۔ قرآن مجید کی سب سے آخری سورت ''النّاس'' ہے۔

۲۔ بی بی سارہ اور بی بی ہاجرہ حضرت ابراہیمؑ کی بیویاں تھیں۔

۳۔ جابر بن حیان کو دنیا کا پہلا مستند کیمیا داں مانا جاتا ہے۔

۴۔ مسلمان سائنس داں نصیر الدین طوسی اٹھارہ سال تک ہلاکو خان کے وزیر رہے۔

۵۔ ہندستان پر ۱۷ مغل بادشاہوں نے حکومت کی۔

۶۔ ۱۷۱۹ء سے ۱۷۴۸ء تک ہندستان پر مغل بادشاہ محمد شاہ کی حکومت رہی۔

۷۔ پاکستان کے پہلے وزیرِ خارجہ سر ظفر اللہ خاں تھے۔

۸۔ قائداعظم کی دوسری بیوی کا نام رتن بائی تھا۔

۹۔ ''شال کوٹ'' کوئٹہ کا پرانا نام ہے۔

۱۰۔ شکاگو، امریکا کا ایک شہر ہے۔

۱۱۔ انسان کے ایک جبڑے میں ۱۶ دانت ہوتے ہیں۔

۱۲۔ افریقی ملک لیبیا کی کرنسی دینار کہلاتی ہے۔

۱۳۔ ۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو امریکا نے برطانیہ سے آزادی حاصل کی۔

۱۴۔ مشہور شاعر نظیر اکبر آبادی کا اصل نام سید ولی محمد تھا۔

۱۵۔ اردو زبان کا ایک محاورہ یہ ہے: ''تم کس کھیت کی مولی ہو۔''

۱۶۔ امیر مینائی کے اس شعر کا پہلا مصرع اس طرح درست ہے:

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے

انعام پانے والے خوش قسمت نونہال

☯ **کراچی:** انشرح یاسر انصاری، عائشہ فاطمہ، وقار احمد، شفق انجم غلام سبحانی، صائمہ سہیل، یاسین احمد خان ☯ **حیدرآباد:** سارہ شفیع، محمد عماد ☯ **دوڑ (نواب شاہ):** ثناء فاطمہ راجپوت ☯ **سانگھڑ:** مصعب دلاور حسین رندھاوا ☯ **ٹوبہ ٹیک سنگھ:** عائشہ اسلم ☯ **اسلام آباد:** محمد نعمان شفیع ☯ **راولپنڈی:** لاریب ممتاز ☯ **کالا گجراں (جہلم):** محمد افضل ☯ **کوئٹہ:** محمد اسماعیل سومرو۔

۱۶ درست جوابات بھیجنے والے ذہین نونہال

☯ **کراچی:** افضال احمد خان، بلقیس پلوشہ قمرانی، حرا کلیم، فاطمہ شمیم، عریشہ انیقہ محمد سلیم، عنبرین جمشید، ماہین بیگ بلوچ، اسماء ارشد، سدرہ مجتبیٰ، بوذ دار، سیدہ ثوبیہ ناز، عریبہ دلشاد خانزادہ، اقصیٰ راؤ ☯ **حیدرآباد:** ربیعہ عبدالواحد، عرفان محمد صابر پیرزادہ، طہٰ یاسین ☯ **سکھر:** اسماء طفیل ☯ **سانگھڑ:** منیب احمد رندھاوا، محمد افضل رندھاوا، محمد ثاقب منصوری ☯ **سنجھورو:** محمد امین سیف الملوک، رانا مبین حیدر راجپوت، خالدہ عبدالقدوس خان ☯ **حضرو (اٹک):** احتشام خورشید ☯ **رحیم یار خان:** شیخ محمد مبشر سلیم، انیلا شاہین ☯ **ملتان:** محمد سعید کشمیری، حافظ محمد یوسف کشمیری ☯ **کوئٹہ:** سیدہ سمیہ خالد واسطی۔

۱۵ درست جوابات بھیجنے والے سمجھ دار نونہال

☯ **کراچی:** حاسن یاسر انصاری، محسن امیر صدیقی، سید بلال حسین ذاکر، فوزیہ ملک، محمد راشد خان کشمیری، سارا اسحاق، راؤ عزیر علی، عروبہ انعم مجید، عنبر شمس، یوسف مفتی، سمعیہ عارف، ماہم فاطمہ محمد طارق، بنت طارق عبدالباری، اسد سردار، فاطمہ فرح، عطاء الرحمان شاہد، محمد دانیال صدیقی، سہیل احمد ضیاء، سید محمد محسن، محمد فہد، محمد حاشر تہامی، سید عفان علی جاوید، کومل محمد اقبال، سید شہظل علی اظہر، سید باذل علی اظہر، سیدہ جویریہ علی جاوید، سیدہ عفیفہ جاوید، سیدہ مریم محبوب، ارسلان ریحان عقیل، ہاشم دیوان، سیدہ سہیل ہنگورا، صنوبر محمد رفیق، عشنا نوید، خواجہ محمد ارسلان رضا، زنیرہ صدیقی، رضوان خالد اسحاق، محمد احمد یامین، محمد زید سلمان، شیریں غلام حسین، افراح حنبل ☯ **حیدرآباد:** عائشہ ایمن احتشام، عبدالمعید عبدالوحید ☯ **ٹنڈو الہیار:** فرحان یاسین کھتری، محمد آصف یاسین کھتری ☯ **مکلی:** تیمور جاوید، عائشہ بی بی، وجیہ جاوید، اُم کلثوم، الضحیٰ فاطمہ، اقصیٰ احمد ☯ **ٹیاری:** عبدالرزاق سموں، بابر عبدالرحمان سموں ☯ **شکار پور:** صبا عبدالستار شیخ ☯ **سکھر:** بادیہ عروج، دلشاد انصاری ☯ **سانگھڑ:** کرن اقبال بھٹی، اشوک کمار حیدری، توشیبا الطاف ☯ **میر پور خاص:** سائرہ محمد اکرم، وقار احمد، ذی شان احمد ☯ **جھڈو:** احسان اللہ رؤف ☯ **لاہور:** قراۃ العین قاضی، حارث احمد قریشی، ابوبکر ایوب ☯ **فیصل آباد:** محمد یورس اقبال ☯ **علی پور چٹھہ:** محمد حویرث ☯ **حافظ آباد:** سرفراز علی جنجوعہ ☯ **کاموکے:** حسن رضا سردار ☯ **راولپنڈی:**

ربیعہ آفتاب ۞ **واہ:** ایمن خالد ۞ **کالا گجراں:** قراۃ العین عقیل ۞ **بہاول نگر:** صلاح الدین ۞ **بہاول پور:** محمد مزمل رفیق ۞ **احمد پور شرقیہ:** باسط علی، آفاق حسین ۞ **منڈی بہاؤالدین:** ارم مجید ۞ **رحیم یار خان:** اُسامہ طیب ۞ **ڈیرہ غازی خان:** محمد فہد خان چغتائی ۞ **کوٹ مومن:** مدثر نذیر احمد ۞ **احمد پور سیال:** محمد بلال فرحت ۞ **ملتان:** سید عطاء المحسن بخاری، حمزہ سعید قریشی، سید عطاء المنعم بخاری، سید عطاء المکرّم بخاری ۞ **کوئٹہ:** محمد کامران سومرو ۞ **کوٹلی:** شہریار احمد چغتائی۔

۱۴ درست جوابات بھیجنے والے علم دوست نونہال

۞ **کراچی:** سائرہ خان، سید زین الحسن، فضہ شفق، حافظ سید حسن شموئیل، زعیم اختر، دعا زبیر، اسماء منیبہ فہد، فیضان ایم حنیف، مرتضٰی صابر علی، اُمِ حبیبہ غلام علی، فائزہ زین العابدین میمن، سعد بھٹی، مریم محمود، عائشہ محمود حسن، عباد انصار، نوید احمد، خضر راشد صدیقی، مریم سرور، ایمن تنویر، عروج قیوم، عائشہ عالم، محمد ہشام، فاطمہ عبید، محمد حمزہ محمود الرحمان خانزادہ، حیا ندیم، محمد مجتبیٰ قیوم، زینب ناصر، ایمن احسن، رخشندہ کنول، نزہت یاسمین حبیبہ حفیظ، سید محمد طیب، سید زین العابدین، اغنیٰ کرن، فرح اسلام، مہوش احمد، سندس ارشد اعوان، سمیرا خالق، عباس حسین، محمد شاہد دہلوی، ثاقب تنویر، سید عمر رضا، کنز امظفر، وجیہ الطاف حسین، ارسہ جاوید، محمد آصف انصاری ۞ **حیدر آباد:** محمد عدیل رشید، اُجالا شاہد ۞ **کوٹری:** نادر علی جھتیال ۞ **نواب شاہ:** رخسار معیز ۞ **ٹھاروشاہ:** ریان آصف خانزادہ ۞ **کھاہی راہو:** فرقان علی میمن ۞ **جھول (سانگھڑ):** اقصیٰ جاوید ۞ **شہداد پور:** راشد علی عمران ۞ **سکھر:** ایمن نور عظیم احمد قادری ۞ **کندھ کوٹ:** ذوالفقار بلوچ ۞ **جیکب آباد:** سفینہ ٹالانی بلوچ، محمد راشد ٹالانی بلوچ ۞ **لاڑکانہ:** نبی بخش ابڑو ۞ **لاہور:** علی اظہر، ضحیٰ علی ۞ **گوجرانوالہ:** نبیحہ نور ۞ **فیصل آباد:** عون احمد ۞ **اسلام آباد:** شبانہ بشیر، ردا نوید، سامیتہ ایمن ۞ **واہ:** علی ریاض، فیضان خالد ۞ **راولپنڈی:** رابیل حنا، وجیہ شبیر، محمد علی ۞ **ملتان:** حافظ طوبیٰ صدیقی، وجیہ سعید، فکیھہ بخاری، ارفع اشرف، محمد زبیر ارشد، فاطمہ نور ۞ **ملکہ ہانس:** شہزاد علی ۞ **جھنگ:** حنظلہ جاوید ۞ **جہانیاں:** عیشہ نوید رندھاوا ۞ **دومیل (اٹک):** سرمد اقبال ۞ **بورے والا:** محمد جعفر صادق ۞ **خان پور:** محمد عامر ۞ **مردان:** زینب اقبال **صوابی:** فرحین علی خان ۞ **بھمبر (آزاد کشمیر):** طیب رزاق ۞ **گوادر:** وقاص انجم جعفری ۞ **ڈیرہ اللہ یار:** عمران خان کٹبار ۞ **کوئٹہ:** شذریٰ احمد ڈار۔

۱۳ درست جوابات بھیجنے والے محنتی نونہال

۞ **کراچی:** حسام توقیر، محمد حمزہ اشرفی، سحرش محمد سعید، رضی اللہ خان، محمد بلال صدیقی، محمد عارف بخش راجپوت، فائزہ محمود احمد، دانیال جاوید، ماریہ صفیہ، سید محمد حذیفہ، رقیہ زبیر، صہیب احمد فاروقی، عارفہ شیخ عبدالرزاق، نورین سلیم، رافعہ فاطمہ ولی اللہ، محمد فیروز علی، محمد صادق علی، محمد طاہر انصاری، محمد صہیب علی، عشبہ غضنفر خان، فائزہ محمد اکرم رضا، مطہرہ ناصر، عافیہ القانتہ، مائیرہ صابر حسین، امبرین یاسمین، راحمہ، نازش فرقان، عمرہ صلاح الدین، وریشا رفیق ۞ **حیدر آباد:** کاظم حیدر

نظام شیخ، یمنیٰ اسلم ◉ **بھٹ شاہ:** حارث ارسلان انصاری ◉ **ہنڈ والھیار:** نمرہ سید رفیق علی ◉ **کوٹری:** اقراء ماہم ◉ **سکھر:** ھنیزہ قیوم سومرو ◉ **روہڑی:** شاہ نور جمشید خان، مارہ نور جمشید خان ◉ **میر پور خاص:** ماہ وش یوسفانی، فہد احمد عزیز احمد کھتری سومرو ◉ **گوٹھ کھائی (سانگھڑ):** رکشہ بھائی ◉ **ٹنڈو آدم:** اقصیٰ محمد اسلم ◉ **دولت پور صفن:** عادل علی عباسی ◉ **سکرنڈ:** عبدالصمد جاوید ◉ **محراب پور:** نبیلہ عروج کمبوہ ◉ **نوشہرو فیروز:** اسدرفیق خانزادہ ◉ **لاہور:** زاہد امتیاز ◉ **علی پور چٹھہ:** محمد امیر صدیق جندران ◉ **شیخو پورہ:** شہرین طیب، حسنین ارشاد ◉ **بہاول پور:** سیدہ بشریٰ بخاری ◉ **دینہ:** محمد خلیل چودہری، سدرہ اکرم ◉ **راولپنڈی:** فریحہ ناز ◉ **تلہ گنگ:** سیدہ تفضیل زاہرہ ◉ **چکوال:** محمد سرمد مرزا ◉ **میانوالی:** عاصم شہزاد خان ◉ **موچھ:** حافظ محمد ہاشم ◉ **مظفر گڑھ:** عبداللہ نعیم ◉ **کوٹ ادو:** حرا یاسین ◉ **ملتان:** صبوحہ عباسی ◉ **بہاول نگر:** سلمان احمد ◉ **اوتھل:** رائل امان اللہ رونجہ، محمد آصف نذر محمد رونجہ ◉ **حویلیاں (ایبٹ آباد):** حامد باقی ۔

۱۲ درست جوابات بھیجنے والے پُر امید نونہال

◉ **کراچی:** کومل وحید، فرحان احمد، عاشر عابد، محمد عمیص بابر، اسماء اسلم، وجیہ زبیر، محمد عمار انصاری، سلیمان امتیاز، منتہیٰ صدیقی، جواد الرحمان، نعمان احمد، حباء خان، معاذ عامر، اقصیٰ ہاشمی، واجد نگینوی، نازش محمد شریف، نوال صدیقی، مفازہ قیصر زمان، مریم رحمٰن، سیدہ وجیہہ ناز کرمانی ◉ **حیدر آباد:** تبسم محمد لطیف، زرینہ احمد خانزادہ، جہانزیب جبار، نواز محمد شریف راجپوت، محمد ارباب بیگ ◉ **جھڈو:** ثوبیہ شہزیم ◉ **میر پور خاص:** نازلی محمود عالم انصاری، اسماء اقبال ◉ **لاہور:** رؤف احمد، علی رضا ◉ **کامونکی:** مریم شوکت ◉ **فیصل آباد:** آمنہ سرفراز، فاطمہ محمود ◉ **بہاول نگر:** عروج علی ◉ **ملتان:** حافظ عبدالمقیت چغتائی، بشریٰ عبدالستار ◉ **تلہ گنگ:** علی حیدر، محمد جواد ◉ **نارووال:** سجاول انوار ◉ **ساہیوال:** ماریہ شفقت ◉ **رحیم یار خان:** اسماء کنول، سیرت فاطمہ فاروقی ◉ **اسلام آباد:** محمد شہریار اسلم ◉ **کوئٹہ:** حمنہ اقبال، آسیہ ظاہر محمد شہیر خان ۔

۱۱ درست جوابات بھیجنے والے پُر اعتماد نونہال

◉ **کراچی:** سامعہ ثناء اللہ، بلال فتاح، فاطمہ علی حبہ ایوب، سید نبیل منور، طوبیٰ مظاہر، جویریہ آصف، ارج شیخ، مناہل خان، دعا کلام، محمد عاقل اسماعیل، عمارہ عظمت، سبین محسن، حفصہ اطہر، فاطمہ عارف، طیبہ بتول، محمد حبان عاطف صدیقی، محمد ارسلان قاسم، نوید احمد، خوالہ خالد، عبدالرحمان محمد حنیف ◉ **حیدر آباد:** زینب رشید احمد ◉ **میر پور خاص:** ماہ نور جمال ◉ **سکھر:** محمد زید اقبال ◉ **لاہور:** اسماء جمیل، محمد معروف احمد، عائزہ ادریس، شبیعہ فاطمہ ◉ **جڑانوالہ:** وقاص شوکت ◉ **اسلام آباد:** فواد احسن، آمنہ شاہد ◉ **راولپنڈی:** رابعہ خان ◉ **دلیوالی:** محمد امیر حمزہ ◉ **سکندر آباد:** زبیر احمد حنفی، فراز احمد حنفی ◉ **میانوالی:** زیتون اختر ◉ **راجن پور:** اسماء حورین ◉ **کالا گجراں:** ہارون الرشید ◉ **بہاول پور:** محمد نعمان انور ◉ **شاہ پور (سرگودھا):** رفعت بتول ◉ **رحیم یار خان:** راجا توقیر ظفر ◉ **تلہ گنگ:** عبدالسمیع ◉ **چکوال:** سہیل بھٹی ◉ **کوئٹہ:** حرا فیاض ◉ **پشاور:** ماریہ فاروق ◉ **چاہ کان (ڈیرہ اسماعیل خان):** محمد فاروق ◉ **ڈیرہ اخان:** ذوالنورین علیزئی ۔ ☆

نونہال لغت

نظریہ	نَ ظ رِ یہ	اصول۔ خیالات۔ تھیوری۔
اسلاف	اَ سْ لا ف	سَلف کی جمع۔ گزرے وقتوں کے لوگ۔ پچھلے بزرگ۔
کومل	کُ وْ مَ ل	نرم۔ ملائم۔ نازک۔ کچا۔ چکنا۔ لچکیلا۔
وبال	وَ با ل	عذاب۔ آفت۔ مصیبت۔ بپتا۔ بوجھ۔
حس	حِ سْ	محسوس کرنے کی قوت۔ جنبش۔ حرکت۔
دیوتا	دِ ے و تا	(ہندی لفظ ہے) فرشتہ۔ بزرگ۔ مقدس۔ سادہ لوح۔ اوتار۔
تشہیر	تَ شْ ہی ر	شہرت دینا۔ مشہور کرنا۔ ڈھنڈورا پیٹنا۔ بدنام کرنا۔ رسوا کرنا۔
قصاص	قِ صا ص	بدلہ۔ انتقام۔ خون کا بدلہ۔ قتل کا بدلہ۔
رفع دفع	رَفَ عْ دَفَ ع	ختم کرنا۔ فیصلہ کرنا۔ پیچھا چھڑانا۔
ملبا	مَ لْ با	گرے ہوئے مکان کی اینٹ مٹی وغیرہ۔ کوڑا کرکٹ۔
خودکار	خُدْ کا ر	اپنے کام آپ کرنے والا۔ وہ چیز یا مشین جو خود بخود کام کرے۔
مصافحہ	مُ صا فَ حہ	ملاقات کے وقت ہاتھ سے ہاتھ ملانے کا عمل۔
تسلیم	تَ سْ لِی م	قبول۔ سلام کرنا۔ آداب۔ منظور۔ فرماں برداری۔ اقرار۔ جمع تسلیمات ہے۔
اقتدار	اِ قْ تِ دا ر	اختیار۔ حکومت۔ زور۔ قوت۔ بڑائی۔
مزاج پرسی	مِ زاجْ پُ رْسی	طبیعت کا حال پوچھنا۔ خیریت معلوم کرنا۔
نافذ	نا فِ ذ	لاگو۔ صادر۔ وہ جو داخل ہو۔ جاری ہونے والا۔
مسند	مَ سْ نَ د	بیٹھنے کی جگہ۔ تکیہ گاہ۔
مقیم	مُ قِی م	قیام کرنے والا۔ ٹھیرنے والا۔

داغ تو اچھے ہوتے ہیں
01 منٹ
میں داغ مٹائے
پیش ہے نیا سرف ایکسل
کے Stain Expert formula
ساتھ، جو چائے اور کیچپ
جیسے سخت داغ نکالے
صرف ایک منٹ میں!
Surf
excel

اگست ۲۰۱۰ء
ہمدرد نونہال
رجسٹرڈ نمبر ایس ایس ۶۹